ایڈیٹر۔ عامر عثمانی (فاضل دیوبند)

آٹھ آنے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شمارہ نمبر ۳

سالانہ قیمت پانچ روپے۔ فی پرچہ ۵ر

غیر ممالک سے سالانہ چندہ ۱۲ شلنگ

بشکل پوسٹل آرڈر

تجلی

ماہنامہ دیوبند

جلد نمبر ۸

ہر انگریزی مہینے کے پہلے ہفتے میں

شائع ہوتا ہے

بابت ماہ مئی ۵۷ء

۱	آغاز سخن	عامر عثمانی	۴
۲	شرک	عزیز احمد خاں بی۔ اے	۱۴
۳	تجلی کی ڈاک	ادارہ	۱۹
۴	ایک ٹریکٹ کا جواب		۳۱
۵	گلہائے رنگا رنگ	حافظ دھام پوری	۳۴
۶	مسجد سے بیخانے تک	ملا ابن العرب مکی	۳۵
۷	مولانا منظور نعمانی کا خط	مولانا منظور نعمانی	۴۳
۸	ایک مرد مومن کی رحلت	جناب نذیر الحق	۴۵
۹	اعراس و قوالی	سید خالد ضحاک	۴۸
۱۰	زندہ جاوید		۵۱
۱۱	منظومات	مختلف شعراء	۵۳
۱۲	مرے کھوٹے	ادارہ	۵۴

اشد ضروری

اگر اس دائرے میں شرخ نشان ہے تو سمجھ لیجئے کہ اس پرچہ پر آپ کی خریداری ختم ہے۔ یا تو منی آرڈر سے سالانہ قیمت بھیجیں یا وی پی کی اجازت دیں اگر آئندہ خریداری جاری نہ رکھنی ہو تب بھی اطلاع دیں۔ خاموشی کی صورت میں اگلا پرچہ وی پی سے بھیجا جائے گا جسے وصول کرنا آپ کا اخلاقی فرض ہوگا۔

واضح رہے کہ اپریل ۵۶ء سے وی پی فیس دو آنے بڑھ گئی ہے۔ لہذا وی پی پانچ روپے دس آنے کا ہوگا۔

پاکستانی حضرات:۔ ہمارے پاکستانی پتہ پر چندہ بھیجکر رسید منی آرڈر ہمیں بھیجدیں رسالہ جاری ہو جائے گا۔

ترسیل زر اور خط و کتابت کا پتہ

دفتر تجلی دیوبند ضلع سہارنپور (یو۔پی)

عامر عثمانی ناظم دیوبند

پاکستان کا پتہ:۔ جناب شیخ سلیم اللہ صاحب

۴۷ بی ۲/۵ ناظم آباد کراچی (پاکستان)

عامر عثمانی پرنٹر پبلشر نے "کوہ نور" پریس دہلی سے چھپوا کر اپنے دفتر تجلی دیوبند سے شائع کیا۔

آغازِ سخن

وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَفْعَلُ مَا یُرِیْدُ

گذشتہ شمارے کے آغازِ سخن میں فدوی نے لکھا تھا کہ خاص نمبر کے دوسرے ایڈیشن میں سے (جو چھپ رہا ہے) میں نے اپنی فہم کے مطابق ناپسندیدہ حاشیے نکلوا دیئے ہیں۔

لیکن دوسرا ایڈیشن چھپ آیا اور تمام حواشی جوں کے توں موجود ہیں۔ اس پر ناظرین کرام جو چاہیں کہیں اور رائے قائم کریں میں تو صرف اتنا ہی سوچ سکا ہوں کہ انسان کے عجز و بے اختیاری کی کوئی انتہا نہیں اور اللہ تعالیٰ جو کرنا چاہتا ہے اس کے مقابلہ میں انسان اس درجہ بے بس اور مجبور ہے کہ ایک قدم بھی اس کے خلاف نہیں اُٹھا سکتا۔ آپ جانتے ہیں کہ میں تجلی کے سیاہ و سپید کا کلیتہً مالک ہوں۔ کوئی وجہ نہ تھی کہ جو حواشی میں اس میں سے اُڑانا چاہوں وہ نہ اُڑ سکیں مگر ہوا یوں کہ میں نے پریس کے منیجر صاحب کو خاص نمبر کے لئے دوبارہ ٹائٹل چھپوا دینے کو لکھا اور سوچا یہ کہ کاغذ وغیرہ کے لئے رقم بھیجتے ہوئے اُن حواشی کی تصریح لکھ بھیجوں گا جنھیں کٹانا ہے۔ اُدھر منیجر صاحب نے ٹائٹل ہی کے آرڈر سے دوسرے ایڈیشن کی تعداد اور ضرورت کا اندازہ کر کے رقم کا انتظار کئے بغیر چھپائی کر ڈالی اور جب میں نے حواشی متعین کر کے کاٹ دینے کو لکھا تو جواب ملا کہ دوسرا ایڈیشن تو چھپ بھی چکا ہے۔

سوائے اس کے اب کیا چارہ تھا کہ اپنی بے بسی اور مشیت کے فیصلہ کے آگے سرِ نیاز خم کر دوں۔ میں سمجھتا ہوں آدمی کی توقع اور خواہش کے برعکس جب قدرت کا فیصلہ صادر ہو جائے تو یقین کر لینا چاہیئے کہ اسی میں کچھ بھلائی ہوگی۔ عَسٰی اَنْ تَکْرَھُوْا شَیْئًا وَّھُوَ خَیْرٌ لَّکُمْ۔ اللہ علیم و دانا کی عظیم مصلحتوں کو انسان کیا سمجھ سکتا ہے۔ وہی حاکمِ مطلق ہے اور اسی کے فرمان پر ہر کام کے ہونے نہ ہونے کا مدار ہے۔

"ایمان و عمل" کے باب میں مولانا محمد قاسم کی رائے

"ایمان و عمل" کی بحث میں "خاص نمبر" میں جو مواد پیشِ ناظرین کیا جا چکا ہے وہ بفضلہ تعالیٰ حق کی تائید اور باطل کی تردید میں اہلِ انصاف و دیانت کے لئے بالکل کافی ہے۔ لیکن آج پھر میں ایک چھوٹی سی چیز اس سلسلہ کی پیش کر رہا ہوں تاکہ مخلصین کو عبرت اور متعصبین کو ندامت ہو۔

حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "تصفیۃ العقائد" کا نام تو آپ نے سنا ہی ہوگا۔ نہ سنا ہو تو اب سن لیجئے۔ یہ ۳۲ صفحے کا ایک رسالہ ہے اور اسی کی ایک عبارت پر مفتیانِ دارالعلوم نے ۱۳۵۶ھ میں مولانا مودودی کے دھوکے میں تو ٹائٹل دار فتویٰ کفر جڑ دیا تھا۔ پھر جب اخبار و رسائل سے حقیقت کھلی تو حضرت مولانا محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند نے اس کی تردید و تائید کا عجیب و غریب بین بین راستہ اختیار کر کے اسے مفتیوں کی صوابدید پر محمول فرمایا تھا۔ خیر یہ قصہ تو پرانا ہو چکا۔ فی الوقت راقم الحروف نے "تصفیۃ العقائد" کو ایک خاص غرض سے پڑھنا شروع کیا اور وہ یہ کہ میں دیکھ رہا ہوں دارالعلوم نے اپنے ملازمین کی تنخواہیں کاٹ کاٹ کر ردِ مودودیت میں ایک مستقل شعبہ نشر و اشاعت قائم کر رکھا ہے پہلے تو بے اہمیت اور بے بہرہ قسم کے کچھ لوگوں کی چھوٹی چھوٹی کتابیں اس سے چھپیں جن میں کچھ طفلِ نہ مکتب آرائیوں کے سوا کچھ نہ تھا۔ انھیں میں نے لائقِ التفات نہ سمجھا۔ لیکن اس کے بعد استاذ المکرم مولانا سید حسین احمد مدنی مدظلہ کی کتاب "مودودی مذہب اور اس کی حقیقت" نظر سے

گذری۔ نیز دارالعلوم کے سرکاری آرگن میں پیدائش ہوا اور ظہورِ مہدی کے موضوع پر دو سخت اختلافی مضمون آئے۔ علمی اختلاف کوئی بُری چیز نہیں مگر یہ فضا میں نہ تو سرے سے علمی تھے نہ ان میں اختلاف کی کوئی شریفانہ حد تھی۔ بس تعصب، تبرا اور فحش نگاری۔ مجبوراً میں نے اپریل ۵۶ء میں استاد المکرم کی کتاب پر اور مئی جون ۵۶ء میں ان دونوں مضمونوں پر دلیل و شہادت کے ساتھ تنقید کی۔ یہ تنقید ہندو پاک کے گوشہ گوشہ میں گونجی، دوست دشمن سب نے اس کی منصفانہ پزیرائی کو مانا اور معترضین یا ان کا کوئی ہمنوا ایک حرف اس کے خلاف کہنے کی جرأت نہ کر سکا۔ اس کے بعد تجلی خاص نمبر میں میں نے استاد المکرم کی کتاب "ایمان و عمل" پر تنقید کی۔ یہ بھی موافق و مخالف حلقوں میں حرفِ آخر ثابت ہوئی۔ اب گذشتہ مہینے میں ظفر الدین صاحب کی کتاب کا ذکر کر چکا ہوں اور ایک اور کوئی صاحب ہیں عبد الصمد رحمانی ان کی بھی ایک کتاب کے مسلسل حصے "شعبۂ نشر و اشاعت دار العلوم" سے چھپ رہے ہیں۔ میں انشاء اللہ زندگی و عافیت رہی تو ظفر الدین صاحب کے بعد انھیں بھی دیکھوں گا۔ لیکن اس ساری تفصیل سے بتانا یہ مقصود ہے کہ مولانا مودودی اور جماعت اسلامی پر اعتراض کرنے والوں کو اس سے بحث ہی نہیں رہی کہ صحیح کیا ہے اور غلط کیا؟ حق کسے کہتے ہیں اور باطل کسے؟ وہ تو یہ سوچے سمجھے بغیر کہ ہم کس غلط کام میں اپنے اوقات اور قابلیتیں برباد کر رہے ہیں اس کام کے لئے اپنی زندگیاں وقف کر چکے ہیں کہ مولانا مودودی کی ہزاروں صفحات پر مشتمل کتابوں سے عبارتیں چھانٹیں اور عوام فریب، بلکہ البلہ فریب دلائل کے اینٹ گارے سے اعتراض کے اونچے محل چنیں۔ ضرورت ہو تو عبارتوں میں من مانی تحریف کریں۔ افترا اٹھائیں۔ فتوے گھڑیں۔ انھیں اسکی پروا ہے کہ دن رات مودودی مودودی کی رٹ لگانے سے عملی زندگی میں حاصل کیا ہے۔ فقہی اور اجتہادی نکتہ چینیوں سے دینِ ملفوم اور ملتِ مفلوج کی کیا خدمت ہوتی ہے۔ نہ اس کا احساس ہے کہ بحالاتِ موجودہ باہمی اتحاد و اتفاق کی کتنی شدید ضرورت ہے۔ نہ اس کا تصور ہے کہ اجتماعی دنیا میں اسلام کا ایک ایک عنصر ختم ہو چکا ہے اور اس کے لئے مرہم کی تلاش چاہئے۔ نہ اس کی شرم ہے کہ ہمارے جن اعتراضات کے قاطع اور مسکت جواب دیئے جا چکے ہیں انھی کو ہم بار بار ایک ہی لے میں دُہراتے رہے تو دنیا آخر ہمارے متعلق کیا رائے قائم کریگی۔

ایسے لوگوں کو میں اعتراضات کے جوابات دینے کے علاوہ ایک اور سبق بھی دینا چاہتا ہوں اور وہ یہ کہ جو تفریحی مشغلہ آپ نے راہ چلتوں پر سنگباری و خشت زنی کا اختیار فرما رکھا ہے وہی مشغلہ اگر ــــ ــ آپ کی طرح دس بیس نہیں، بلکہ تنہا یہ بندۂ ضعیف شروع کر دے تو آپ کے زعم و خود پرستی کے شیش محل کی شاید ایک دیوار بھی چکنا چور ہوئے بغیر نہ رہے گی۔ اسی خیال سے میں نے "تصفیۃ العقائد" کو اٹھایا کہ اس کے مصنف مولانا محمد قاسمؒ ہم تمام اہلِ دیوبند کے متفقہ شیخ و امام ہیں۔ میں اس ۳۲ صفحے کے رسالہ کی بعض عبارات پر اسی انداز میں اعتراض کروں گا جس انداز میں معترضین کرام مولانا مودودی پر کرتے ہیں۔ اُس وقت خود معترضین کو بھی اور بھولے بھالے عوام کو بھی ٹھیک طور پر اندازہ ہو گا کہ خواہ مخواہ عیب جوئی کر کے کس طرح ہر تصنیف میں کیڑے ڈالے جا سکتے ہیں، کس طرح ہر مصنف کو خیال و مضمل بنایا جا سکتا ہے چنانچہ ظفیر الدین صاحب کے جواب میں میں ایک طرف ان کے جمع کردہ اعتراضات کی علمی پوزیشن واضح کروں گا دوسری طرف علمائے موجود اور ان کے مسلّمہ بزرگوں کی بعض کتب پر بطور نمونہ چند اعتراض کروں گا اور آپ انشاء اللہ دیکھیں گے کہ میرے اعتراضات شعبۂ نشر و اشاعت کے اعتراضات سے کئی گنا مضبوط ہوں گے۔

لیکن فی الحال تو یہ ملاحظہ فرمائیے کہ "خطبات" کے جن جملوں پر استاد المکرم مولانا مدنی نے مولانا مودودی کو خارجی جیسی شرعی گالی دی تھی تقریباً وہی بلکہ اس سے بھی سخت جملے مولانا محمد قاسمؒ فرما رہے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہئے کہ جس عقیدے کو مولانا مودودی سے منسوب کر کے خارجیت کا فتویٰ صادر کیا گیا تھا وہی عقیدہ مولانا محمد قاسمؒ کا بھی ہے۔

صورت یہ ہے کہ ایک صاحب سید احمد نے خط کے ذریعہ اپنے پندرہ بنیادی عقیدے واضح فرمائے ان کا تجزیہ مولانا محمد قاسمؒ نے جواب خط میں کیا۔ یہی دونوں خط "تصفیۃ العقائد" کے نام سے چھاپ دیئے گئے۔

یاد کیجئے۔ ایمان و عمل کی بحث یہی تو تھی کہ مولانا مودودی نے اپنے وعظ میں بعض ایسے لوگوں کو جو دعوۂ اسلام کرنے کے باوجود تمام زندگی کافرانہ طور و طریق غیر اسلامی معمولات اور ملحدانہ جہد و عمل میں گذارتے ہوتے اس حد تک بے دین ہو چکے ہوں کہ حج اور نماز و زکوٰۃ جیسے اہم

فرائض کی فرضیت تک کا احساس انھیں نہ رہا ہو یہ کہدیا تھا کہ وہ مسلمان نہیں ہیں۔ ان کا دعوۂ اسلام جھوٹا ہے۔ اس پر مولانا مدنی مدظلہ نے انھیں خارجی بنایا اور دعویٰ کیا کہ دعوۂ اسلام کرنے والا چاہے کتنا ہی بے عمل اور بدعمل ہو سزا بھگت کر ضرور ضرور جنت میں جائیگا۔

اب دیکھئے۔ مولانا محمد قاسم صاحبؒ نے پندرھویں جواب کے خاتمہ پر ثابت کیا ہے کہ جس طرح ایک کتے یا گدھے کے جسم میں انسانی روح ڈالدی جائے تو وہ کتوں اور گدھوں ہی میں شمار ہوگا اور تمام یا اکثر معاملات اس سے ایسے ہی کئے جائیں گے جیسے حیوانات کے ساتھ کئے جاتے ہیں۔ .....

"اگرچہ یہ جانتے ہوں کہ اس جسم کے پردے میں روح انسانی مستور ہے، ایسے ہی اُس اسلام و ایمان کے ساتھ جو پیرایۂ کفر رکھتا ہو خداوند بے نیاز و جمیل کو بمقتضائے وَاللّٰہُ جَمِیْلٌ یُحِبُّ الْجَمَالَ ایمان کی بری صورتوں کو پسند نہیں کرتا نفرت ہو جاوے گی اور تمام یا اکثر معاملات وہی کئے جائیں گے جو کفر حقیقی کے ساتھ کئے جاتے ہیں۔" (تصفیۃ العقائد ص ۲۸ و ۲۹)

اب اہل نظر انصاف کریں "کفر" ظاہر ہے کہ کسی سینگ یا دُم یا رنگ و نسل یا کسی ٹھوس اور مجسم شے کا نام تو نہیں۔ وہ تو غیر اسلامی اعمال و اطوار ہی کا نام ہے۔ تب مولانا محمد قاسمؒ کی مذکورہ بالا عبارت اور تمثیل کا مطلب کیا یہی نہیں ہوا کہ اگرچہ کوئی شخص محض دعوۂ اسلام کرتا رہے اور قلبی ایمان کا مدعی ہو لیکن یہ غیر محسوس اسلام و ایمان اگر پیرایۂ کفر میں ظاہر ہو رہا ہے یعنی تمام یا اکثر اعمال غیر اسلامی کافرانہ ہیں تو اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ تمام یا اکثر وہی معاملات کریں گے جو کافر حقیقی کے ساتھ کئے جاتے ہیں؟ خوب غور کیجئے کیا یہ مطلب میں غلط تو نہیں لے رہا۔ کیا ہر دو حضرات کا مفہوم و منشا یکساں نہیں ہے؟

بلکہ ذرا گہرائی سے غور کریں تو اعتراض کا موقعہ تصفیۃ العقائد کی عبارت پر نسبتاً زیادہ ہے۔ یوں کہ مولانا مودودی کا دعویٰ تو زیادہ سے زیادہ یہی ہے کہ جو لوگ سرتاپا اعمال غیر اسلامی میں غرق اور اطوار کافرانہ میں محو ہوں اُن کے باطن میں ایمان کا وجود ہی نہیں لہٰذا ان کا دعوۂ اسلام غلط۔ گویا وہ ایمان کا وجود تسلیم کرتے ہوئے فیصلۂ کفر نہیں دے رہے۔ بلکہ ایمان کو مفقود مان کر انکار اسلام کر رہے ہیں۔ اس کے برخلاف مولانا محمد قاسمؒ ایمان کا وجود تسلیم کر لینے کے باوجود فرما رہے ہیں کہ اعمال غیر اسلامی و کافرانہ ہونے کے باعث یہ ایمان مفید نجات نہ ہوگا۔ بلکہ اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ معاملہ کفر حقیقی کا ہی کریں گے۔ اور اچھی طرح سمجھنے کے لئے ایک مثال ملاحظہ فرمائیں۔ ایک شخص بے حس و حرکت پڑا ہے نبضیں ساکت ہیں سانس بند ہے، کوئی علامت زندگی کی موجود نہیں۔ اب تین شخص زید، بکر، طلحہ اس کے بارے میں بحث کرتے ہیں۔ زید کہتا ہے کہ مرا نہیں ہے، بلکہ زندہ ہے کیونکہ اس کا جسم بالکل زندوں کی طرح ہے۔ جب تک یہ گل سڑ نہ جائے اُسوقت تک اسے دفن نہیں کرنا چاہئے۔ بکر کہتا ہے اسے زندہ مت کہو، یہ ہزار زندوں جیسا جسم رکھتا ہو، لیکن جب تمام علامتیں اس کی گواہ ہیں کہ روح قفس عنصری سے پرواز کر چکی ہے تو اسے مُردہ ماننا چاہئے۔ طلحہ کہتا ہے۔ یہ بے شک مردہ ہے، اگر روح نہیں بھی نکلی اور یہ فرض بھی کر لیں کہ اس کے اندر زندگی موجود ہے تب بھی ایسی زندگی اور روح موت کے درجہ میں ہے اس کے ساتھ مُردوں ہی جیسا معاملہ کیا جائے گا۔

زید کی جگہ معترضین کو رکھئے کہ یہی لوگ اُس اسلام کو زندہ مانتے ہیں جس کی زندگی پر فعل و عمل کی کوئی ادنیٰ گواہی موجود نہیں ہے۔ بکر کی جگہ مولانا مودودی کو رکھئے کہ وہ اس اسلام کو روح و زندگی سے بالکل خالی مان کر موت کا حکم لگا رہے ہیں۔ طلحہ کی جگہ مولانا محمد قاسمؒ کو رکھئے کہ وہ روح کی موجودگی ممکن مانکر بھی بے حس و حرکت لایعنی زندگی کو تسلیم نہیں کرتے اور موت کا فیصلہ دیتے ہیں۔ اب اگر زید بکر کو اس لئے گمراہ کہتا ہے کہ وہ جنبش و حرکت اور تنفس سے عاری جسم کو روح سے خالی سمجھ کر "مُردہ" ٹھیرا رہا ہے تو طلحہ کو اور بھی زیادہ گمراہ ماننا پڑے گا کیونکہ بکر کی گمراہی تو زیادہ سے زیادہ یہی ہو سکتی ہے کہ اس نے تشخیص میں غلطی کی لیکن طلحہ کی گمراہی فکری اور اصولی ہے کہ وہ روح کی موجودگی کے باوجود موت کا حکم لگا رہا ہے۔ اس طرح استاد المکرم مولانا مدنی کا فتوۂ گمراہی مولانا مودودی سے زیادہ مولانا محمد قاسمؒ پر جا پڑتا ہے۔

اگر میرے بعض بھائیوں کی سمجھ میں یہ باریک بات نہ آئے تب بھی یہ تو بہرحال بالکل ظاہر ہے ہی کہ بے حس و حرکت لاشے کو مولانا مودودی اور مولانا محمد قاسمؒ دونوں "مردہ" ہی مان رہے ہیں دونوں ہی نے اُس اسلام کو مردہ ٹھیرایا ہے جو پیرایۂ کفر رکھتا ہو جس پر عمل کی کوئی گواہی نہ ہو، بلکہ بدعملی و فسق کی مخالف شہادۃ موجود ہو۔

یہ میں نے اس مفروضہ کی بنیاد پر عرض کیا ہے کہ مولانا مدنی

جس عقیدے کو زبردستی مولانا مودودی کی طرف منسوب فرماتے ہیں اُسے واقعی تسلیم کر لیا جائے۔ لیکن حق یہ ہے کہ جیسا "خاص نمبر" میں بدلائل قاطعہ ثابت کیا جا چکا ہے مولانا مودودی اس عقیدے کے حامل ہیں ہی نہیں اور اپنے وعظ میں جو کچھ انھوں نے کہا وہ اصلاح بین الناس اور ترغیب و ترہیب کے طور پر تھا۔ زیادہ سے زیادہ اُن کے معترض اسے "جھوٹ" کا نام دے سکتے ہیں یعنی وہ کہہ سکتے ہیں کہ اگر عقیدہ وہ نہیں تھا جو ان کے الفاظ سے مترشح ہوا تو گویا انھوں نے جھوٹ بولا تو "اس" جھوٹ کا حسن و استحسان پہلے تو اسی "تصفیۃ العقائد" سے دیکھئے۔

مولانا محمد قاسم جواب چند روز کے ذیل میں صفحہ ۲۴ پر کذب (جھوٹ) پر بحث کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ کذب — یعنی گفتار مخالف واقع — بذات خود قبیح نہیں۔ البتہ دھوکہ دینے اور گمراہ کرنے کے لئے ہو تو قبیح ہو جاتا ہے جس کذب میں دوسروں کے لئے کوئی مضرت نہ ہو وہ کذب قباحت سے خالی ہے اور:-

"جس میں بعد خلو از مضرت کوئی نفع بھی لاحق ہو جائے یہ کذب داخل حسنات ہوگا۔ اس میں اگرچہ عاقل کو کچھ شبہ نہیں ہو سکتا لیکن بہر تسکین مثال بھی معروض ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بطور ترغیب یہ ارشاد لیس الکذاب الذی یصلح بین الناس او کما قال خود اس بات پر شاہد ہے کہ کذب محمود ہے۔"

پھر آگے صفحہ ۲۵ پر فرماتے ہیں:-

"جس جگہ دفع فساد خود کذب پر ہی موقوف ہو جیسا کہ اصلاح بین الناس میں ہوتا ہے تو پھر یہ تامل بے جا ہے۔"

"یہ تامل" سے مراد یہ ہے کہ اس کذب کو اختیار کرنے میں تامل بے جا ہوگا۔ اب اہل انصاف غور فرمائیں کہ خطبات و مواعظ کے وہ جملے جن پر قیامت برپا کی جا رہی ہے کیا اصلاح بین الناس کے سوا بھی کوئی کوئی اور مقصد اپنے اندر رکھتے تھے۔ کیا مولانا مودودی کا منشا اس کے سوا بھی کچھ منصور ہو سکتا تھا کہ عامۃ المسلمین نماز روزے حج زکوٰۃ کی طرف مائل ہوں۔ بے عملی و بدعملی سے دستکش ہوں عملاً مسلمان بنیں۔ لیکن بُرا ہو تعصب اور عناد کا کہ اس پر خارجیت کا طوفان کھڑا کر دیا گیا۔

جو حضرات "تصفیۃ العقائد" خود دیکھ کر یہ اطمینان کرنا چاہتے ہوں کہ میں نے نقل و اقتباس میں کوئی دخل تو نہیں کیا ہے وہ اٹھ آنے بھیج کر مکتبہ تجلی یا کسی اور مکتبہ سے یہ کتاب طلب فرما سکتے ہیں۔

بے محل نہ ہوگا اگر استاذ المکرم مولانا مدنی کی کتاب نقش حیات سے چند جملے نقل کر دوں۔ جلد دوم صفحہ ۲۰۵ پر فرماتے ہیں:-

"عام لوگ سمجھتے ہیں کہ جھوٹ ہر حالت میں بُرا اور حرام ہے حالانکہ جھوٹ بعض اوقات میں فرض اور واجب ہو جاتا ہے اور بعض اوقات میں مستحب اور بعض اوقات میں مباح اور بعض اوقات میں حرام اور مکروہ ہوتا ہے۔ اگر کسی بے گناہ غیر مستحق کو کوئی ظالم قتل کرتا ہو اور جھوٹ بول کر اسکو بچانا ممکن ہو تو اس وقت جھوٹ بولنا واجب ہوگا۔ اور اگر جھوٹ کے ذریعہ کوئی بھلائی پیدا ہوتی ہو (جیسے دو لڑنے والوں میں صلح کرا دینا) تو اس وقت جھوٹ بولنا مستحب ہو جاتا ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں لیس الکذاب الذی یصلح بین الناس (جو شخص جھوٹ بولکر صلح کرا دے وہ جھوٹا نہیں ہے) حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "دروغ مصلحت آمیز بہ از راستی فتنہ انگیز" (اصلاح والا جھوٹ فتنہ والی سچائی سے بہتر ہے) اسی طرح اپنی بیوی سے ایسا جھوٹ بولنا جس سے محبت میں اضافہ ہو مباح یا مستحب ہے۔"

فافہم وتدبر!

منصور حلاج مشہور ماہنامہ "فاران کراچی" کے مدیر شہیر جناب ماہر القادری نے اپریل ۵۷ء کے فاران میں "تجلی خاص نمبر" پر جو تبصرہ کیا ہے اس کے لئے فدوی ممنون ہے اور ماہر صاحب کے ایک ایک لفظ سے فدوی کے لئے جس حسن ظن اور تجلی کے لئے جس قدر روانی کا اظہار ہوتا ہے وہ فی الحقیقت میرے کسی فضل و کمال سے زیادہ خود ان کے خلوص اور حسن نیت اور صفائی قلب کا آئینہ دار ہے۔ جو لوگ ماہر صاحب کو قریب سے جانتے ہیں وہ اگر کسی وجہ سے ان کے دشمن بھی ہوں تب بھی اس حقیقت سے انکار نہیں کر سکتے کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں معصومانہ خلوص اور حق دوستی کی پاکیزہ نعمتوں سے نمایاں طور پر نوازا ہے۔ غالباً یہی وجہ ہے کہ خاص نمبر کی تحسین اور راقم الحروف کی ہمت افزائی میں پوری سیر چشمی

سے کام لیتے ہوئے بھی وہ ایک اور اختلافی نوٹ دینے سے خود کو باز نہ رکھ سکے۔ یہ دراصل مجلس اور بے لاگ ہی لوگوں کا کام ہے کہ جس چیز پر وہ تبصرہ کر رہے ہوں وہ مجموعی طور پر ان کے نزدیک خواہ کیسی ہی قابل تعریف ہو، لیکن جہاں کہیں اس میں انھیں کوئی کھٹک ہو اس کو بھی بے تامل ظاہر کر دیں۔ چنانچہ انھوں نے یہ نوٹ دیا ہے:۔

"میں "خاص نمبر" میں منصور حلاج پر مدیر تجلی کی رائے پڑھ کر حیرت ہوئی کہ شرک و بدعت کے خلاف اس شدید کے ساتھ جہاد کرنے والا منصور کا اس قدر مسرا! تفصیل کا یہ موقع نہیں ہے، مختصراً عرض ہے کہ منصور حلاج نے اگر بصحت ہوش و حواس "انا الحق" کہا تھا تو اس نے نعوذ باللہ کفر کا ارتکاب کیا اور اگر اس کے ہوش و حواس درست نہیں تھے تو دیوانوں اور فاتر العقلوں کی حرکتوں کو سراہنا کون دانشمندی کی بات نہیں ہے۔ "انا الحق" کہنے منصور کے معاملہ میں اللہ تعالیٰ کی لاشریک عظمت کی خاطر ایک ہزار صوفیوں سے جم بھڑنے کے لئے تیار ہیں۔ کہ "غیرت عبدیت" اسے کسی طرح برداشت ہی نہیں کر سکتی۔" (م۔ق)

یہ نوٹ اگرچہ بظاہر ایک اعتراض ہے۔ لیکن ہمیں تاہر صاحب کے جذبۂ توحید پرستی اور خلوص دینی کا جو نمایاں رنگ نظر آتا ہے اس کو پیش نظر ہیں اسے اعتراض نہیں سمجھتا، بلکہ ایک واجب الاظہار تاثر کی حیثیت دیتا ہوں اور اسی حیثیت سے مطالبۃً کچھ معروضات پیش کرنا چاہتا ہوں۔ یہ معروضات ذاتی خط کے ذریعہ بھی پیش کی جا سکتی تھیں لیکن چونکہ مذکورہ نوٹ شائع ہو چکا ہے اس لئے مناسب معلوم ہوا کہ میری بھی متعلقہ باتیں منظر عام ہی پر پیش کر دوں۔

منصور حلاج پر میں نے خاص نمبر کے صفحہ ۵۲ پر جو اب صفحہ ۵۳ میں کچھ لکھا ہے۔ ناظرین اسے ایک بار پھر پڑھ لیں اور محترم تاہر صاحب بھی اسے ایک بار اور پڑھیں۔ منصور سے جو بعض اقوال عام طور پر منسوب ہیں نہ تو میں نے ان کی تصویب کی ہے نہ کسی ایسے قول و فعل کی ہمت افزائی میری تحریر سے ہوتی ہے جو دین میں کسی طرح کا خلل اور فساد پیدا کرنے والا ہو۔ البتہ منصور کے بارے میں جس احترام و خوش گمانی کا میں نے درس دیا ہے وہ نتیجہ ہے اس بات کا کہ ان کے متعلق رائے قائم کرنے میں میں نے مشہور عام روایات و مقولات پر تکیہ نہیں کیا، بلکہ مختلف اوقات میں متعدد کتابوں کے مطالعہ سے میں نے یہ معلوم کیا کہ ان کے بارے میں حقائق سے بہت زیادہ اختراعات و افترا کی شہرت ہے اور ان کے قتل میں تقاضائے حق سے کہیں زیادہ خلافت عباسیہ کے ظالم وزیر حامد بن العباس کے تعصب شر پسندی کو دخل ہے۔ اول تو یہی پوری طرح متحقق نہیں کہ منصور کو "انا الحق" کہنے کے جرم میں قتل کیا گیا۔ شہرت عام کو جانے دیجئے۔ تاریخی شہادتیں زیادہ مضبوط اس بات پر ہیں کہ انھیں ان کی ایک کتاب کے ایسے اقتباس پر "مباح الدم" قرار دیا گیا جس کے متعلق ان کا کہنا تھا کہ یہ انھوں نے حسن بصری کی کتاب الاخلاص سے نقل کیا ہے۔ غالب گمان یہ ہے کہ منصور نے کتاب الاخلاص کے جس نسخے سے یہ قابل اعتراض عبارت نقل کی تھی وہ خود محرف اور ناقابل اعتبار تھا۔ کیونکہ جن قاضی ابوعمرو صاحب کی زبان سے منصور کے لئے "مباح الدم" کا لفظ بے ساختہ نکل گیا تھا ان کے نزدیک بھی کتاب الاخلاص کے صحیح نسخے میں یہ عبارت نہیں تھی۔

بہرحال یہ قضیہ تو بہت طویل اور تفصیل طلب ہے کہنے کا منشاء یہ ہے کہ ایک طرف تو بغداد کے فرقۂ حلاجیہ نے دجوز ندیقوں اور زنادقہ کا فرقہ تھا) نہایت غلط اور گمراہ کن اقوال و عقائد منصور حلاج کی طرف منسوب کر دیئے اور اکثر لوگ ان کے فریب میں یوں آ گئے کہ یہ خود کو منصور کے معتقدین و متبعین کی حیثیت سے مشہور کرتے تھے۔ دوسری طرف بعض انا الحق جیسے موہم و خطرناک اقوال نے اچھے خاصے پڑھے لکھوں کو جذبات کا شکار کر کے حقائق کی پہچان میں سے بے پروا کر دیا اور خواہ مخواہ منادی صادر کر دیئے گئے۔ آخر آپ آج کے دور میں ہی دیکھ لیجئے۔ مولانا مودودی پر اعتراض کرنے والے کس خوبصورتی سے ان کی عبارتوں کو وہ معنی پہناتے ہیں کہ جن کا وہم بھی مولانا کو نہ گذرا ہو، اور بعض حالتوں میں ایک دو لفظ کم یا زیادہ کر کے بھی عناد و عصبیت کی پیاس بجھاتے ہیں، تحریف کرتے ہیں، ترمیم کرتے ہیں تو اسی طرح منصور کو بھی کافی مجروح کیا گیا اور آج بہت کم لوگ ہیں جو اس مرد مرحوم کے متعلق رائے زنی کرنے سے پہلے اس تحقیق کی زحمت گوارا کریں کہ جو کچھ مشہور ہو گیا ہے یا بعض سہل الحصول کتابوں میں ملتا ہے وہ کس حد تک تاریخی حقائق سے ہم آہنگ ہے۔

میں خاص نمبر میں واضح طور پر لکھ چکا ہوں کہ معاملہ اگر احکام شرعیہ اور عقائد کا ہوتا تو ہم بلا تامل منصور کو رد کر دیتے لیکن جب معاملہ ایسا نہیں تو کیا فائدہ کہ ہم ایسے شخص کی تحقیر و تکفیر کریں۔ جسے بڑے بڑے اساطین زہد و تصوف نے سراہا ہے۔ غزالی، رومی، عبدالقادر جیلانی اور دیگر کتنے ہی بزرگوں کو چھوڑیئے خود منصور کے ہم عصروں میں دیکھئے تو معلوم ہوگا کہ ابن ابوالقاسم نصر آبادی نیشاپوری نے بھی منصور کو قبول کیا ہے اور صاحب احوال صحیحہ مانا ہے جو صرف عارف و واعظ ہی نہ تھے عالم ظاہر بھی تھے اور محدثین نے انھیں ثقہ لکھا ہے اور ثقات حفاظ حدیث میں شمار کیا ہے۔

دوسرے بزرگ منصور کو قبول کرنے والے ابوالعباس بن عطاء تھے جنھوں نے ان کی تائید و موافقت میں جان تک دیدی۔ مشائخ صوفیہ کے ہوشیاروں میں اور ان کے علماء میں سے تھے۔ انھوں نے عبداللہ بن ابراہیم غفاری اور ابراہیم بن بشار سے حدیث بھی روایت کی ہے۔ صفۃ الصفوۃ میں ہے تک لکھا ہے کہ روزانہ پورا قرآن ختم کرتے اور رمضان میں ہر روز تین بار ختم کرتے۔ اور فہم معانی قرآن کے لئے جو ایک تلاوۃ شروع کی تھی اس میں چودہ برس کے اندر نصف قرآن تک بھی نہ پہنچے۔

تیسرے بزرگ منصور کو اہل اللہ ماننے والے ابوبکر شبلی تھے۔ ان کی جلالت شان علمائے ظاہر و اہل باطن دونوں کے نزدیک مسلم ہے حضرت جنیدؒ کے ہم صحبت رہے اور مذہب مالک میں فقہ حاصل کیا، حدیثیں بہت لکھیں۔

چوتھے بزرگ ابوعبداللہ محمد بن خفیف ہیں جو منصور کو بزرگ مانتے تھے۔ یہ اپنے وقت میں شیخ المشائخ تھے اور علوم ظاہر کے بھی عالم تھے۔

یہ ہم عصروں میں سے چند کا ذکر ہے۔

شیخ محی الدین ابن عربی جس درجہ کے شیخ مانے جاتے ہیں محتاج بیان نہیں۔ انھیں اگر ابن تیمیہ جیسے بعض اہل علم نے سخت الفاظ سے یاد کیا ہے تو حافظ ابن حجر جیسے بعض اہل علم نے ان کی طرف سے مدافعت بھی کی ہے۔ ذہبی کی جرح کے رد میں انھوں نے کتنے ہی محدثین کے اقوال ابن عربی کی تائید و توثیق میں نقل کئے ہیں۔ چنانچہ ابن النجار اور ابن نقطہ اور ابن العدیم اور زکی منذری اور ابن الابار وغیرہم کے اقوال ان کی مدح و ثنا میں پیش کئے ہیں۔ حافظ ابن حجر بہرحال قابل نظر انداز ہی نہیں۔ شارح بخاری کی حیثیت سے تو یقیناً وہ تمام عالم میں فرد ہیں کہ فتح الباری جیسی کوئی شرح دنیا میں نہیں پائی جاتی۔

منصور سے صرف "انا الحق" ہی نہیں بلکہ اور کئی ایسے امور منسوب ہیں جن کا ظاہر موہم اور خطرناک ہے۔ بلکہ ابن تیمیہ نے شریعت کی پیروی ہی وہ دینی ہی کا فتویٰ لگنا درست ہے۔ لیکن تفصیلی تحقیق کیجئے تو معلوم ہوتا ہے کہ منصور کو نہ تو شریعت سے مافوق کسی بات کا دعویٰ تھا نہ قرآن و سنت سے انحراف پسند کرتے تھے۔ بس اتنا ہوا کہ مافی الضمیر کے بیان میں الفاظ کا صحیح انتخاب ان سے نہ ہو سکا۔ خواہ اس کا باعث ان کا جذب ہو یا بے علمی۔

بہرحال میرا انشاء بحث نہیں۔ نہ میں ماہر صاحب کے اعتراض کو۔ بشرطیکہ اسے اعتراض کہا جا سکے۔ کو غلط ثابت کر رہا ہوں، بلکہ میرا کہنا تو صرف اس قدر ہے کہ منصور کے معاملہ میں تعدیل کو جرح پر مقدم کرنا احتیاط و تقویٰ سے زیادہ قریب ہے اور جس صورت میں کہ ان کے کسی قول و فعل کے متبع اور پیروی کا سوال درپیش نہیں ہے بہتر یہی ہے کہ ان کے باب میں ادب آمیز خموشی اختیار کی جائے۔

اگر گنجائش تاویل ہوتے ہوئے بھی تاویل کو جائز نہ سمجھا جائے تو تنہا منصور ہی نہیں بایزید بسطامی جیسے شیخ بھی اور ابن عربی جیسے "رئیس الطائفہ" بھی زندقہ کے ہدف آسانی سے بنائے جا سکتے ہیں۔ حالانکہ ہمیں اس سے کوئی فائدہ نہیں بلکہ ہمیں صرف ان متصوفانہ گمراہیوں سے لڑنا ہے جو آج عملی دنیا میں اسلام کا راستہ روکنے والی ہوں اور جن کے استیصال کے بغیر اسلام کو اجتماعی دنیا میں اسکا پورا حق نہ دلایا جا سکے۔

یہ میرے اپنے خیالات ہیں جن سے اگر کسی کو اتفاق نہ ہو تو مجھے کوئی شکایت نہیں۔

رمضان المبارک

میری بڑی کم نصیبی ہے کہ رمضان جیسا عظیم مہینہ گذر گیا اور تجلی میں اس کے متعلق میں کوئی مضمون نہ دے سکا۔ حالانکہ دینی رسالوں میں شاید ہی چند رسالے ایسے ہوں جنھوں نے اس کا خیر میں حصہ لے کر ثواب نہ کمایا ہو۔ پھر میں نے ایسا کیوں نہ کیا۔ اس کا جواب ذرا لمبا ہے۔ بہتر یہی ہے کہ میں فی الوقت اسے نظر انداز کر کے ناظرین سے صرف اتنی درخواست کروں کہ آپ میرے لئے توفیق نیک کی دعا

فرمائیں۔ رمضان کے عظیم فضائل سے اجمالاً تو تقریباً سبھی ہوشمند واقف ہیں اور تفصیلات بھی گذشتہ ماہ کے بیشتر اخبار و رسائل میں دیکھ چکے ہوں گے۔ اب میں اس بات کی طرف آپ لوگوں کی توجہ دلاتا ہوں کہ اگر آپ نے رمضان کے روزے رکھے ہیں اور تراویح کی ادائیگی کی ہے تو اب رمضان گذر چکنے کے بعد آپ اپنی باطنی حالت و کیفیت پر خوب غور فرمائیں کہ یہ ماہ مبارک جس عظیم تزکیۂ نفس اور اصلاحِ باطن کے لئے اللہ جل شانہ نے مومنین کو عطا فرمایا ہے اس کا کتنا حصہ آپ نے پایا اور نفسِ امارہ کی کتنی اصلاح روزوں اور تراویح کے ذریعہ واقعۃً ہوسکی دیکھئے۔ ایک تو روزے اور تراویح کے وہ ثمرات و انعامات ہیں جو اللہ تعالیٰ آخرت میں عطا فرمائے گا۔ اور کوئی شک نہیں کہ یہ ثمرات و انعامات نہایت عظیم ہیں، لیکن ایک عظیم تر اور اہم تر وہ مقصد بھی ان اعمالِ خیر کا ہے جسے اس مادی دنیا میں ہی مومن کو حاصل کرنا ضروری ہے ــــ دوسرے لفظوں میں روزہ اور تراویح کا بنیادی مقصد اور حکمت یہ ہے کہ مومن اپنے نفس کو اطاعتِ رب کا اس حد تک پابند کرلے کہ زندگی کے کسی بھی مرحلے میں وہ حکم خداوندی سے غافل نہ ہوسکے اور جس موقعہ پر حکمِ الٰہی کی تعمیل میں دنیاوی منافع کا نقصان ہو اس موقع پر بلا تامل حکمِ الٰہی کی تعمیل کر جائے اور دنیاوی منافع کا نقصان بشوق برداشت کرلے۔ بھوکا پیاسا رہنا تو ظاہر ہے کوئی مقصد نہیں ہے اور دن بھر کی بھوک اور پیاس کے فوری بعد طویل قیام (تراویح) بھی یقیناً کوئی مقصود بالذات چیز نہیں ہے، کیونکہ اسلام نے کسی بھی مرحلہ میں جسم کو مبتلائے مشقت کرنے اور تنگی میں ڈالنے کو مقصد نہیں بنایا، بلکہ اصل مقصد قطعاً یہی ہے کہ اللہ پر ایمان لانے والے اس حد تک خدا پرست ہونے کا ثبوت دیں کہ جب بھی اللہ انھیں کسی فعل و عمل سے رکنے کا حکم دے وہ فوراً رک جائیں خواہ ان کے نفس کو اس رکنے سے کتنی ہی تکلیف پہنچے اور جب بھی اللہ انھیں کسی مشکل کام کی جانب بلائے وہ فوراً دوڑے چلے جائیں خواہ ان کا نفس کتنی ہی سستی اور تھکن محسوس کرے۔ یہی وہ کیفیت راسخہ ہے جس کی پیدائش کا ذریعہ اللہ تعالیٰ نے روزے اور قیام لیل کو رکھا ہے۔ اب آپ دیکھئے کہ تیس پورے روزے رکھ لینے اور تراویح پڑھ لینے کے بعد باقی گیارہ مہینوں میں آپ کے نفس کی کیا کیفیات رہتی ہیں۔ نفس کی کیفیات مسجد کی آنکھوں سے نظر آنے والی چیز نہیں، بلکہ یہ آپ کے جملہ اعمال و افعال اور اقوال و معمولات میں ظاہر ہونے والی چیز ہیں۔ آپ دیکھئے کہ صبح سے شام تک گھر کے اندر اور گھر کے باہر، بازار میں، دفتر میں، دکان پر، چھوٹے بڑے معاملات، تعلقات، مشاغل اور جملہ حرکات و سکنات میں کس حد تک آپ نے احکامِ الٰہی کی پابندی کا لحاظ رکھتے ہیں اور کس حد تک نفس کو خلافِ دین امور سے روکنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اطاعتِ رب صرف نماز پڑھ لینے کا نام نہیں، نماز، روزہ، زکوٰۃ اور دیگر فرائض و واجبات تو دراصل وہ لازمی امور ہیں کہ جن کی ادائگی صرف اتنا ثابت کرتی ہے کہ آپ اللہ کے باغی نہیں، بلکہ اس کی مملکت میں رہنے اور اس کے عطا کردہ وسائل سے فائدہ اٹھانے کا جائز حق رکھتے ہیں۔ بس اس سے زیادہ کچھ نہیں۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے کسی ملک کے ہر شہری پر کچھ قانونی پابندیاں ایسی عائد ہوتی ہیں کہ ان کو نبھائے بغیر وہ پُرامن شہری ہی نہیں مانا جاتا۔ آپ پر بھی یہ فرائض کی پابندیاں ایسی ہیں کہ ان کو نبھائے بغیر تو آپ اللہ کی مملکت کے پُرامن شہری ہی نہیں بنے جاسکتے۔ اب رہا خصوصی وفاداری اور حقِ غلامی ادا کرنے کا سوال تو وہ اس سے آگے کی بات ہے۔ سچا وفادار اور فرماں بردار غلام آپ کو اُسی وقت سمجھا جائے گا جب آپ ان لازمی فرائض سے کچھ زیادہ کرکے دکھائیں اور ہر اُس موقع پر جہاں حکمِ خداوندی اور خواہشِ نفس کی ٹکر ہو آپ خواہشِ نفس کو نظر انداز کرکے اپنی وفاداری کا ثبوت دیں۔

فرض کیجئے آپ نے پورے رمضان روزے رکھے، تمام تراویح پڑھیں تلاوتِ قرآن بھی خوب کی۔ اب آپ کے دروازے پر ایک فقیر آتا ہے جس کی حالتِ زار اس کی خستگی اور فاقہ زدگی کا اظہار کررہی ہے آپ کے سامنے دو روٹیاں رکھی ہیں اور ان کے سوا گھر میں کچھ کھانے کو موجود نہیں۔ دیکھنا یہ ہے کہ آپ کرتے کیا ہیں۔ اگر آپ نے ایک روٹی فقیر کے حوالے کردی تب تو بیشک ظاہر ہوا کہ رمضان نے آپ کے باطن پر اثر ڈالا ہے اور اگر آپ نے اس ڈر سے کہ میں خود بھوکا رہ جاؤں گا فقیر کو محروم لوٹا دیا تو یقین کیجئے کہ روزوں اور تراویح میں آپ نے چاہے کتنی ہی مشقت اٹھائی ہو، لیکن ان کی اصلی برکت و سعادت سے آپ محروم رہے۔

یا مثلاً ایک ایسا موقع آتا ہے کہ معمولی سا جھوٹ بول کر آپ کو کافی مالی فائدہ ہونے والا ہے اور سچ بول کر اس سے محرومی

ہوتی ہے۔ تو اگر آپ نے جھوٹ بول کر فائدہ کمالیا تو یقیناً یہ روزے اور تراویح کی مشقت اکارت گئی اور اگر جھوٹ کے مقابلہ میں سچ کو پسند کر کے تجارتی پر صبر کر لیا تو بے شک رمضان کے اعمالِ صالحہ کا حقیقی اثر آپ میں ہوا ہے۔

یا مثلاً آپ پورے رمضان روزے اور تراویح کی مشقت اٹھانے کے باوجود باقی گیارہ مہینوں میں نمازِ فجر کی جماعت پر اپنی نیند کو ترجیح دیتے رہے یا روزی کمانے میں حرام و حلال کی حدود کا خیال نہ رکھا یا زکوٰۃ کے باب میں ڈھیل ڈالدی یا اخلاقِ اسلامیہ سے خود کو مزین نہ کیا تو یقیناً آپ کی رمضانی عبادات اُس درخت کی مانند ہیں جو پھل نہ دے سکا۔

ایسی ہی بے شمار مثالیں آپ اپنی روزمرہ کی زندگی میں ڈھونڈ سکتے ہیں۔ رب کے حضور اصل چیز ہے انسان کا باطن، قلب، جذبۂ نیت۔ رمضان کی نفس کش عبادات کو اگر واقعی آپ نے قلب کی گہرائی اور عمدہ نیت کے ساتھ نبھایا ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ ہر مہینے اور ہر معاملہ میں آپ خدا کے احکام کا خیال نہ رکھیں۔ اور اگر نہیں رکھتے تو صریحاً اس کا مطلب یہ ہوگا کہ رمضان کی عبادات یا تو آپ نے محض رسماً ادا کی ہیں یا بطور ریا کے انھیں نبھایا ہے۔ باطن اور قلب و روح پر ان کا کوئی اثر نہیں ہے۔

رمضان کے جتنے بھی فضائل قرآن و حدیث سے معلوم ہوتے ہیں اور جتنا کچھ اجر و ثواب اللہ تعالیٰ نے اس ماہِ مبارک کے اعمالِ خیر میں رکھا ہے وہ صرف اُن لوگوں کے لئے ہے، جو دل و دماغ کے پورے داعیے اور روح کے گہرے میلان اور باطن کی مکمل یکسوئی کے ساتھ اللہ جل شانہٗ کی رضا حاصل کرنا چاہتے ہوں۔ جو اطاعتِ رب کا عزم رکھتے ہوں۔ جو پورے دین کے ہر حکم کو واجب بجا لاتے ہوں۔ جو اس دورنگی میں مبتلا نہ ہوں کہ زندگی کے عام معاملات تو خالص ہوائے نفس اور مقاصدِ دنیا کے تحت بنایا کریں اور محض جسمانی طور پر موٹے موٹے فرائض ادا کر لیا کریں۔ ہو سکتا ہے اللہ تبارک و تعالیٰ اپنی بے انتہا رحمت اور رحم و کرم کے تحت اُن کے ایسے بے روح اعمال پر بھی کوئی اجر و ثواب عطا کر دے۔ لیکن نفسِ دین اور اسلام کے حق میں انکا وجود یکسر نقصان دہ اور مضر کا موجب ہے۔ وہ نہ تو رمضان کی عظمت کا ادنیٰ سا احساس کر سکتے ہیں نہ وہ سعادت حاصل ہو سکتی ہے جس کی نشاندہی شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ آن کی زبردست آیت میں کی گئی ہے۔ نہ اُن کے ہاتھوں اقامتِ دین کے اُس مقصدِ عظیم کو کوئی مدد مل سکتی ہے جس کو مدد دینے کے لئے اللہ نے رمضان جیسا مہینہ دیا اور روزے جیسی جلیل المرتبت عبادت عطا فرمائی۔

مختصر لفظوں میں حاصلِ گذارش یہ ہے کہ رمضان کی برکت و سعادت کا اندازہ کرنے کے لئے آپ اپنے باقی گیارہ مہینوں کی زندگی کے ہر لمحہ کا محاسبہ کیجئے اور جائزہ لیجئے یہ کام ہر شخص کے خود اپنے کرنے کا ہے اور جو شخص اس غلط فہمی میں مبتلا ہو گیا کہ محض ماہِ رمضان کی عبادت سے فارغ ہو کر وہ گیارہ مہینوں تک اللہ کی اطاعت سے آزاد ہے یا یہ کہ رمضان میں کمایا ہوا ثواب اس کی گیارہ ماہی بداعمالیوں اور دنیا پرستیوں کو معافی کے خانے میں ڈلوا دے گا تو وہ بالیقین نادانوں کی جنت میں بستا ہے۔ تجلی بے شک ماہِ رمضان پر مستقل مضمون کی فضیلت و سعادت سے محروم رہا لیکن یہ نہ بھولئے کہ وہ جس دین کو پورے کا پورا اختیار کرنے کی دعوت دینے جا رہا ہے اسی کا جزء رمضان بھی ہے اور رمضان کوئی ایسی چیز نہیں ہے کہ دین کے دوسرے تقاضوں کو پس پشت ڈالکر محض "رمضان منانے" سے اطاعتِ رب کا حق ادا ہو جائیگا۔

تصحیح الاغلاط

خاص نمبر میں صفحہ ۳۰ پر "حدیث جبرئیل" کے زیرِ عنوان یہ عجیب غلطی ہو گئی ہے کہ نقل کردہ قول کی نسبت جبرئیل کی طرف ہو گئی۔ حالانکہ رسولؐ کی طرف ہونی چاہئے غلطی کاتب کی نہیں میری ہے۔ وجہ یہ ہے کہ یاد ایام طالب علمی کے زمانے میں بخاری پڑھتے ہوئے یہ حدیث دماغ میں سما گئی تھی کہ بخاری کی حفظ کیا جائے۔ چنانچہ پوری کتاب الایمان حفظ کر لی تھی۔ مگر اس کے بعد یہ تجربہ ہوا کہ جو کچھ یاد کر لیا جاتا ہے وہ چند روز بعد ہلکا پڑ جاتا ہے اور بار بار نہ دہرایا جائے تو فراموش ہونے لگتا ہے۔ لہٰذا آگے حفظ کرنے سے مایوسی ہوئی کہ کون کس طرح "حفاظتِ حفظ" کر سکیگا اسی زمانے کی یادداشت سے حدیث جبرئیل کے شائع شدہ الفاظ نقل کر دیئے گئے تھے اور اسی یادداشت میں نہ جانے کیونکر وہ تحریف ہو گئی جو خاص نمبر میں موجود ہے۔ جن بھائی نے ہمیں اس غلطی کی طرف توجہ دلائی ہے ان کا شکریہ اور اس بات کا بھی شکریہ کہ انھوں نے اسے کتابت کی غلطی پر محمول کیا۔ تاہم حقیقت یہی ہے کہ وہ کاتب کی نہیں میرے ہی حافظہ کی غلطی ہے اور خاص نمبر صفحہ ۳۰

کالم ۲ حدیث جبرئیل کے نقل کردہ متن سے پہلے جو یہ الفاظ ہیں کہ:-

"..... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل سے پوچھا کہ اسلام کیا ہے؟ جبرئیل نے فرمایا ـــ"

ان کو بدل کر یوں کر لیا جائے:-

"..... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل سے پوچھا کہ اسلام کیا ہے؟ حضور نے فرمایا ـــ"

اس تبدیلی کے نتیجہ میں صفحہ ۳۹ کالم ۱ سطر ۳ میں لفظ جبرئیل کو "رسول اللہ" سے بدل لیا جائے۔ گویا حدیث جبرئیل میں قائل رسول اللہ ہیں جبرئیل نہیں۔

ایک اور چھوٹا سا سہو اپریل ۵۷ء کے تجلی میں ہوا ہے جس کی طرف ایک محترم ہستی نے توجہ دلائی ہے۔ ان کے الفاظ یہ ہیں:-

"تجلی کے شمارہ اپریل ۵۷ء کے صفحہ ۱۰ پر قاضی ابو یوسف رحمہ اللہ کو "یوسف" لکھا گیا ہے شاید کاتب کا سہو ہو۔ تصحیح کر سکیں تو ناقدین کو مواخذہ کا موقع نہ ملے۔"

توجہ دہانی کا شکریہ۔ ناظرین نوٹ کر لیں کہ دونوں جگہ میری مراد "یوسف" سے قاضی ابو یوسف ہی ہیں۔ کاتب بیچارے کا قصور نہیں میں ہی چوک گیا ہوں۔ تاہم دونوں جگہ سیاق و سباق ایسا ہے کہ کسی طرح کی غلط فہمی پیدا ہونی ممکن نہیں۔

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ نَسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا۔

ایک خط کا مختصر اقتباس

ہمیں بھیجے گئے تعریف و توصیف کے خطوں کا جہاں تک تعلق ہے ہم انھیں کبھی قابل ذکر نہیں سمجھتے حتیٰ کہ ہم نے بعض ایسے خطوں کو بھی شائع نہیں کیا جن سے واضح ہوتا تھا کہ تجلی کی علمی بحثوں کا اثر سخت مخالف حلقوں تک میں کافی ہوا ہے، لیکن آج ایک خط کا مختصر سا اقتباس اس لئے پیش کر رہے ہیں کہ یہ خط مفتی دار العلوم حقانیہ۔ اکوڑہ خٹک (پاکستان) نے جناب مولانا محمد اسحاق صاحب (نوشہرہ) کو بھیجا تھا اور انھوں نے ہمیں اشاعت ہی کی غرض سے بھیجا ہے۔ پورا خط تو طویل ہے تجلی سے متعلق چند سطور ہم نقل کئے دیتے ہیں۔ واضح رہے کہ حضرت مفتی صاحب موصوف تجلی خاص نمبر پڑھنے سے قبل معترضین و مخالفین کی صف میں شامل تھے لیکن آپ کی مخالفت متعصبانہ نہیں تھی مخلصانہ تھی اور ایک مخلص آدمی فی الفور اپنی رائے اور فیصلہ سے رجوع کر لیتا ہے اگر اس پر اپنی کوتاہی واضح ہو جائے۔ غیر مخلص مخالفین جامد ہوتے ہیں اور کتنی ہی روشن دلیلیں ان کے آگے پیش کر دی جائیں وہ اپنی ہٹ سے باز نہیں آتے۔ تجلی کا خاص نمبر مولانا محمد اسحٰق صاحب نے ہی دفتر تجلی کو خط لکھ کر مفتی صاحب موصوف کو بھجوایا تھا اور اسی لئے مفتی صاحب نے مطالعہ کے بعد کا تاثر انھیں خط کی صورت میں لکھا۔

مفتی صاحب کے الفاظ یہ ہیں:-

"تجلی کے خاص نمبر کے مطالعہ سے جو تاثر پیدا ہوا ہے اس کے اظہار سے میری زبان بھی قاصر ہے اور قلم بھی۔ بالخصوص "مولانا مودودی اور تصوف" والے مضمون نے تو دل و دماغ کا نقشہ ہی بدل کر رکھ دیا۔ اسکے وہ حصے جو پھانسی کی سزا سے متعلق یا مکاتیب زنداں سے وابستہ ہیں بار بار اور مکرر سہ کرر پڑھنے کے قابل ہیں۔ اس مضمون نے تو مجھے اس قدر رلایا ہے کہ حیران ہوں۔ بار بار پڑھتا رہا اور ساتھ ساتھ روتا رہا۔ اور اس آہنی مرد مجاہد سے محبت میں اتنا اضافہ ہوا کہ جی چاہتا ہے کسی ذریعہ سے پرواز کر کے اس کے قدموں کو چوموں۔ مولانا مودودی کے بارے میں آج سے میرا زاویہ نظر بدل گیا۔ آج تک میں اسے کچھ اور سمجھتا رہا اور اس کے بعد یہی خیال کرتا رہوں گا کہ چودھویں صدی میں اگر اسلامی تصوف میں کوئی فضیل بن عیاض اور ابراہیم بن ادہم جیسی شخصیت کو دیکھنا چاہتا ہے تو وہ مولانا مودودی ہی ہیں۔"

جماعت اسلامی اچھی ہے یا بری یہ جاننے کیلئے پڑھئے

"جماعت اسلامی اور اسکا مقصد و طریق کار"

قیمت ۸/

مکتبہ تجلی دیوبند (یو۔پی)

فردوس ماہر القادری کے ایمان افروز منظوم کلام کا دلکش و وجد انگیز مجموعہ۔ قیمت مجلد ساڑھے تین روپے۔

کتاب الصلوٰۃ امام المحدثین حضرت امام احمد ابن حنبلؒ کی تصنیف کا اردو ترجمہ جو نماز کو درست ترین طریقہ پر ادا کرنے کے لئے بہترین مشعل ہدایت ہے۔ مترجم نے ترجمہ کے ساتھ حضرت امام کی حیات مبارک پر تفصیلی روشنی ڈالی ہے اور فتنۂ خلق قرآن کے سلسلہ میں امام صاحب نے جو عظیم تکالیف اٹھائیں انکا پورا حال اثر انگیز طریقہ پر درج ہے۔ قیمت مجلد عہ

تقدیر کیا ہے؟ حکیم الامت مولانا اشرف علیؒ کے قلم گوہر رقم سے "تقدیر" کے مسئلہ پر سیر حاصل گفتگو۔ ایمان افروز اور فیصلہ کن دلائل۔ صفحات ۲۵۶ مجلد مع گرد پوش عہ

اشرف المواعظ حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے ایمان افروز مواعظ عرصہ سے نایاب تھے۔ انھیں پھر سلسلہ وار چھاپا جا رہا ہے۔ تازہ ایڈیشن چار حصوں کا یکجائی سٹ۔ مجلد دو روپے۔

اساس عربی بلا استاد کے عربی سکھانیوالی جدید الطبع کتاب جسے اصح المطابع کراچی نے حسن اہتمام سے شائع کیا ہے۔ عربی صرف و نحو کی دلنشیں اور عام فہم تعلیم کم قیمت میں زیادہ فائدہ پہنچانے والی، صرفی و نحوی اصطلاحات کے انگریزی مترادفات بھی عمدہ ٹائپ میں دیئے گئے ہیں۔ کتاب کی بڑھی ہوئی افادیت کے پیش نظر ہی مکتبہ تجلی نے اسے برائے فروخت حاصل کیا ہے۔

قیمت پانچ روپے (مجلد چھ روپے)

ماہر القادری کے سفر حج کے تأثرات

کاروان حجاز کتاب پڑھتے ہوئے آپ محسوس کریں گے کہ جیسے خود بیت اللہ کا طواف کر رہے ہیں اور روضۂ رسولؐ پر حاضر ہیں۔ شعر و ادب۔ جوش بیان اور قوت مشاہدہ کا خوشگوار امتزاج! خدا اور رسول کی محبت ہر سطر میں جھلکتی ہوئی! سفرنامہ نہیں دین و دانش کا منشور! دینی ولولوں کو پیام بیداری کاروان حجاز اور ماہر القادری جیسے ادیب و شاعر کی حدی خوانی آپ کے دل کی دھڑکنیں گنگنائینگی اور آپ کی آنکھوں سے خدا اور رسول کی محبت کے آنسو رواں ہونگے خوبصورت سرورق۔ دیدہ زیب کتابت و طباعت قیمت مجلد چار روپے۔ علاوہ ڈاک خرچ۔

اشاعت اسلام دنیا میں اسلام کس طرح پھیلا؟ اس سوال کا تفصیلی اور محققانہ جواب۔ تاریخ و سیر اور عقل و نقل کی شہادتوں کے ساتھ۔ شاید ہی کسی کتاب میں اتنی تفصیل و تحقیق سے دیا گیا ہو۔ مفید ہونے کے ساتھ دلچسپ اس قدر ہے کہ ایک دفعہ شروع کر کے ختم کئے بغیر نہیں رہا جا سکتا۔ نیا ایڈیشن۔ عمدہ چھپائی کے ساتھ قیمت چھ روپے (مجلد سات روپے)

حضرت شاہ ولی اللہ کی معرکۃ الآرا تصنیف "القول الجمیل سواء السبیل" کا مکمل اردو ترجمہ

شفاء العلیل شاہ صاحبؒ نے اس کتاب میں ذکر و بیعت کے مالہ و ماعلیہ پر مفصل کلام ہے۔ بلاشبہ بیعت و ذکر کا موضوع نہایت اہم ہے اور اس باب میں بہت افراط و تفریط چل رہی ہے "سواء السبیل" کا مطالعہ صحیح نتیجہ پر پہنچنے کیلئے نہایت مفید ہوگا۔ صفحات ۱۳۰ قیمت عہ

تسہیل قصد السبیل (اردو) تصوف کے موضوع پر مولانا اشرف علیؒ کے افادات۔ پیر کامل کی پہچان۔ طریقت و شریعت کی بحث۔ ضروری ہدایات کا دستور العمل آداب و حقوق قیمت رف ۸ر۔ گلیز ۱۰

الحزب الاعظم مع ایمان مفصل و مجمل و نماز پنجگانہ و جمعہ و نماز عیدین و تراویح اور بیان جملہ شرائط و طہارت۔ مع ترجمہ عمدہ کاغذ شگفتہ کتابت ہدیہ مجلد عہ

شہید کربلا امام حسینؓ کی شہادت کے تاریخی واقعات من گھڑت روایتوں اور خیال آرائیوں سے پاک۔ مستند عالم کی لکھی ہوئی۔ مجلد مع گرد پوش۔ قیمت عہ

القول الصواب (اردو) پردے کے موضوع پر حضرت مولانا اشرف علیؒ کا دلنشیں رسالہ۔ قیمت ۴ر

معین فارسی اور دروس فارسی بہت ہی کم وقت میں فارسی سیکھنے سکھانے کے لئے یہ دونوں کتابیں لاجواب ہیں۔ معین فارسی ۱۱ر دروس فارسی ۱۲ر

مکتبہ تجلی دیوبند (یو۔پی)

شرک

از عزیز احمد خان (بی۔ اے)

اللہ تعالیٰ کا کسی کو ہمسر سمجھنا یا کسی کو اس کا شریک کار سمجھنا شرک کہلاتا ہے۔ یہ ایک گناہِ عظیم ہے جس کو اللہ تعالیٰ قطعاً پسند نہیں کرتا۔ قرآن پاک میں جن شرکوں کا ذکر کیا گیا ہے ان کو تین حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

(۱) أَئِنَّكُمْ لَتَشْهَدُونَ أَنَّ مَعَ اللَّهِ آلِهَةً أُخْرَىٰ ۔ قُل لَّا أَشْهَدُ ۔ قُلْ إِنَّمَا هُوَ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ وَإِنَّنِي بَرِيءٌ مِّمَّا تُشْرِكُونَ (الانعام)

کیا واقعی تم یہی گواہی دیتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کچھ اور بھی الٰہ معبود ہیں۔ آپ کہہ دیجئے کہ میں ایسی غلط بات کی گواہی نہیں دیتا۔ آپ کہہ دیجئے کہ وہ (اللہ) ایک ہی الٰہ ہے اور میں تمہارے شرک سے بیزار ہوں۔

(۲) لَا تَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ (القصص)

مت پکارو اللہ کے ساتھ کسی اور کو کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں۔

(۳) أَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَٰهَهُ هَوَاهُ (الفرقان)

کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا جس نے اپنی خواہش کو اپنا خدا بنا رکھا ہے۔

پہلی قسم کے شرک میں اللہ تعالیٰ کسی کا اپنا شریک ہونا پسند نہیں کرتا وہ اکیلا ہی ساری دنیا کا بنانے والا اور انتظام کرنیوالا ہے اسلام کا پہلا کلمہ لا الٰہ الا اللہ (یعنی نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے) سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ فرشتے، جنات اور انبیاء علیہم السلام اللہ تعالیٰ کے کاروبار میں کسی قسم کا کوئی دخل نہیں رکھتے۔ سورۃ اخلاص میں اللہ تعالیٰ صراحۃً فرماتا ہے:۔

قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ ۝ اللَّهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ ۝ وَلَمْ يَكُن لَّهُ كُفُوًا أَحَدٌ ۔

کہہ دیجئے اللہ ایک ہے۔ اللہ بے نیاز ہے اسکے کوئی اولاد نہیں اور نہ اسکو کسی نے پیدا کیا اور نہ اس کے کوئی جوڑ کا ہے۔

مندرجہ ذیل آیت سے اللہ کی وحدانیت کا علانیہ اظہار ہوتا ہے اس کی قدرت میں کسی کا کوئی حق نہیں۔

اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ مَا لَكُم مِّن دُونِهِ مِن وَلِيٍّ وَلَا شَفِيعٍ ۔ أَفَلَا تَتَذَكَّرُونَ (۳۲-۴)

اللہ ہی وہ ہے جس نے چھ دنوں میں آسمانوں اور زمین اور ان چیزوں کو جو پیدا کیا جو آسمانوں اور زمین کے بیچ میں ہیں پھر عرش پر قائم ہوا اس کے سوا تم لوگوں کا نہ تو کوئی کارساز ہے اور نہ کوئی سفارشی۔ کیا تم لوگ اتنی سی بات بھی نہیں سوچتے۔

دوسری قسم کے شرک میں اللہ تعالیٰ اعلان کرتا ہے کہ میرے ساتھ کسی اور کو مت پکارو کہ میرے سوا کوئی الٰہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو پکارنے کا مطلب یہ نکلتا ہے کہ ہم کسی کو خواہ وہ فرشتہ ہو یا پیغمبر یا دوسرے بزرگانِ دین، دنیا و آخرت کی مشکلات میں اپنی مدد کے لئے پکارنا یا یہ سمجھ کر کہ یہ لوگ ہماری مشکلات دور کرنے اور حاجتیں وغیرہ پوری کرنے کی استطاعت رکھتے ہیں یا ہمیں خدا کے پاس سفارشی بن کر دوزخ کے عذاب سے بچا سکتے ہیں یا ہمیں دنیا میں سرفراز کر سکتے ہیں اُن سے منتیں ماننا، ان کی قبروں کا طواف کرنا یا سجدہ کرنا یا ان کو مشکلات کے وقت یاد کرنا شرک میں داخل ہے

بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ جس طرح کسی بادشاہ کے دربار میں رسائی کے لئے ذریعہ اور سہارے کی ضرورت ہوتی ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کے دربار میں پہنچنے کے لئے بھی ذریعہ اور سہارے کی ضرورت ہے[1]

[1] یہ دلیل بادی النظر میں بڑی دلکش ہے لیکن حقیقت میں بہت پھسپھسی۔ افسوس کہ ہمارے بعض مستند علماء بھی اس دلیل کو "دلیل" (باقی حاشیہ بر صفحہ ۱۵)

یہ ذریعہ اور سہارا صرف بندگانِ دین، اولیا اور مرشدوں ہی کا ہو سکتا ہے۔ یہ ایک مشرکانہ عقیدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ سے نیاز حاصل کرنے کیلئے کسی سہارے اور ذریعہ کی قطعاً ضرورت نہیں جب کہ اللہ تعالیٰ متعدد جگہ قرآن پاک میں فرماتا ہے کہ میں ہر بندے کے قریب ہوں۔ اس کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب اس کی دعائیں سنتا ہوں اس کے ہر کام کو دیکھتا ہوں۔ قرآن پاک میں ہے:۔

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ (بقرہ ۲۳)

جب آپ سے میرے بندے میرے متعلق دریافت کریں تو کہہ دیجئے کہ میں قریب ہوں اور دعا کرنے والے کی دعا سنتا ہوں جب وہ مجھ سے دعا کرے۔

ایک اور جگہ ہے:۔

اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ۔ مجھ سے دعا کرو میں قبول کرتا ہوں۔

اور ایک جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْیَةً۔ (الاعراف) اپنے رب سے دعا کرو عاجزی سے اور آہستہ۔

ایک مرتبہ آنحضرتؐ نے اپنے اصحاب کو جلا جلا کر تلبیہ حج میں لبیک کہنا کرتے دیکھ کر فرمایا "قابو میں رہو تم کسی بہرے اور غیر موجود کو نہیں پکار رہے ہو، بلکہ سمیع اور قریب کو پکار رہے ہو جسے تم پکارتے ہو وہ تمہاری سواری کے گردن سے بھی زیادہ تم سے قریب ہے۔

یہ بات معمولی سے معمولی انسان کی بھی سمجھ میں آسکتی ہے کہ جب

(حاشیہ متعلقہ صفحہ گزشتہ) سمجھ رہے ہیں حالانکہ میں متعدد بار واضح کر چکا ہوں کہ یہ "دلیل" نہیں تلبیس اور دغابازی ہے۔ ایک بار پھر مختصراً معصوم مسلمان بھائیوں کو سمجھاتا ہوں کہ دیکھو دنیا کے بادشاہوں وزیروں گورنروں اور کلکٹروں وغیرہ سے ملاقات کرنے اور اپنی مراد حاصل کرنے کے لئے تو دربانی واسطوں اور سفارشوں کی ضرورت اس لئے پڑتی ہے کہ ان لوگوں نے اپنی جان اور عزت و وقار کی حفاظت کے لئے پہرے دار اور سنتری لگا رکھے ہیں۔ نیز ان کی نگاہ میں ہر زید عمر بکر برابر نہیں ہے۔ بلکہ یہ اپنے عزیز و اقارب کو اور دوست احباب کو اپنے انعام و اکرام سے زیادہ نوازتے ہیں اور اجنبی غریبوں کی ذرا پروا نہیں کرتے۔ علاوہ ازیں یہ اگر انصاف پسند بھی ہوں تو چونکہ عالم الغیب نہیں ہیں اس لئے رعایا کے کسی فرد پر اگر کوئی ظلم ہوتا ہے تو انہیں آپ سے آپ خبر نہیں ہو جاتی اور ماتحت افسران اپنے مفاد کے تحت انہیں بے خبر ہی رکھتے ہیں لہٰذا وہ مظلوم فرد مجبور ہوتا ہے کہ کسی نہ کسی ذریعے اور سفارش سے حاکم اعلیٰ تک پہنچے اور اپنی مظلومیت کا حال بیان کر کے انصاف چاہے۔

اب ذرا اللہ جل شانہٗ کا حال ملاحظہ فرمائیے۔ انہیں نہ اپنی جان اور عزت و وقار کا کوئی خوف ہے کہ وہ پہرے بٹھائیں چنانچہ قرآن میں انہوں نے متعدد جگہ واضح فرمایا ہے کہ میں ہر شخص کی رگِ گلو سے بھی قریب تر ہوں اور جونہی مجھے پکارے گا میں اس کی سنوں گا۔ نہ اللہ میاں کا کوئی رشتہ دار ہے کہ اس کی تو وہ خوب طرفداری کریں اور دوسروں پر توجہ نہ دیں۔ بے شک نیک بندے اور کے یہاں زیادہ مقرب اور لائق انعام ہیں لیکن عام دنیاوی ضروریات و حوائج کے لئے ان کے انعام و عطا کا دروازہ تمام انسانوں کے لئے برابر کھلا ہوا ہے، کافر ہو یا مومن ان کا بندہ ہونے میں برابر ہے اور کسی ضعیف سے ضعیف بندے پر وہ ظلم پسند نہیں کرتے۔ ان کے یہاں جذباتی جانب داری نہیں انصاف ہے۔

پھر وہ بے خبر بھی نہیں کہ اپنے بندوں کا حال جاننے کے لئے ماتحتوں کی خبر رسانی کے محتاج ہوں۔ ان کے کسی بھی بندے پر ساتوں آسمانوں میں جو کچھ گزرتی ہے اس کا تو انہیں پورا علم پہلے ہی سے ہے اور اس گذرنے کے وقت میں بھی سارا منظر ان کے سامنے رہتا ہے۔

تو آخر دنیاوی بادشاہوں اور عہدے داروں میں اور اللہ جل شانہٗ میں وہ کونسی مشابہت و مشارکت ہے جس کی بنا پر دونوں کو برابر کیا جائے۔ آپ غور کیجئے۔ اگر گورنر اپنی کوٹھی کا دروازہ ہر خاص و عام کے لئے ہر وقت کھلا رکھے اور اعلان عام کرے کہ ہر شخص ہر وقت اپنی معروضات براہ راست آکر ہمارے سامنے پیش کر سکتا ہے اور کسی سپاہی اور پہرے دار کی مجال نہیں ہے کہ فریادی کو ہمارے حضور آنے سے روکے تو بتائیے پھر بھی کیا اس کی ضرورت رہ جاتی ہے کہ باریابی کے لئے سفارشیں لائی جائیں۔ کیا احمق کے سوا کوئی شخص پھر بھی باریابی کے لئے ذلیل اور دستبے ڈھونڈے گا۔

آپ کہیں گے کہ باریابی کے لئے تو سفارشیں نہیں لانے گا مگر اس لئے ضرور لائے گا کہ گورنر ہماری فریاد پر توجہ کرے اور ہمیں ہمارا حق دلائے۔ ہماری بات کو سچا مانے اور ہمیں جھوٹا نہ سمجھے وغیرہ۔ تو بے شک دنیا کے حاکموں کے معاملے میں تو یہ بات ٹھیک ہے۔ لیکن اللہ کے معاملہ میں کیونکر ٹھیک ہو سکتی ہے جب کہ اس کی توجہات ہر لمحہ ہر بندے کی طرف منعطف ہیں اور ہر لحظہ اللہ کا دستِ ربوبیت ہر ضعیف و ناتواں کی پروش کر رہا ہے۔ اور اس کے حضور سچائی کے لئے دوسروں کی شہادتیں لانے کی کیا ضرورت جب کہ وہ ہر بات کو بذاتِ خود پوری طرح جانتا ہے اور بغیر سی آئی ڈی رپورٹ کے وہ ہر جلی و خفی کا علم رکھتا ہے۔ (بقیہ حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

اللہ تعالیٰ حاضر و ناظر ہے تو کیا ضرور ہے کہ ہم کسی اور ذریعے اور سہارے کی تلاش کریں تاکہ اس تک پہنچ سکیں۔ ہمارا یہ عقیدہ کہ بزرگان دین ولی اور مرشد اللہ کے پاس سفارشی بن کر ہمیں عذاب سے چھٹکارا دلائیں گے ایک باطل عقیدہ ہے جب کہ خود اللہ تعالیٰ ہمیں بخشنے کا متعدد جگہ اعلان کرتا ہے

اِنِّیْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰی (طٰہٰ ع ۴)	بے شک میں بڑا بخشنے والا ہوں اس کو جو توبہ کرتا ہے اور ایمان لاتا ہے اور اچھے عمل کرتا ہے اور پھر اسی سیدھی راہ پر قائم رہتا ہے
(۲) اَنَّهٗ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوْٓءًۢا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَصْلَحَ فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (الانعام ع ۶)	جو شخص تم میں سے برا کام جہالت سے کر بیٹھے پھر وہ اس کے بعد توبہ کرے اور اصلاح بھی تو اللہ مغفرت کرنے والے اور بڑی رحمت والے ہیں۔

ان آیتوں کی موجودگی میں اللہ تعالیٰ سے مطلب براری اور اس کے عذاب سے چھٹکارا پانے کے لئے کسی پیر فقیر کو پکارنا شرک ہے۔

اللہ تعالیٰ خود ان لوگوں کے متعلق فرماتا ہے جن کو انسانوں نے اللہ کا شریک ٹھیرایا۔

لَا يَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيْهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّمَا لَهٗ مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِيْرٍ (سبا ع ۴)	وہ ذرہ برابر بھی اختیار نہیں رکھتے نہ آسمانوں میں نہ زمین میں اور نہیں ان کے لئے آسمان و زمین میں کوئی شرکت اور نہیں ہے ان میں سے کوئی بھی اللہ کا مشیر۔

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَتَعَالٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ (القصص ع ۷)	ان میں تجویز احکام کی کوئی قابلیت ہی نہیں پاک ہے اللہ ان کے شرک سے اور برتر ہے۔

ایک اور جگہ فرماتا ہے:۔

وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ (الفاطر)	اللہ کے سوا جن کو تم (واسطہ سمجھ کر) پکارتے ہو وہ ایک چھلکے کے بھی مالک نہیں ہیں۔

ان آیتوں سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ شرک کو قطعاً پسند نہیں کرتا۔ قبروں پر جا کر منتیں، مرادیں مانگنا، جانور ذبح کرنا، گیارھویں، رجب کے کنڈے اور امام ضامن کی فاتحہ سب شرک میں داخل ہیں۔

تیسری قسم کا شرک وہ ہے جس میں انسانوں نے اپنی خواہشوں کو خدا بنا رکھا ہے وہ اپنی مرضی کے غلام ہوتے ہیں ان کا دل جس طرح چاہے ناچتے ہیں۔ اگر حق بات ان کی خواہش کے خلاف ہو تو اسے جھٹلا دیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے شرک کو بہت بڑا گناہ قرار دیا ہے وہ فرماتا ہے

لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ (زمر)	اگر شرک کرو گے تو تمہارے عمل غارت ہو جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ ان مشرک لوگوں کے متعلق فرماتا ہے جو اپنے باپ دادا کے مشرکانہ طریقوں پر چل رہے ہیں اور وہ یہ نہیں سمجھتے کہ ان کے باپ دادا کے طریقے مشرکانہ ہیں یا نہیں۔

اَمْ تَحْسَبُ اَنَّ اَكْثَرَهُمْ	کیا تم خیال کرتے ہو کہ ان میں سے اکثر

(حاشیہ متعلقہ صفحہ گذشتہ) اور گورنر کے حضور تو آپ جسے چاہیں سفارشی بنا کر لیجا سکتے ہیں۔ لیکن اللہ کی بارگاہ ایسی نہیں بلکہ وہ تو قرآن میں صاف صاف فرما رہے ہیں کہ ہمارے حضور کسی کو سفارش کی بھی مجال نہیں ہو سکتی جب تک ہماری اجازت نہ ہو جائے۔ گویا سفارش بھی تبھی ممکن ہے کہ اللہ جل شانہ خود ہی انعام و عطا کا فیصلہ کر کے اجازت سفارش دیدیں ورنہ وہ تو وہ ہیں کہ اپنے سب سے محبوب معظم رسول کو بھی حکم دے رہے ہیں کہ لوگوں سے کہدے میں ایک بشر ہوں تم ہی جیسا اور اللہ کے سوا کوئی ذرہ برابر قدرت و قوت نہیں رکھتا۔

تو اے میرے مسلمان بھائیو۔ بندگی رب اور بندگی ماسوا کا فرق سمجھو۔ قبروں پر پیشانیاں ٹیک کر اور مرحوم بزرگوں کو مدد کے لئے پکار کر اسلام، ایمان اور اولیاء اللہ کے وقار و عظمت کی مٹی مت پلید کرو۔ قسم ہے وحدہٗ لاشریک کی تمہیں شیطان اپنی چنگل میں لئے ہوئے ہے اور خدا کا دین تمہارے اعمال و اطوار سے پارہ پارہ ہو رہا ہے تم نے بعض نیک اعمال میں شرک و بدعت کا پیوند لگا کر ایک ایسی برباد کن شریعت بنالی ہے جو سیدھے سادے بے علم مسلمانوں کے لئے شراب سے بدتر اور قمار و زنا سے زیادہ مہلک اور غیر اقوام کی نظر میں اسلام کو بدنام و رسوا کرنے والی اور سنت رسول کی محبت کو دلوں سے کھرچ دینے والی اور قرآنی آیات کا مذاق بنانے والی ہے۔ میں نے قسم کھا کر یہ باتیں اسلئے بیان کی ہیں کہ مجھے رسول اللہ کی صداقت پر اپنے وجود سے بھی زیادہ یقین ہے (بقیہ بر صفحہ آئندہ)

يَسْمَعُونَ أَوْ يَعْقِلُونَ إِنْ هُمْ إِلَّا كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ سَبِيلًا (الفرقان ع ۴)	بینا و دانا ہیں؟ نہیں! وہ جانوروں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ گم گشتہ راہ ہیں۔

ایک اور جگہ فرماتے ہیں:۔

إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ (توبہ)	بیشک شرک کرنیوالے گندے ہیں۔

اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شرک سے محفوظ رہنے کی بہت تاکید فرمائی ہے۔ انھوں نے ایک مرتبہ ابوبکر صدیقؓ سے فرمایا

والذی نفسی بیدہ الشرک اخفی فیکم من دبیب النمل	لوگوں کو چاہئے کہ ہر وقت اپنے نفس کا جائزہ لیتے رہیں کہیں شرک کے کیڑے خفیہ طور پر پرورش تو نہیں پا رہے ہیں۔

+ + + +

آنحضرتؐ نے ابوبکرؓ کو ایک دعا سکھائی تھی:۔

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ أَشْرَكَ بِكَ وَأَنَا أَعْلَمُ وَأَسْتَغْفِرُكَ لِمَا لَا أَعْلَمُ	اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں کہ جان بوجھ کر شرک کروں اور جو بغیر جانے بوجھے ہو جائے اس کی تجھ سے بخشش چاہتا ہوں

ایک مرتبہ آنحضرتؐ نے فرمایا سب حاجت کی چیزیں اپنے رب سے مانگے یہاں تک کہ نمک بھی اس سے مانگے اور جوتی کا تسمہ بھی اگر ٹوٹ جائے تو اس سے مانگے۔

ایک مرتبہ آنحضرتؐ نے معاذ ابن جبلؓ سے فرمایا "نہ شریک ٹھیرا اللہ کا کسی کو گو کہ مارا جائے یا جلایا جائے تو۔

ایک مرتبہ کوئی آنحضرتؐ کے پاس فریاد لایا تو آپ نے فرمایا مجھ سے فریاد طلب نہیں کی جاتی فریاد تو صرف اللہ سے کی جاتی ہے ذرا اندازہ کیجئے کہ ہم کتنے پاگل ہو گئے ہیں کہ فریادیں لئے لئے پھرتے ہیں۔ آنحضرتؐ جو مخلوق میں سب سے اعلیٰ حیثیت رکھتے تھے انہیں اتنی استطاعت نہیں تھی کہ وہ فریادیں سن سکیں تو پھر شہیدان کربلا، محبوب سبحانی، خواجہ غریب نوازؒ، سید امام جعفرؒ اور دوسرے بزرگان دین کے پاس اتنی استطاعت کہاں سے آسکتی ہے کہ ہماری مرادیں بر لا سکیں۔

اللہ تعالیٰ نے مشرک کے لئے عظیم سزائیں مقرر کی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ	اگر شرک کرو گے تو تمہارے عمل تباہ ہو جائیں گے

ایک اور جگہ ارشاد فرماتا ہے:۔

لَيْسَ لَهُمْ مِنْ دُونِهِ وَلِيٌّ وَلَا شَفِيعٌ (الانعام)	ان کا آخرت میں کوئی دوست ہوگا نہ شفیع۔

اور ایک جگہ ہے:۔

إِنَّهُ مَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوَاهُ النَّارُ (المائدہ)	جو اللہ کے ساتھ شرک کرے گا آخرت کی خیر و اچھی زندگی اس پر اللہ حرام کر دیگا اور اس کا ٹھکانا جہنم ہوگا۔

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

أُولَئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ۔	یہ وہ لوگ ہیں جو ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) اور رسول اللہؐ کی احادیث مبارکہ کا سب سے معتبر مجموعہ بخاری اور مسلم بار بار کھلم کھلا اصرار و تاکید کے ساتھ بتاتا ہے کہ تمہاری شریعت قبور سرتاسر گمراہی اور اللہ رسول کے خلاف جنگ اور شرک و بدعت کا خزینہ ہے۔ دوزخ کا عذاب تو جب آئیگا آئیگا دنیا ہی میں جو کچھ عذاب قوم مسلم پر مسلط ہے اس سے عبرت پکڑو اور لغویات و بدعات میں عمر عزیز ضائع کرنے کے بجائے قرآن و سنت کی طرف آؤ۔ حق و باطل کی کشاکش کو سمجھو۔ ٹھوس حقائق پر توجہ کرو اور سوچو کہ کروڑوں افراد پر مشتمل وہ قوم جو کبھی صرف ہزاروں لاکھوں ہوتے ہوئے بھی وقار و عظمت کی بلندیوں پر متمکن تھی آج کس لئے ذلیل و پسپا، حقیر و بے عزت اور مقہور و مبغوض ہو گئی ہے۔ اللہ نے تو کہا تھا انتم الاعلون ان کنتم مومنین۔ تم ہی سربلند و غالب رہو گے بشرطیکہ ایمان پر قائم رہو۔

کیا خدا کا کہا غلط ہو سکتا ہے؟ — نہیں اور کبھی نہیں — پھر واحد شکل یہی ہے کہ ہم مومنین، مومنین نہیں رہے ہیں اور شرک و بدعت اور زندقہ و معصیت نے ہمارے ایمانوں کو جونک کی طرح چوس لیا ہے۔ آؤ ہم پھر ایک بار اپنے ایمانوں کی تجدید کریں اور قسمیں کھا کر عہد کریں کہ جو حکم قرآن و سنت سے ملے گا اس کی تعمیل میں جان تک سے دریغ نہ کریں گے اور جس چیز سے قرآن و سنت روکیں گے اسے یک قلم ترک کر دیں گے خواہ ہمارے نفوس اسے کیسا ہی پسندیدہ و مرغوب خیال کرتے ہوں یہی واحد صورت ہے قوم مسلم کے عروج و اقبال کی۔ اور اگر تم کسی طرح اس پر مائل نہیں ہوتے تو اپنے قبروں والے بزرگوں سے کہو کہ وہی مسلمانوں کو عروج و اقبال کی جنت عطا فرما دیں۔ ان میں اگر کوئی طاقت ہے تو اسے اسلام کی موافقت اور کفر و طغیان کے انہدام میں صرف ہونا چاہئے، نہ کہ رقص و سرود اور قوالی اور نذر غیر اللہ اور شرک و بدعت کی ترویج و تنصیب میں! عامر عثمانی۔

صحابی جلیل ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ کسی نے آنحضرتؐ سے پوچھا۔ کونسا گناہ اللہ کے نزدیک سب سے بڑا ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا پکارے تو کسی کو اللہ کی طرح کا ٹھیرا کر حالانکہ اللہ ہی نے تجھ کو پیدا کیا۔

مندرجہ بالا سطور کی روشنی میں ہم اپنے دلوں کا جائزہ لیں کہ کتنے شرک ہیں جو ہم روزانہ کاروبار میں دفتروں میں اور مذہبی معاملات میں کرتے ہیں۔ کاروبار اور دفتروں میں مطلب برآری کیلئے عہدہ داروں کے سامنے یہ سمجھتے ہوئے پیش آنا کہ وہ اچھے اور برے کا کامل اختیار رکھتے ہیں شرک میں داخل ہے۔ مذہبی معاملات میں شرک تو بہت عام ہے ۹۵ فی صدی مسلمان قبروں پر جاتے ہیں منتیں مرادیں مانگتے ہیں۔ گیارھویں رجب کے کنڈے شعبان کی عیدا ور محرم وغیرہ مناتے ہیں۔ اپنے ہی جیسے انسانوں کو مرشد بنا کر ان کو اللہ کے نزدیک مفارشی سمجھتے ہیں یہ سب شرک میں داخل ہے۔ . . . .

کاش ہم ان سے بچنے کی کوشش کرتے۔

سنّتِ رسولؐ

یہ ایک شامی عالم کی معرکۃ الآراء تصنیف ہے جس میں حدیث کی تاریخ پر محققانہ روشنی ڈالنے کے علاوہ صحابہ اور تابعین وغیرہ کے طرزِ عمل اور دیگر متعلقہ پہلوؤں پر سیر حاصل گفتگو کی گئی ہے۔ تمام دلائل قرآن وحدیث کے حوالوں سے دلپذیر انداز میں پیش کئے گئے ہیں۔ قیمت مجلد دو روپے چار آنے۔

مولانا سیّد ابوالاعلیٰ مودودی کی تصانیف

اگر اللہ نے آپ کو عقل و بصیرت دی ہے تو خود مطالعہ کر کے فیصلہ کیجئے کہ مولانا مودودی نے گمراہی پھیلائی ہے یا فکر و عمل کی خوابیدہ روح کو بیداری کا پیغام دیتے ہوئے باطل افکار اور طاغوتی نظریات سے جَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ کی روشنی میں جنگ کی ہے۔

	آنہ	روپیہ
حقیقتِ ایمان	۶	×
حقیقتِ اسلام	۶	×
حقیقتِ صوم وصلوٰۃ	۸	×
حقیقتِ زکوٰۃ	۷	×
حقیقتِ حج	۶	×
اسلامی عبادات پر تحقیقی نظر	۱۴	×
اسلام کا نظامِ حیات	۸	×
دینِ حق	۶	×
اسلام اور جاہلیت	۶	×
اسلام کا اخلاقی نقطۂ نظر	۵	×

	آنہ	روپیہ
قرآن فہمی کے بنیادی اصول	۳	×
مسئلہ الربٰی	۲	×
زندگی بعد موت	۲	×
اسلام اور ضبطِ ولادت	۱۲	×
لباس کا مسئلہ	۳	×
انسان کا معاشی مسئلہ اور اسکا اسلامی حل	۶	×
دعوتِ اسلامی	۱۴	×
اسلامی قانون	۱۰	×
جماعت اسلامی کی دعوت	۴	×
دینیات	۴	۱

	آنہ	روپیہ
خطبات مکمل	۸	۲
تنقیحات	۸	۲
پردہ	۸	۳
سود حصہ اول	×	۳
" حصہ دوم	۱۲	۲
قرآن کی چار بنیادی اصطلاحیں	۸	۱

مولانا امین اصلاحی کی دو کتابیں

تنقیحات	۸	۳
توضیحات	۸	۳

پتہ ملنے کا **مکتبہ تجلی دیوبند** (یوپی)

تجلی کی ڈاک

ظلم صریح

سوال:۔ از محمد اسحاق۔ فوشہرہ بازار۔

صبح کی نماز کا وقت ہے پیش امام صاحب غیر حاضر ہیں، مقتدی حتی الامکان جستجو کر لیتے ہیں لیکن امام صاحب کو موجود نہیں پاتے نماز کا وقت فوت ہونے کے خوف سے مقتدی ایک ایسے شخص کو امام بننے کے لئے کہتے ہیں جو یہ خدمت گذشتہ بیس سال سے انجام دیتا رہا ہے۔ یہ شخص دینی شعور رکھنے کے علاوہ حنفی المذہب ہے وہ آگے ہوتا ہے اور تیسویں پارے کا پہلا رکوع شروع کرتا ہے اور ایک رکوع پڑھ لیتا ہے کہ اس اثناء میں پیش امام صاحب تشریف لاتے ہیں اور غصہ سے بے تاب ہو کر صفوں کو چیرتے ہوئے آگے بڑھتے ہیں اور سامنے کھڑے ہو کر مقتدیوں سے مطالبہ کرتے ہیں کہ اس شخص کے پیچھے آپ لوگوں کی نماز نہیں ہوگی یونہی اوپر نیچے ہوتے ہوتو ہو جاتا اس تلقین سے کچھ اثر نہ ہوا پھر امام صاحب مقررہ امام کو مصلے سے دھکیل کر دو قدم ہٹا کر نماز کو توڑ دیتے ہیں اور لوگوں سے کہتے ہیں کہ اقامت کرو اور خود کھڑے ہو کر نماز پڑھاتے ہیں ــــ براہ کرم اس صورت حال کے بارے میں اپنی رائے سے آگاہ فرمائیں۔

جواب:۔

اس سوال کے ساتھ اُن صاحب کا بھی مفصل خط آیا ہے، جن کو پیش امام صاحب نے زبردستی دوران نماز میں امامت سے ہٹایا۔ ان کی بیان کردہ تفصیل سے معلوم ہوتا ہے کہ پیش امام صاحب کو اُن سے کچھ ذاتی مخالفت تھی۔

میں نہیں جانتا کہ مفتی کی حیثیت سے میں کیا جواب دوں۔ معاملہ اتنا صاف ہے کہ ایک عامی مسلمان بھی پیش امام صاحب کی ناشائستہ حرکت کو ظلم اور فرعونیت سے کم کوئی نام نہ دیگا۔ اول تو جب جماعت کا وقت متعین ہو جائے تو مقررہ پیش امام کا انتظار چند لمحوں سے زیادہ نہیں کرنا چاہئے۔ عوام کا تو کیا ذکر اگر خلیفہ المسلمین یا امام وقت بھی ٹھیک وقت پر جماعت پڑھانے نہ آئے تو حاضرین مسجد کا فرض ہے کہ اپنے میں سے کسی بہتر آدمی کو امام بنا کر جماعت کرلیں۔ دوسرے یہ تو کسی کے لئے جائز ہی نہیں ہے کہ دوران جماعت میں امام کو اسکی جگہ سے ہٹا کر خود اس کی جگہ لے لے۔ یہ مذکورہ پیش امام صاحب حد درجہ فرعونیت اور دنائت نفس میں مبتلا معلوم ہوتے ہیں۔ ایسے شخص کے پیچھے میرے نزدیک نماز درست نہیں ہے جو نہ صرف یہ کہ متکبر اور خود پرست ہو، بلکہ اپنے آپ کو دوسروں کی نمازوں کا ٹھیکہ دار سمجھتا ہو اور ایک مسلمان بھائی کو خانہ خدا میں بلا وجہ ذلیل کرے۔

خیر پیش امام تو آج کل عام طور پر بے کردار اور بد خو غلط ملط ہی ہیں لیکن مجھے حیرت اُن برادران اسلام پر ہے جو مذکورہ واقعہ کے وقت مسجد میں موجود تھے اور جنھوں نے پیش امام صاحب کی اس ذلیل حرکت کو برداشت کر لیا۔ یہ معاملہ کسی گہری متفق یا دقیق علمی و فقہی بحث سے تعلق نہ رکھتا تھا۔ اسے تو حاضرین کی عقل عام اور حمیت اسلامی کو فوراً محسوس کر لینا چاہئے تھا اور محسوس کر کے پیش امام صاحب کی مناسب گوشمالی کرنی چاہئے تھی۔ یاد آیا مے۔ ہمارے مقدس اسلاف نے تو دین اور حق کے معاملہ میں سلاطین جبار اور اساطین اقتدار کی بھی پروا نہ کی۔ اُخوت و مروت میں جتنے نرم تھے معاملہ حق میں اتنے ہی سخت بن گئے۔ لیکن آج ایک معمولی پیش امام کھلم کھلا ظلم و بدکرداری کا مظاہرہ کرتا ہے اور برادران اسلام اُسے ٹوکنے اور سرزنش کرنے کے بجائے سر تسلیم خم کر کے گویا اس کی ہمت افزائی فرماتے ہیں۔ فیا حسرتا۔

میں جذباتی طور پر نہیں، بلکہ عقلی و علمی حیثیت سے فتویٰ دیتا ہوں کہ اگر واقعی ذکر کردہ واقعہ اسی طرح ہوا ہے جس طرح بیان کیا گیا اور اس کے پس منظر میں کوئی اور چیز ایسی پوشیدہ نہیں جو امام صاحب کی معینہ حرکت کو کسی درجہ میں جواز کی حیثیت دے سکے تو ایسی پیش امام

کے پیچھے نماز درست نہیں ہے جب تک کہ یہ مظلوم سے معافی نہ مانگے۔ اگرچہ قانونی اعتبار سے نماز ادا ہو جائے گی، لیکن ظالم کی ہمت افزائی سے جو عذاب اور ادبار مقتدیوں پر وارد ہوگا وہ نماز کے ثواب سے بدرجہا زیادہ ہوگا اس لئے ایسی نماز کا ہونا نہ ہونے کے برابر بلکہ بدتر ہے۔

میرا جی نہ چاہتا تھا کہ اس سوال کا جواب لکھوں لیکن برادرانِ اسلام سے یہ عرض کرنے کے لئے جواب لکھ دیا ہے کہ بھائیو! دینی مسئلوں میں یہاں علماء سے فتویٰ لینا اچھا ہے وہاں یہ بھی ضروری ہے کہ تم خود اپنے شعور و احساس کو بروقت کام میں لاؤ۔ ظلم کو روکنے کے لئے اگر کہیں فوری قانونی کارروائی کی ضرورت ہو تو بجائے عمل کے فتووں کی تلاش کرنا بے حمیتی اور بے حسی کی علامت ہے۔ ظلم کی تعریف قرآن و حدیث سے یہ معلوم ہوتی ہے کہ ہر وہ قول و عمل ظلم ہے جو شریعت کی حدیں توڑنے والا ہو۔ سرورِ کونینؐ نے فرمایا کہ اپنے بھائی کی مدد کرو اگرچہ وہ ظالم ہو اور ظالم کی مدد یہ ہے کہ اسے ظلم سے روک دو۔ تمہاری آنکھوں کے سامنے پیش امام نے ظلم کیا۔ اس کا ظلم صریح تھا، بلکہ ظلم در ظلم تھا۔ اس نے شریعت کی حد کو توڑا کہ قائم شدہ جماعت کو برہم کیا پھر اُس نے نماز پڑھانے والے مسلمان بھائی کو ذلیل کیا۔ حالانکہ اُسے اس کا کوئی حق نہ تھا۔ پھر اُس نے اس بھائی کے پیچھے نماز نہ ہونے کا اعلان کر کے خدائی منصب اپنے لئے اختیار کرنے کی جسارت کی۔ نعوذ باللہ من شرور انفسنا۔

سوال:۔ از قاضی سید عمر بنگلور۔ ضلع چتور۔ **فاتحہ**

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس باب میں کہ بعض کتب میں فتاویٰ ملا علی قاری اور ہدیۃ الحرمین وغیرہ کا حوالہ دے کر ابو درداؓ سے روایت لکھتے ہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے فرزند سیدنا ابراہیمؓ کی وفات کے بعد تیسرے روز دودھ روٹی کھجور اپنے روبرو رکھ کر اس پر فاتحہ پڑھنے کے بعد صحابہ میں تقسیم کرا دیتے۔ یہ روایت صحیح ہے یا نہیں؟ مکہ مدینہ میں اس کا عمل ہے یا نہیں؟ وضاحت کے ساتھ عام فہم جواب باصواب سے سرفراز فرمائیں۔ اللہ آپ کو اجرِ عظیم عطا فرمائے گا۔

جواب:۔

یہ روایت تو سرے سے کسی کتاب میں ہے ہی نہیں کہ حضورؐ نے روٹی اور کھجور پر فاتحہ پڑھی۔ البتہ ایک ضعیف روایت یہ ملتی ہے کہ آپؐ نے کچھ دعا پڑھی اور یہ ابراہیمؓ کی موت کا تیسرا دن تھا۔ اوّل تو یہ روایت ضعیف ہے، کوئی باخبر مسلمان ایسی ضعیف روایت قبول نہ کرے گا جسے نہ کسی صحابی نے قبول کیا ہو نہ خیر القرون کے کسی مستند امام و فقیہ نے۔ دوسرے اسے مان بھی لیں تو دعا اور چیز ہے اور فاتحہ اور چیز۔ دعا کسی بھی زبان اور کسی بھی عبارت میں کی جا سکتی ہے، لیکن فاتحہ ایک متعین عبارت کا نام ہے اور آج کل جو "فاتحہ" کا طریقہ رواج دیدیا گیا ہے وہ قطعاً بدعت ہے۔ حضورؐ نے اگر کبھی سامنے کھانا رکھ کر دعا فرمائی ہے تو اس لئے کہ کھانے میں برکت ہو اور بھوکوں کا پیٹ بھر جائے۔ آج کل امام حسن، حسین، جعفر، صادق وغیرہ رحمۃ اللہ علیہم کی فاتحہ جو کرائی جاتی ہے وہ بالکل دوسری نیت اور دوسرے مقاصد کے لئے ہوتی ہے۔ حضورؐ جانتے تھے کہ اللہ جل شانہٗ ان کی دعا کو قبول فرمانے میں بے حد رحیم و کریم ہیں اس لئے تھوڑے سے کھانے میں برکت کی دعا فرما کر غریبوں کا پیٹ بھرنے کی نیت نیک فرمایا کرتے تھے۔ ہم جانتے ہیں کہ ہماری دعا سے نہ کھانا کبھی بڑھ سکتا ہے نہ اس طرح کی نیت ہماری ہوتی ہے، بلکہ ہندوؤں کی "کنگالت" کی لعنت اُتارتے ہیں۔

ملا علی قاری اگرچہ حنفی عالم ہیں اور بہت بڑے عالم ہیں لیکن اجتہاد و تدبر میں ان سے خطا بھی ہو سکتی ہے اور ہوئی ہے بعض ایسے اقوال ہم نے کتابوں میں ان کی طرف منسوب دیکھے ہیں کہ اگر واقعی وہ اُنہی کے ہیں تو ان کی اجتہادی غلطیوں کی فہرست کافی طویل ہو جاتی ہے۔ یاد رکھئے اصل چیز ہیں قرآن و سنت۔ ان کی بارگاہ سے جو فیصلہ صادر ہو جائے وہ بلا حیل و حجت تسلیم، لیکن ان کے بعد صحابہ تک کا مقام یہ ہے کہ جب ان میں باہم اختلاف رائے ہو تو بعد کے ائمہ و علماء ان میں سے ایک کو قبول کر کے دوسرے کو لازماً ترک کر دیتے ہیں۔ اور صحابہ کے بعد تو کون ایسا ہو سکتا ہے جس کے اجتہاد کو قرآن و سنت کے بالمقابل قبول کیا جا سکے۔

مکہ اور مدینہ کی عظمت و احترام کے باعث اکثر بے علم مسلمان یہ خیال کرتے ہیں کہ جو رسم و رواج وہاں جاری ہوں گے وہ ناجائز نہیں ہو سکتے۔ اسی خیال کی جھلک آپ کے سوال میں بھی موجود ہے۔ تو خوب سمجھ لیجئے کہ جب تک ان شہرین شریفین میں صحابہ اور تابعین موجود تھے اُس وقت تک تو وہاں کے رائج العام اور مقبول نام طریقے

بعض اہلِ علم کے نزدیک معیارِ صحت قرار پا گئے تھے مثلاً امام مالک اسی کے قائل تھے۔ لیکن جب یہ دورِ سعادت ختم ہو گیا تو ان شہروں میں رہنے والوں کا ذاتی عمل اور رسم و رواج دنیا کے کسی بھی مستند عالم دین کے نزدیک حجت اور معیار نہیں رہا۔ بلکہ وہاں والے اگر قرآن و سنت کے خلاف کوئی عمل کرتے ہیں تو ان سے اللہ کا محاسبہ زیادہ سخت ہوگا۔ کیونکہ وہ اللہ کی نافرمانی کے علاوہ ان مقاماتِ مقدس کی بھی توہین کے مجرم ہیں۔

ہمیں معلوم نہیں کہ وہاں فاتحہ مروجہ کا دستور ہے یا نہیں باقی اس کی تحقیق سے کچھ حاصل نہیں۔ ہاں حاصل جب ہوگا جب کوئی یہ ثابت کرے کہ وہاں والوں کے لئے اللہ میاں نے کچھ خصوصی رعایات اعمال و اعتقادات میں دی ہیں، یا پھر ان کا قرآن اور احادیث ہمارے پاس پائے جانے والے قرآن اور احادیث سے کچھ الگ ہیں۔ اگر ایسا نہیں اور یقیناً نہیں تو پھر مکہ و مدینہ کے حوالہ سے حاصل؟

سوال: از صوفی اختر نجیب آباد۔ **حافظ کو ناظرہ پڑھنا درست ہے**

اگر ایک حافظ قرآن دیکھ کر پڑھتا ہے تو کیا وہ گناہ کا کام کرتا ہے؟ کیا حافظ قرآن کے لئے قرآن مجید دیکھ کر پڑھنا جائز ہے

جواب:

نماز میں تو قرآن دیکھ کر سورتیں پڑھنا درست نہیں ہے ویسے ہر حال میں درست ہے۔ حافظ اگر قرآن دیکھ کر پڑھتا ہے تو ہرگز کوئی گناہ نہیں کرتا۔

سوال: (ایضاً) **بدکردار پیش امام**

کیا ایسے پیش امام کے پیچھے نماز پڑھنی جائز ہے جو سٹے کے نمبر بتاتا ہو اور تعویذ کے ذریعہ نکاح بھی کروا تا ہو، جس کی بیوی کا چال چلن بُرا ہو، وہ اپنی بیوی کے بُرے فعل کو سنتا اور دیکھتا بھی ہو مگر تنبیہ نہیں کرتا۔

جواب:

سوال سے ظاہر ہے کہ جواب آپ کو خود معلوم ہے۔ آپ کا منشا صرف یہ ہے کہ ایک متعین شخص کی کچھ مذمت تجلی میں بھی چھپی دیکھیں اور دکھلائیں۔ خیر اپنی نیت آپ جانیں۔ مذکورہ پیش امام کے پیچھے نماز تو کیا جائز ہوتی پاس اٹھنا بیٹھنا اور معاشرتی تعلقات بھی جائز نہیں ہیں۔ آخر آپ روزانہ وتروں میں پڑھتے ہیں کہ نہیں۔ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ يَّفْجُرُكَ۔ (اے اللہ! ہم بے تعلقی اور جدائی اختیار کرتے ہیں اس شخص سے جو تیری نافرمانی کرے)۔

سوال: از اللہ بندہ۔ لاوڈ سپیکر میرٹھ۔ **جمع تفریق؟**

زید دہلی سے اُدھار بارہ آنے سیکڑہ سود پر لاتا ہے۔ اپنے گھر اُدھار لاکر اپنے کام میں بھی لاتا ہے اور فروخت بھی کر دیتا ہے تو خریداروں سے بھی ۱۲ر سیکڑہ ہی لیتا ہے کہ جب اپنے قصبہ میں ساہوکار زیور رکھتا ہے اور زیور کے ساتھ دو روپیہ سیکڑہ سود بھی لیتا ہے تو جو سود میں خود دیتا ہوں وہی خریداروں سے بھی لیتا ہوں، اس میں قوم کی بھلائی اور فائدہ کو مدنظر رکھتا ہے۔ اُدھار کا کام کچھ اس قسم کا ہے کہ بغیر روپیہ کچھ کر نہیں سکتے، بہت زیادہ ضرورت پڑتی ہے۔ اس کے علاوہ دوسرا کام کر نہیں سکتے کیونکہ آبائی کام یہی ہے مجبوراً سود پر روپیہ لینا پڑتا ہے۔ خریدار بھی بڑی خوشی کے ساتھ زید سے اُدھار خریدتے ہیں بعض اشخاص ایسے مجبور ہیں کہ نہ زیور ہے نہ سرمایہ، نہ ایسے شخصوں کو سود پر روپیہ مل سکتا ہے۔ از روئے شریعت تجلی کی ڈاک میں جواب باصواب عنایت فرمائیں۔

جواب:

سود لینا اور دینا دونوں ہی شریعت میں جرمِ عظیم میں پیش کردہ صورت میں زید ڈبل مجرم ہے۔ ایک سود دینے کا دوسرے لینے کا پھر ایک مزید جرم یہ ہے کہ وہ اس لین میں توازن کی دلیل عقلی سے جواز کا سفر پیدا کر رہا ہے۔ گویا حکم خداوندی کا حلیہ بگاڑ رہا ہے۔ اگر آپ حضرات واقعی یہ سمجھتے ہیں کہ زید دہلی میں جتنا سود دے آیا ہے اتنا ہی اپنے اہلِ قصبہ سے وصول کر کے وہ گناہ سے بری الذمہ ہوا تو اس کی مثال ایسی ہی ہے جیسے ایک شخص زنا سے اولاد پیدا کرے اور پھر اسے قتل کر کے یہ سوچے کہ چونکہ میں ہی اس کی پیدائش کا باعث بنا تھا اور میں نے ہی اسے ختم کر دیا، لہٰذا حساب برابر ہو گیا اور اب میں بری الذمہ ہوں! بتلایئے اس کے بارے میں آپ کیا کہیں گے؟

سوال: از مصطفےٰ کھگوں (پٹنہ) **ریبِ ظن**

اللہ قادرِ مطلق ہے۔ اللہ ہر شے پر قادر ہے، وہ جو چاہتا ہے وہی ہوتا ہے۔ کائنات کا خالق خدا ہے۔ اس کائنات کا ایک ایک ذرہ اُسی کے قبضۂ قدرت میں ہے۔ انسان بھی اللہ کا بندہ ہے اور اُسی کا پیدا کیا ہوا ہے وہ بھی کائنات کی تمام دیگر اشیاء کی طرح ہر لحاظ سے اُسی کے دائرۂ اثر اور قبضہ میں ہے، کائنات کا ایک ایک ذرہ اس کا فرماں بردار اور اُسی کے حکم سے متحرک ہوتا ہے پھر انسان غلطی

کیسے کرتا ہے؟ جب کہ وہ بھی اسی وسیع کائنات کا ایک ادنیٰ سا ذرہ ہے اور وہ بھی اُس کا فرمانبردار اسی کے حکم سے تحرک ہوتا ہے، وہ گناہگار کیوں ہوا؟ اُس پر عذاب کیسا؟ کیا انسان خدا کے حکم کے بغیر حرکت کر سکتا ہے؟

جواب:-

سائل نے آغازِ خط میں تعریف و توصیف کے یہ الفاظ لکھے ہیں کہ "آپ اکثر سوالوں کے بہت تسلی بخش جواب دیتے ہیں"۔ ہمیں شرمندگی ہے کہ ہم سائل کے حسنِ ظن کو اپنے زیرِ تحریر جواب میں باقی نہ رہنے دے سکیں گے۔ حق یہ ہے کہ ہم تو کیا دنیا کے تمام پہلے اور اب کے علماء و عقلاء یکجا ہو کر کوشش کریں تب بھی یہ ممکن نہیں ہے کہ اللہ جل جلالہ کی قدرت و خلقت کے رموز و اسرار اور طریقۂ کارکردگی کے لطائف دو اور دو چار کی طرح عقل کی گرفت میں آجائیں۔ سلامتی کا واحد راستہ یہی ہے کہ اللہ اور اس کے رسول نے جن پوشیدہ حقائق کو جس درجہ میں کھولنا مناسب سمجھا ہم اُس درجہ میں اُنھیں قبول کرلیں اور واضح احکامات فرامین پر پورے یقین و ایمان کے ساتھ عمل پیرا ہوتے ہوئے دور از کار کاوشی نکتہ سنجیوں اور فلسفیانہ باریک بینیوں سے پرہیز کریں۔

رموز تقدیر اور تکوینی اسرار کچھ ایسے ہیں کہ ان میں جب کیوں اور کیسے کا سلسلہ شروع کر دیا جائے تو عقل کسی بھی حد پر نہیں رُکتی، اور نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ایک طرف آدمی ریب و تذبذب کا شکار ہوتا چلا جاتا ہے اور دوسری طرف اس کے قوائے عمل کی استعداد و صلاحیت عالی دماغ کی طرف منتقل ہو کر بے عملی اضمحلال سے مضمحل ہو جاتی ہے۔ یہی باعث ہے کہ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے الٰہی اسرار میں عقلی بحث و مناظرت کو پسند نہیں فرمایا اور صحابہؓ خصوصاً حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایسے اُمور کے پیچھے پڑنے کو بہت برا جانا، جن کے پیچھے پڑنے کا حکم اللہ اور رسول نے نہیں دیا۔

ہاں جہاں تک شریعت کے اسرار و حکم کو بطور تذکیر و تسہیل، بلا بحث و جدل بیان کرنے کا تعلق ہے تو بے شک وہ عمدہ کام ہے اور اسی کے لحاظ سے تقدیر اور شبہات پر بہت سے علمائے سلف اور اولیاء و اتقیا نے موقع بموقع اپنے خیالات و اجتہادات بیان فرمائے ہیں جو اگرچہ تنویرِ سلیم کے لئے بالکل کافی ہیں لیکن عقلِ فتنہ کار کو کوئی اطمینان نہیں دے سکتے۔ لہٰذا مسلمانوں کو چاہئے کہ اس چکر میں اپنا وقت ضائع نہ کریں۔

سائل نے اپنا سوال پورا کر کے یہ بھی لکھا ہے کہ "دیکھئے ویسا جواب نہ دیجئے گا کہ مجھے پھر سوال کرنا پڑے"۔ اور اس کے بعد اکثر ان جوابات کو اپنے الفاظ میں لکھ رہا ہے جو علماء دیتے رہے ہیں۔

میں یقین دلاتا ہوں کہ اگر سائل انھیں نہ لکھتا تب بھی میں علمائے سابق کے جوابات نقل نہ کرتا۔ کیونکہ جیسا میں عرض کر چکا ہوں میرے نزدیک اس طرح کی بحثیں وقت ضائع کرنے کے سوا کچھ نہیں ہیں عقل بیچاری میں اتنی وسعت و استعداد ہی نہیں کہ مالک الملک ذوالجلال والاکرام کی بے کنار قوت اور مشیت اور طرقِ حکومت و شہنشاہیت کا احاطہ کر سکے۔

ویسے بے مغز منطق کے اعتبار سے آپ کے سوال کا جواب یہ ہے کہ اگر انسان اچھے اور بُرے افعال میں اُسی طرح مجبور و مامور ہے جس طرح آپ سوال میں ظاہر کر رہے ہیں اور اس کی ہر حرکت و جنبش میں خدا کا ہاتھ کارفرما ہے تو آپ کو یا مجھے یہ سوال کرنے کا حق کہاں پہنچتا ہے کہ آدمی گناہگار کیوں ہوا؟ اسے عذاب کس لئے دیا گیا؟ آخر عذاب دینے میں بھی تو اُسی ہاتھ کی کارفرمائی ہے جس نے اعمال میں کارفرمائی کی تھی؟ پھر کسی کو کیا حق ہے کہ اس کا محاسبہ کرے۔ آپ ایک کھلاڑی کو دیکھیں وہ کھلونے بناتا ہے اور اگر اپنے کچھ کھلونے وہ توڑ دے، آگ میں جھونک دے تو کسی کو حق نہیں کہ اسے ٹوکے۔ تب کیا اللہ تعالیٰ اس کا حقدار نہیں ہے کہ اپنے بنائے ہوئے انسانوں میں سے کچھ کو جنت میں داخل کرے اور کچھ کو دوزخ میں ڈالدے؟ کون اور کیوں اس کو ٹوک سکتا ہے؟

اسلام نے تقدیر اور مسئلہ تکوین پر جو معلومات انسانوں کو دی ہیں وہ انسانی عقول کی دسترس اور استعداد کا لحاظ ہی کر کے دی ہیں۔ اب اگر کسی کو ان پر اطمینان نہیں ہوتا اور عقل کی نارسائی کو وہ نادانی سے اسلام کا نقص سمجھ بیٹھتا ہے تو اسے غور کرنا چاہئے کہ کیا اسلام کے سوا کسی اور مذہب یا فلسفہ و سائنس نے زیرِ بحث اُمور میں عقل و فکر کو اسلام سے زیادہ اطمینان بخش معلومات دی ہیں۔ کیا اسلام سے بہتر بھی کوئی ایسا معیارِ علم و عقل موجود ہے جو تقدیر و تکوین کی گرہیں کھول سکے۔ میں سمجھتا ہوں کہ غور و فکر اور جہد و کاوش کے کروڑ سال صرف کرنے کے بعد بھی اس کے سوا کوئی نتیجہ نہیں نکلے گا کہ تقدیر، تکوین، معاد، غیب اور مابعد الطبیعیات کی معلومات کی جو سرحدیں اسلام نے متعین کر دی ہیں ان کے آگے تاریکی، گمراہی، ریب و ظن، بے اطمینانی اور ژولیدگی و

انتشار کے سوا عقل انسانی کے لئے کچھ نہیں۔

بہر حال مجھے افسوس ہے کہ اس طرح کے مسائل میں میرا علم کچھ نہیں ہے۔ صرف اتنا جانتا ہوں:۔

عشق سراپا یقین، عقل مجسم گماں

سوال ۸:۔ از معروف شاہ۔ ٹبل ضلع ہزارہ۔ بدعت

ہمارے علاقہ کے علماء میں آج کل ایک مسئلہ میں بڑا اختلاف ہے۔ یہاں ایک رسم ہے کہ جب کسی میت کا جنازہ ہو جاتا ہے تو خیرات لینے والے لوگ ایک دائرے میں بیٹھ جاتے ہیں اور کچھ نقدی اور قرآن شریف بانٹے ہوئے اس تمام دائرے میں تین دفعہ پھیرے جاتے ہیں اور "میں نے تجھے بخشا" میں نے واپس تجھے بخشا" کہتے ہوئے ایک دوسرے کو قبض کرا جاتا ہے عوام اس رسم کو فرض سمجھتے ہیں اور اگر کوئی نہ پھیرے یا کہے کہ نہ "پھیرو" اسے گمراہ کہا جاتا ہے امید ہے کہ آپ اس مسئلہ پر تحقیق فرما کر اپنی پہلی فرصت میں شائع فرمائیں گے۔

جواب:۔

آپ نے غلط کہا کہ اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے۔ یہ مسئلہ علمی ہے ہی نہیں، بلکہ یوں کہئے اہل جہل نے بدعت سے ایک طریقہ دل سے گھڑ لیا ہے۔ علماء اس سے روکتے ہیں تو یہ جہلاء علماء کو گمراہ کہتے ہیں۔

افسوس جو دین ہر لحاظ سے صاف ستھرا اور سیدھا سادا تھا اسے ہوا و ہوس کے بندوں نے لغو رسوم سے ایک جھمیلا بنا دیا۔ میں تحقیق کس چیز کی کروں اور جواب کاہے کا دوں۔ جنازے پر اس طرح کی نازیبا حرکات اور "میں نے تجھے بخشا" وغیرہ کے لایعنی مشغلے نہ کبھی اہل حق میں رائج ہوئے ہیں نہ ان کی حیثیت بدعت فاحشہ سے زائد کچھ ہے ثبوت تو ان جاہلوں کو دینا چاہئے جو اس من گھڑت طریقے کو فرض سمجھے بیٹھے ہیں۔

سوال ۹:۔ از محمد ایوب صابر پنجرا۔ عم رسول

ایک عالم دین کی زبانی سنا ہے کہ رسول اللہ کے چچا عبد المطلب کو اللہ تعالیٰ امام مہدی علیہ السلام کے دور میں پھر زندہ کر کے مشرف باسلام کریں گے اور بعدہٗ موت دیدیں گے۔

جواب:۔

ان عالم دین سے دریافت کیجئے کہ یہ غیب کی بات آپکو کہاں سے معلوم ہوئی۔ ہم تو یہ دیکھتے ہیں کہ حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ جل شانہ کی بارگاہ سے اپنی والدہ کے لئے دعائے مغفرت کی بھی اجازت نہ مل سکی۔

بہر حال ہمیں اس طرح کی باتوں سے کوئی دلچسپی نہیں۔

سوال ۱۰:۔ (ایضاً) وہی مرغے کی ایک ٹانگ

بعض اہل علم حضرات کا کہنا ہے کہ جماعت اسلامی کا پیرا بن کمیونزم جیسا ہے۔ اس کی تصریح کا طالب ہوں۔

جواب:۔

عناد و عصبیت کا مرض جب کسی کو لاحق ہو جاتا ہے تو وہ اہل علم ہو یا اہل جہل، بڑی بڑی شاندار حماقتیں اس سے ظہور میں آتی ہیں۔ جماعت اسلامی کے مخالفین بیچارے اسی طرح معذور ہیں جس طرح ہسٹریا کا مریض اعصاب کے تناؤ سے معذور ہو جاتا ہے۔ یا مرگی کا شکار دورے کے ہاتھ میں بے بس ہوتا ہے۔ مجھے ان ایک اہل علم کا نام تو معلوم ہے جنھوں نے بہت دن ہوئے یہ تمام معصومیت نہ ہونے بیان کردہ الزام عائد فرمایا تھا۔ خدا جانے آپ کا اشارہ انہی کی طرف ہے یا کوئی اور ان ٹائپ کا اہل علم پیدا ہو گیا ہے۔ بہر حال اپنا تو اس دن پر یقین ہے جب يَنْظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ يَدَاهُ ہر شخص اپنے گذشتہ افعال و اقوال کا حشر دیکھے گا، الزام تراشنے والوں کی زبان دنیا میں کون پکڑے۔ آپ الزام لگانے والوں سے الزام کی تصریح پوچھئے، میں اس سے زیادہ کچھ نہیں کہہ سکتا کہ برعکس نہند نام زنگی کافور" کی مثل اس الزام سے زیادہ شاید کسی چیز پر کبھی چسپاں نہ ہوئی ہو گی۔ میں اس الزام کا رد دلائل و شواہد سے کروں تو یہ بالکل ایسا ہی ہو گا جیسے کوئی لغو قسم کا آدمی یوں کہے کہ سورج کی روشنی کافی ہے اور میں ثابت کرنے بیٹھوں کہ نہیں کافی ہے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

سوال ۱۱:۔ (ایضاً) فاتحہ خلف الامام

ایک غیر مقلد کے پمفلٹ پر تحریر ہے کہ امام مالک کے نزدیک بھی سورۃ فاتحہ مقتدی کو دل میں پڑھ لینا ہی بہتر ہے۔ یہ کہاں تک صحیح ہے؟

جواب:۔

سرے پیر تک صحیح ـــــ لیکن عبد اللہ ابن مسعود اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہما امام کے پیچھے فاتحہ نہیں پڑھتے تھے ـــــ بتایئے

امام مالک بڑے ہیں یا یہ دونوں صحابی؟

محترم! میں اس طرح کے مسائل میں یوں کلام نہیں کرتا کہ ان پر اوّل تو بہت کچھ کلام ہو چکا ہے دوسرے یہ مسائل ایسے نہیں ہیں کہ انہیں ایک دوسرے کے خلاف ہنگامہ برپا کیا جائے۔ میرے نزدیک دونوں فریق اُس وقت تک حق پر ہیں جب تک ان میں سے ہر ایک دوسرے کی رائے میں امکانِ صحت اور اپنی رائے میں امکانِ خطا کو تسلیم کرتا ہے جس وقت یہ صورت نہ رہے اور ایک فریق خود کو سو فیصد حق پر اور دوسرے کو سراسر گمراہی پر خیال کرنے لگے تو سمجھ لیجئے یہیں سے وہ فریق شیطان کی حدودِ سلطنت میں داخل ہو گیا۔

میں بفضلہ تعالیٰ ایک حنفی کی حیثیت سے اس پر پوری طرح مطمئن ہوں کہ امام کے پیچھے فاتحہ نہ پڑھنا ہی از روئے علم و عقل انسب و اولیٰ ہے اور اگر کچھ معتبر اہلِ علم اس مسئلہ میں حج بن سکیں تو ہر وقت اپنے دلائل پیش کرنے اور دوسروں کے دلائل سننے کو تیار ہوں۔ خود اپنا تجلی اس بحث کے لئے تا فیصلہ وقف کر سکتا ہوں لیکن مشکل تو یہ ہے کہ شر پسند اور دنی فطرت لوگ اٹھتے ہیں اور لغو قسم کے دلائل سے عوام کو بہکاتے۔ جن باتوں کا شافی جواب بارہا دیا جا چکا ہے انھی کو بے حیائی سے دہراتے ہیں۔ اور امام اعظمؒ سے جو کدورت از راہِ جہالت انھیں ہے اس کی بھڑاس نکالتے ہیں۔ بتائیے کوئی کیونکر ان کی ہر بات کا جواب دے۔

یہ بات کہ امام مالک بھی فاتحہ خلف الامام کے مسئلہ میں کسی قدر امام شافعی کے ہمنوا ہیں کوئی وزن نہیں رکھتی۔ امام ابو حنیفہؒ کی رائے کے خلاف اگر دیگر تینوں معروف ائمہ بھی متحد ہوں تو اس سے کچھ نہیں ہوتا بلکہ میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ جن مسائل میں امام ابو حنیفہ تنہا ہوں اور باقی ائمہ خلاف تو انھی مسائل میں امام اعظمؒ کی جلالتِ شان، عظمتِ تفقہ اور شانِ تعقل زیادہ عمدگی سے نمایاں ہوتی ہے۔

وہ نبی نہیں تھے اس لئے ان کے اجتہادات معصوم تو نہیں کہے جا سکتے اور بعد کے کسی صاحبِ علم و فن کو حق ہے کہ اُن کی رائے سے شریفانہ اختلاف کر سکے لیکن جن اربابِ نظر نے ان کے اصولِ فقہ اور اسلوبِ تخریج اور اندازِ اجتہاد کا گہرائی سے مطالعہ کیا ہے وہ بلا تامل کہہ سکتے ہیں کہ فاروقی درایت و عزیمت اور صدیقی حلم و بردباری اور لاجواب دانائی وزیر کی امام اعظمؒ کو اللہ نے عطا کی تھی۔ متعصب غیر مقلد اور فتنہ پسند جہلا اُن کی شان کو کیا سمجھیں۔ آخر ایک پرائمری کا طالب علم اونچے درجے کے ائمہ فن کی قدر و قیمت کیا جان سکتا ہے ایک چیونٹی پہاڑ کے پیچھے کیا دیکھ سکتی ہے۔ ایک جھوٹے نگینوں کا بیوپاری کوہِ نور کی خصوصیات کیا سمجھ سکتا ہے۔

امام اعظم کی شانِ علمی و عقلی میں کیڑے ڈالنے والا خواہ غیر مقلد ہو یا اہلِ حدیث یا شافعی و مالکی یا اہلِ سنت والجماعت۔ وہ صرف مخبوط الحواس ہوتا ہے۔ یا بخار زدہ کہ اپنے ذائقہ کی خرابی کو ماکولات کی بدمزگی پر محمول کرتا ہے۔

مجھے یہ کہنے کے لئے معاف کیا جائے کہ جو لوگ فقہی مسائل میں جنگ و جدل کی راہ اختیار کرتے ہیں یا کسی امام و فقیہ کی تنقیص و تحقیر پر اتر آتے ہیں وہ مکتبی اعتبار سے خواہ کیسے ہی علامہ ہوں، لیکن زندگی اور حقائق کے اسٹیج پر انھیں اسلام کی ہوا بھی نہیں لگی۔ اسلام نے انسان کی فطرت کے مطابق متعدد لچک دار احکام و مسائل دیئے تھے۔ یہ لوگ انکی لچک ختم کر کے انھیں لوہے کے سخت ٹکڑوں میں تبدیل کر دینا چاہتے ہیں۔ یہ لوگ اسلام کے نادان دوست ہیں جو دشمن سے زیادہ ضرر رساں ہوتا ہے۔

پھر جہلا کو بتائیے کہ فقہ حنفی تنہا ایک شخص ابو حنیفہ کی رائے کا نام نہیں ہے بلکہ اس کی تخریج و تسوید میں تقریباً چالیس ایسے دماغوں نے کام کیا ہے جن میں سے ہر ایک تفکر و تدبر کا مہبط تھا اور جس کی

نفیرِ حجاز

وجد انگیز و ایمان افروز نعتوں اور نظموں کا دلکش مجموعہ

جن شعرا کا کلام شاملِ کتاب ہے ان میں سے کچھ کے نام یہ ہیں:-

ڈاکٹر اقبالؒ۔ محمد علی جوہرؒ۔ حفیظ جالندھری۔ اکبر الٰہ آبادیؒ۔ سید سلیمان ندویؒ۔ ریاض خیر آبادی۔ حسرت موہانی۔ ماہر القادری۔ عبد الماجد دریابادی۔ جوش۔ اصغر۔ جگر۔ سیماب۔ شکیل۔ احسان بن دانش۔ بہزاد۔ ٹائٹل پر گنبدِ خضرا کا خوبصورت فوٹو چھوٹے سائز کے

۶۴ صفحے۔ قیمت صرف ۸ر (مجلد ۱۲ر)

مکتبہ دیوبند (یو۔پی)

باگ ڈور ہوا و ہوس کے ہاتھوں میں نہیں قلب صافی کے ہاتھوں میں تھی

پھر جہلا کو بتائیے کہ تم جن امام شافعی کے مسلک پر نازاں ہو وہ خود یہ فرماتے ہیں کہ تمام لوگ فقہ میں ابوحنیفہ کے عیال ہیں۔ جن اسلاف سابقین سے علوم دین ہم بعد کے ناشکروں کو پہنچے ہیں ان میں سے کسی ایک عالم فاضل کا نام تو لو جس نے امام ابوحنیفہؒ کی عظمت و جلالت کا انکار کیا ہو۔ تم لوگ چند کتابیں پڑھ کر فقیہ بننے چلے ہو۔ بندر نے ادرک کی گانٹھ لے کر پنساری کی دوکان کھولی ہے۔ اللہ اللہ۔ موم بتی سورج سے آنکھ ملاتی ہے۔ ابرق ہیرے کے منہ آتا ہے میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ اگر امام ابوحنیفہؒ سے حسد کرنے والے اس پر متفق ہو جائیں کہ وہ ہر مسئلہ کو صرف قرآن و حدیث سے جانچیں گے اور بعد کے کسی فقیہ کا حوالہ قبول نہ کریں گے تو خدا کی قسم میں ناہیچ ادنیٰ آدمی بھی سو فی صدی مسائل کو قرآن و حدیث ہی سے امام موصوف کی رائے کے مطابق ثابت کرنے کو تیار ہوں۔ لیکن یوں نہیں کہ میں تو دلائل لائے جاؤں اور متقابلین غوغا مچائے جائیں۔ پچ کئے جائیں ہٹ دھرمی دکھائیں۔ کوئی سنجیدہ و معقول عدالت فیصلہ کرنے والی ہونی چاہئے۔ اور اگر عملاً یہ صورت ممکن نہیں ہے تو جھک جھک فضول ہے۔ جس کا جی چاہے امام اعظم ـــ بلکہ صحابہ تک پر تبرا کرے آخرت میں سارا حساب ہو جائے گا۔

سوال ۱۱:۔ از افتخار احمد۔ کانپور۔ ایصال ثواب

کیا کسی مسلمان متوفی کو بذریعہ تلاوت قرآن یا خیرات و امداد غرباء ایصال ثواب کیا جا سکتا ہے؟ اس کا مسنون طریقہ بھی تحریر فرما دیں۔ ایصال ثواب کے سلسلہ میں مجھے اب تک بجز دعائے مغفرت کے سنت مطہرہ سے کوئی دوسری شکل نہ معلوم ہو سکی۔

جواب ۱۱:۔

بعض علماء کے نزدیک بدنی عبادات کا ثواب کسی کو نہیں بخشا جا سکتا۔ لیکن اس پر سب متفق ہیں کہ مالی عبادات کا ثواب بخشا جا سکتا ہے۔ ہر صورت میں ایصال ثواب کا ایک ہی طریقہ احادیث سے مروی ہے کہ آدمی عبادت سے فارغ ہونے کے بعد اللہ سے عرض کرے کہ میری اس عبادت کا ثواب فلاں متوفی کو عطا کر دیا جائے۔ تمام مستند فقہا بھی یہی کہتے ہیں اور عقل کا بھی واضح تقاضا یہی ہے۔ اس سیدھے سادے طریقہ کے ساتھ جو ڈھکوسلے اور فارمولے لوگوں نے جوڑ لئے ہیں وہ سب بدعت ہیں۔ اصل میں شیطان جن لوگوں کو کھلے کفر یا زندقہ و معصیت پر آمادہ کرنے میں کامیاب نہیں ہوتا انھیں دین ہی کے نام پر دام ہمرنگ زمین بچھا کر شکار کرتا ہے اور وسواس کی شکل میں ان کے اندر بدعت و اختراع فی الدین کے جراثیم داخل کر دیتا ہے۔ یہ جراثیم دق کے جراثیم کی مانند ہوتے ہیں کہ ان کی ہلاکت آفرینی ہر روز بلکہ ہر لمحہ بڑھتی ہی جاتی ہے۔ چنانچہ جراثیم بدعت کا شکار شریعت کے بتائے ہوئے طریقوں پر مطمئن نہیں ہوتا، بلکہ اسے ان میں اضافے اور مبالغے کا ہوکا ہو جاتا ہے اور سادہ و صاف شریعت کو وہ من گھڑت جھمیلوں اور رسموں سے گرانبار کر دیتا ہے عبادت کی اصل روح اس سے دور ہوتی جاتی ہے اور تکلفات مبتدعہ میں اس کا غلو بڑھتا جاتا ہے۔ فرائض کو وہ غیر اہم بنا دیتا ہے اور زوائد و فضائل کو اہم تر قرار دیتا ہے۔ نمایاں ثبوت آپ آئے دن کے قضیوں میں دیکھیں۔ کہیں بعد نماز فاتحہ کی پابندی پر ایسا زور ہے کہ گویا یہی مدار نجات ہے۔ کہیں مصافحہ اور معانقہ پر تشدد ہے کہیں عرس و قوالی حاصل دین بن گئے ہیں۔ کہیں تیجے اور چہلم اور نذر و نیاز کے ہنگامے برپا ہیں ـــ اور جن مہمات دین اور فرائض اور فضائل اخلاق وغیرہ کا درس قرآن و سنت نے دیا تھا وہ سب غائب! ـــ یا خال خال موجود ہیں تو ضمناً مضمحل بے رنگ!

الغرض ایصال ثواب کا واحد اور صحیح طریقہ یہی ہے کہ آدمی بلا کسی ہنگامۂ نمود و نمائش کے عبادت کر ڈالے اور اللہ سے التجا کرے کہ اس عبادت کا ثواب فلاں متوفی کو دیدیا جائے۔ اب اللہ کو اختیار ہے کہ وہ جو چاہے کرے۔ خواہ ثواب متوفی کو دیدے یا دونوں کو عطا کرے۔ یا کسی کو بھی نہ دے۔ واللہ علیٰ کل شیٔ قدیر۔

وہ جوابات جنکے سوالات حذف کر دیئے گئے

(۱) حفظ قرآن:۔

قرآن حفظ کرنا بے شک نیکی ہے لیکن حافظ جو بھی بداعمالیاں کرے گا ان کا حساب اللہ کے یہاں ضرور ہوگا۔ قرآن میں آپ نے نہیں پڑھا۔ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ (جو ذرہ برابر گناہ کرے گا اس کا بدلہ دیکھے گا) یہ جاہل ہی کہہ سکتا ہے کہ حافظ قرآن اپنی سات پشتوں کو بخشوائے گا۔ نوحؑ جیسا پیغمبر اپنے بیٹے کو نہ بخشوا سکا اور

مسرور کونین جیسا محبوب سبحانی اپنی والدہ کے لئے دعائے مغفرت کی اجازت درگاہ خداوندی سے نہ پاسکا تو کوئی اور کس شمار میں ہے۔ ہر شخص اپنے ہی اعمال نامے کو بھگتے گا اور جس شخص نے محض قرآن حفظ کر لینے کو عذاب آخرت سے بچنے کی کارنٹی سمجھ کر بد اعمالیاں کیں وہ نرا احمق و سودائی ہے

(۲) قدم بوسی:۔

قدم بوسی ناجائز ہے تعظیم و تکریم کا صحیح معیار اسوۂ صحابہ ہے۔ جو اپنے تعظیم رسول اللہ کے لئے اختیار نہیں کیا گیا وہ ان مومنوں کو کیونکر پسند ہو سکتا ہے جو اللہ اور رسول پر سچا بے آمیز ایمان رکھتے ہوں۔ کسی پیر کے قدموں کو ہونٹوں سے چومنا اور اسے افضل الاعمال سمجھنا صرف ان لوگوں کا کام ہے جنھیں قرآن و سنت سے کچھ سروکار نہیں بلکہ مالک ریاکاروں کے دام میں پھنس کر اپنی عاقبت برباد کر رہے ہیں۔ آستانوں کی تصویریں چومنا تو درکنار ان سے دلی شغف رکھنا ہی فساد باطن کی علامت ہے۔ آستانے اور درگاہیں کبھی تو دین داری و حق نوازی کی آماجگاہ ہوا کرتی تھیں لیکن جب سے ان کے سچے پرستاروں کی جگہ ریاکار اور جاہل مست نشینوں نے لے لی یہ اڈے شرک و بدعت کے اڈے بن گئے اور اب ہر سمجھدار مومن کو ان سے منھ موڑ کر قرآن و سنت کی سیدھی راہ اختیار کرنا قطعاً ضروری ہے۔

(۳) بدعات:۔

ہم بارہا کہہ چکے ہیں کہ قبروں پر جانے کی اجازت صرف اس صورت میں ہے جب کہ موت کی یاد تازہ رکھنا مقصود ہو احمق سے احمق جان سکتا ہے کہ موت کی یاد ویرانی اور خلوت و خاموشی ہی میں تازہ رہ سکتی ہے جشن اور ہنگاموں میں نہیں۔ قبروں سے متعلق تمام رسمیں اور عرس، قوالی، نذر و نیاز وغیرہ سب ناجائز ہیں۔ مدفون بزرگوں کی بزرگیاں ثابت کرنا ان جرموں کو ہلکا نہیں بلکہ بھاری کرتا ہے۔ جو بزرگ جتنا اللہ والا ہوگا اس کی روح اسی درجہ میں ان سرپرستیات وخرافات کو ناگوار محسوس کرے گی۔ حتیٰ کہ سب سے زیادہ عذاب کا مستحق وہ شخص ہوگا جو رسول اللہ کے مزار مبارک پر بدعت و معصیت پھیلائے۔

رسول اللہ کے آثار مثلاً جبۂ، بال وغیرہ اول تو اکثر من گھڑت ہیں اور اگر ہیں کوئی چیز واقعۃً مضبوط سلسلۂ روایت سے حضورؐ کی طرف منسوب ہو بھی تو تاریخیں تعین کر کے اس کی زیارت کا ہنگامہ کرنا اور نذرانے اور "چراغی" لے کر اسے لوگوں کے سر پر رکھنا اللہ کے دین اور رسول اللہ کی عظمت سے جاہلانہ مذاق ہے۔ رسول اللہ کا عاشق وہ ہے جو ہر قدم آپ کے اسوۂ مبارک کی روشنی میں اٹھائے اور اپنی طرف سے عبادتیں ایجاد کرنے کی مجرمانہ حرکت نہ کرے۔ جیسے کہ صحابہ کرامؓ تھے اور بعد کے اولیاء اللہ ہوئے۔ وہ ہرگز بدعتیں نہیں کرتے تھے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ وَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ۔ (راستہ میں تاکہ تم فلاح پاؤ (مائدہ رکوع ۶)

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اسکے قرب کا وسیلہ ڈھونڈو اور جہاد کرو اسکے

اس آیت کی تفسیریں اور ترجمے میں دس تفاسیر سے نقل کر سکتا تھا مگر اس کا کچھ حاصل اس لئے نہیں ہے کہ جو لوگ "وسیلہ" کے لفظ سے پیروں فقیروں کا وسیلہ نکال رہے ہیں وہ تو جاہل اور ہٹ دھرم ہیں علمی دلائل انہیں کیا فائدہ دیں گے۔

آیت کا مطلب بالاتفاق یہ ہے کہ شریعت نے جو ان گنت احکام دیئے ہیں اور زندگی کے ہر قدم پر حسن اخلاق کی ترغیب دی ہے اس کے ذریعہ اللہ کا قرب اور رحمت حاصل کرنے کی کوشش کرو۔ شریعت کی پوری تعمیل چونکہ نفس کے لئے سخت دشوار ہوتی ہے اس لئے جاھدوا کا لفظ کہا گیا نفس کو دبا کر اللہ کی مرضیات کے تابع بنانا سب سے مشکل اور عظیم جہاد ہے۔

وسیلہ کا مطلب پیروں فقیروں کا وسیلہ وہی لوگ لے سکتے ہیں جو یا تو جاہل ہیں یا ان کے قلوب حساب آخرت سے بالکل نچوف ہو چکے ہیں۔ یہ کسی ایک ہی مستند مترجم کا کوئی ترجمہ ایسا دکھا دیں جس میں وسیلہ کے بعد پیر فقیر یا بزرگان دین وغیرہ لکھا ہو۔

وما انت بمسمع من فی القبور والی آیت تو خود بندگان قبور کے خلاف حجت صریحہ ہے اس کی بحث تجلی خاص نمبر میں ص ۱۲۹ و ص ۱۳۰ پر پڑھئے۔ نیز فرقان کے توحید نمبر میں بھی (جو عنقریب شائع ہونے والا ہے) اس کی بحث اور دیگر بدعات کی حقیقت پر گفتگو فرمائیں۔ یہ خوب ہے کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے اس لئے لوگ قبروں پر جا کر مرحوموں کو پکاریں اور حاجتیں پیش کریں۔ ارے اگر سچ مچ ان لوگوں کو یقین ہوتا کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے تو کاہے کو مرحوم بزرگوں سے طلب امداد کرتے۔ قبروں کے آگے جھولیاں پھیلاتا تو خود بتا رہا ہے کہ یہ لوگ اللہ کی قدرت کے خزانے کو ایسی کوٹھری میں سمجھتے ہیں جس کے تالے کی کنجی مرحوم بزرگوں کے پاس ہے۔

اور جب تک یہ بزرگ کنجی اللہ میاں کو نہ دیدیں کوٹھری کھل ہی نہیں سکتی۔

ذرا پوچھئے ان سے اگر اللہ ہر چیز پر قادر ہے تو مرحوم بزرگوں سے طلب حاجت کیسی؟ ــــ اور اگر بفرض محال مرحومین کی سفارش ہی اللہ کی رحمت و بخشش کو متوجہ کر سکتی ہے تو آخر قبروں ہی پر جانے کی کیا ضرورت ہے۔ جب مرحومین کا سننا نہ سنانا قربت اور دوری پر نہیں اللہ کے سنانے نہ سنانے پر منحصر ہوا تو گھر بیٹھے کیوں نہیں مرحومین سے مخاطب ہوتے۔ کیا گھر کے مقابلہ میں قبروں کا فاصلہ اللہ کی قدرت تک کچھ کم ہے؟ کیا اللہ کی قدرت یہاں اپنا کام نہیں کرے گی؟

لئے استادو! مانتے ہیں تمہاری شیشہ گری! خوب کروجو دل میں آئے۔ ابھی وہ دن ذرا دور ہے جب ہر ایک کو آٹے دال کا بھاؤ معلوم ہوگا اور یہ تمہارے اپنے بنائے ہوئے معبود ہی رب کے حضور کہیں گے کہ اے اللہ! ہم نے تو ان سے نہیں کہا تھا کہ ہماری عبادت کرو۔ یہ خود ہی بھٹک گئے۔

(۴) **سود:ــ**

سود بدترین گناہ ہے۔ سود خوار سے رشتہ جوڑنا ملنا جلنا تعلق محبت سب حرام ہے۔ اگر عالم و فاضل لوگ ایسا کریں تو اور بھی قابل نفرین ہیں۔ سود کے بارے میں رسول اللہ نے فرمایا کہ۔ اس میں ستر برائیاں ہیں اور سب سے ہلکی برائی ایسی ہے جیسے کسی نے ماں سے زنا کیا!

(۵) **ذبح:ــ**

ذبح کرنے کے لئے باوضو ہونا ضروری نہیں ہے۔ ذبح کیلئے کا معاوضہ لینا درست ہے، کیونکہ فعل ذبح بجائے خود عبادت مقصودہ نہیں ہے اور اس پر اسی طرح معاوضہ لینا جائز ہے جس طرح نکاح خوانی پر۔

بچھوس قانونی پہلو ہوا۔ رہا یہ امر کہ ایک شخص ذبح کی اجرت لے اور نصف کسی مسجد کے پیش امام کو مستقلاً دیا کرے تو اس کا شریعت سے کوئی تعلق نہیں۔ جس کا جی چاہے اپنا سارا مال پیش امام کو ہبہ کیجئے شریعت کو اس میں اعتراض نہیں ہے۔

(۶) **مختلف:ــ**

تہجد کو بعض علماء مستحب کہتے ہیں اور بعض سنت۔ راجح یہ ہے کہ سنت ہے حضورؐ ۶ بھی پڑھتے تھے۔ ۸ بھی اور ۱۰ بھی۔ زیادہ تر دو دو کر کے پڑھتے تھے اور چار چار بھی پڑھی ہیں۔ کم سے کم دو اور زیادہ سے زیادہ دس رکعات آپ سے منقول ہیں۔ جس کا جی چاہے پڑھے۔ یہ پوچھنا کبھی کی بات ہے کہ تہجد میں زیادہ ثواب ہے یا پنجوقتہ فرائض میں۔ تہجد یا دیگر سنن و نوافل تو فضائل عبادات میں سے ہیں ان کا اجر اگرچہ عظیم ہے، لیکن پنجوقتہ فرائض تو وہ اہم ترین عبادت ہیں کہ ان کا تارک اللہ کے یہاں مردود ہو جاتا ہے۔ ان کی ادائگی ہر مسلمان پر لازم ہے اور تہجد یا دیگر نوافل لازم نہیں ہیں۔ یوں سمجھ لیجئے کہ جو شخص فرائض ادا نہ کرے اس کا تہجد اور ہزار نفلیں سب بیکار ہیں۔ اس کے برخلاف جو شخص تہجد اور نوافل ادا نہیں کرتا لیکن فرائض ادا کرتا ہے اس کے فرائض بے کار نہیں جائیں گے۔

فحش کلامی بہت بری بات ہے۔ مرنے کے بعد ایسا کلام کرنے والے کے منہ سے بدبو اٹھے یا نہ اٹھے اللہ کے حضور جواب دہی کرنی ہوگی۔

سوتیلی والدہ اور سوتیلی اولاد کے درمیان تمام وہی حقوق ہیں جو سگی والدہ اور اولاد کے درمیان ہیں۔

کشائش رزق اور عذاب قبر سے بچنے کے لئے یوں تو متعدد دعائیں منقول ہیں جن کے لئے آپ مکتبہ تجلی سے کتب منگا سکتے ہیں۔ لیکن جیسا کہ حضرت فاروق اعظمؓ کا خیال تھا دعا کے لئے منقول دعاؤں کا اہتمام اتنا قابل لحاظ نہیں ہے جتنا دلی خشوع و خضوع اور توجہ الی اللہ کا۔ دل اگر پوری طرح اللہ کی طرف متوجہ ہو اور وجدان احساس اچھی طرح اللہ کی قدرت کاملہ اور شان ربوبیت میں جذب ہوں تو انشاء اللہ ٹوٹے پھوٹے الفاظ کی دعا بھی مقبول ہوگی۔

سنون اور ادویہ تسبیحات کے لئے حجۃ اللہ البالغہ اور حصن حصین بہت مفید ہیں۔ یا پھر کسی صاحب شریعت مرشد سے فیض حاصل کریں۔ خاکسار اس کا اہل نہیں ہے۔

(۷) **حدیث کی بے ادبی:ــ**

حدیث پڑھتے ہوئے بیڑی سگریٹ پینا یا بیکار کی کرنا بہت بے ادبی ہے۔ جو شخص جان بوجھ کر ایسا کرے گا ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے تمام اعمال حبط کر لیں۔

(۸) **قصر:ــ** آج کل کے میلوں سے تقریباً چالیس میل کے

سفر پر پندرہ دن میں قصر کیا جائے گا بشرطیکہ پندرہ دن سے کم ٹھیرنے کا ارادہ ہو۔ اپنے شہر سے نکلتے پر راستہ ہی میں قصر شروع ہو جائیگا اور جب تک واپس شہر میں داخل ہوگا قصر ہی ہے گا۔ واپسی میں اگر چند روز کسی درمیانی مقام پر ٹھیرا تب بھی قصر کرے گا۔ چالیس میل ایک طرف شمار ہوں گے نہ کہ آمد و رفت ملا کر۔

(۹) امامت :۔

جس شخص کو اس کثرت سے پیشاب آتا ہو کہ ایک وضو سے فرض اور سنت نہ پڑھ سکے۔ بلکہ فرض ادا کر کے پیشاب کرتا ہو اور پھر وضو کر کے سنت پڑھتا ہو تو اسے امام نہ بنانا چاہئے۔ کیونکہ اول تو ایسے مرض میں قطرات ٹپکنے کا امکان غالب ہوتا ہے۔ دوسرے ایسے مریض سے طہارت مطلوبہ کی توقع مشکل ہے۔

جو لوگ شاہ عبدالقادر جیلانی یا کسی بھی مرحوم انسان کو شفیع و مدد گار سمجھتے ہوں اور ان کی یاد حویں یا تیرھویں وغیرہ کرتے ہوں اور شیرینی پر فاتحہ وغیرہ دلاتے ہوں ان کے پیچھے نماز درست نہیں۔ کیونکہ وہ بائیقین بدعتی ہیں اور جمعی کی تکریم سے رسول اللہ نے منع فرمایا ہے۔

میت کے تین دن بعد قبروں پر جانا اور فاتحہ مروجہ کرنا اور ہر سال عرس کرنا اور قبروں پر پھول چڑھانا، مندل ڈالنا وغیرہ سب بدعات قبیحہ و منکرہ ہیں جن کا فاعل خدا و رسول کا نافرمان ہے۔ ایسی امامت سے پرہیز لازم ہے۔

مسجد سے متعلق حجرے میں رہائش اور کھانا پکانا درست ہے خاص مسجد میں کہ جہاں نماز ہوتی ہو رہائش اور کھانا پکانا درست نہیں ہے۔

(۱۰) حرام کاری :۔

سگی ساس سے نکاح کرنے والا حرام کار ہے۔ اسے فاسق و فاجر سمجھنا چاہئے اور ایک مسلمان کو اس سے ہر طرح کا معاشرتی تعلق قطع کر لینا چاہئے۔ قنوت میں آپ روز پڑھتے ہیں وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ يَّفْجُرُكَ ـــ ہاں بعد مرگ اسے یا اس کی ساس کو مسلمانوں ہی کے قبرستان میں دفن کرنا چاہئے۔ کیونکہ بہرحال اس پر حکم کفر کا اطلاق نہیں ہوتا۔

(۱۱) مصافحہ :۔ عامہ مجامعے خود ان کو اب چیز نہیں

لیکن جن لوگوں نے ہر یا بعض فرض نمازوں کے بعد مصافحہ کرنے کو ضروری ٹھیرا لیا ہے یا عملی پابندی سے اسے ضروری ہی قرار دے رہے ہیں وہ غلطی پر ہیں۔ شارع نے جن امور کو جس درجہ میں رکھا ہے ہمیں بھی اسی درجہ میں رکھنا چاہئے۔ جب رسول اللہ اور صحابہ بعد نماز مصافحوں کے پابند نہ تھے تو ہم غلاموں کو کیا حق پہنچتا ہے کہ اسے ضروری ٹھیرائیں۔

(۱۲) دعا بعد الاقامت :۔

شوافع اگر بعد اقامت دعا مانگتے ہیں اور پھر امام کچھ خاص کلمات پڑھتا ہے تو اس پر ہمیں کچھ اعتراض نہیں۔ ہمارے امام صاحب کی تحقیق یہ ہے کہ ایسا کرنا احادیث صحیحہ سے ثابت نہیں۔ ہم بسبب نااہلی کے امام صاحب کے پیرو ہیں اور جہاں تک ہم نے تحقیق کی ہے امام صاحب کے مسلک کو شریعت کے بالکل موافق پایا ہے۔ اب جو لوگ امام شافعی کے پیرو ہیں انھیں اپنے امام ہی کی پیروی کرنی چاہئے اور یہ فقہی اختلافات لڑنے جھگڑنے کے لئے نہیں ہیں نہ ان کی حیثیت بدعت کی ہے۔

میں سمجھتا ہوں اگر کوئی حنفی شوافع کی مسجد میں موجود ہوتے ہوئے اقامت کے بعد کی دعا میں شریک ہو جائے تو کوئی گناہ لازم نہ آئے گا۔ ہاں مستقلاً ایسا نہ کرنا چاہئے۔ نیز شوافع کو بھی چاہئے کہ اپنی جماعت میں موجود احناف کو اپنے کسی طرز عمل سے ایسے امور پر مجبور نہ کریں بلکہ انھیں بھی ایسے ہی تابع شریعت سمجھیں جیسے خود کو سمجھ رہے ہیں۔ فتنہ اور شر تبھی پیدا ہوتا ہے جب ایک امام کا پیرو دوسرے امام کے پیرو کو حقیر و ذلیل سمجھنا شروع کر دیتا ہے حالانکہ چاروں ہی امام برگزیدہ تھے اور چاروں ہی کے مقلدین عزت و تکریم کے لائق ہیں۔

میں ہر مسلمان بھائی سے عاجزانہ التماس کروں گا کہ محترمی دین کے معاملہ میں نفسانیت اور خود پسندی سے بچو۔ جن چار اماموں کی پیروی عام طور پر کی جاتی ہے ان کی سوانح کا اگر مطالعہ کرو گے تو معلوم ہوگا کہ وہ ایک دوسرے کی کتنی عزت کرتے تھے اور اجتہادی و تفقہ کے باہمی اختلافات کو کس شرافت و دیانت کے ساتھ مخالفت و مجادلت کی ناپاکیوں سے بچائے رکھتے تھے۔ وہ نہ کسی فقہی معاملہ میں ایک دوسرے کو ذلیل سمجھتے نہ مذاق اڑاتے نہ لڑتے نہ گمراہی کے فتوے جڑتے ایسے ہی ہم مقلدین کو بھی اپنا اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کر کے دنیوی و دینی ترقی کا راستہ نکالنا چاہئے۔

(۱۳) سپراویڈنٹ فنڈ :۔ پراویڈنٹ فنڈ میں سود

دیتی ہے میرے ناقص علم کی حد تک تو وہ جائز نہیں ہے، باقی زیادہ مفصل بات مولانا مودودی سے معلوم کی جا سکتی ہے۔ میرا فیصلہ اس باب میں کچھ زیادہ قابلِ اعتماد نہیں ہے۔

(۱۴) جہالت:—

جس طرح عبادات ضروری ہیں اسی طرح بیوی بچوں کی پرورش بھی ضروری ہے۔ جو شخص بیوی بچوں کے نان نفقہ سے بے پروا ہو کر دن رات عبادات و تلاوت میں لگا رہتا ہے اور سمجھتا ہے کہ خدا رسیدہ ہو جائے گا وہ پرلے سرے کا جاہل ہے۔ اللہ تو کسی کی عبادت کا محتاج نہیں۔ اس لئے ہو سکتا ہے وہ بعض تارکینِ عبادت کو بھی کسی حد تک معافی دیدے۔ لیکن بیوی بچے تو نان نفقہ کے محتاج ہیں اور اس احتیاج کو پورا کرنے کی ذمہ داری اللہ نے مرد پر ڈالی ہے اگر وہ اس ذمہ داری کو نبھانے کی سعی نہیں کرتا تو یقیناً سخت نافرمانی کرتا ہے اور تعجب نہیں کہ اس کی بے پروائی کے نتیجے میں بیوی بچوں کو پیش آنے والا ایک ہی فاقہ اس کے سارے اعمال حبط کرا دے اور اللہ کا غصہ اسے یومِ قیامت میں کہیں کا نہ رکھے۔

(۱۵) فقہی جزئیات:—

جو اہلِ حدیث یہ کہیں کہ امام ابوحنیفہؒ کو احادیث کا علم نہیں تھا یا یہ کہ ان کی آراء اکثر قرآن و سنت سے بے نیاز ہوتی ہیں وہ اہلِ حدیث نہیں "اہلِ جہالت" ہیں۔

وتروں کے درمیانی قعدہ کی دلیل یا قنوت قبل رکوع کا ثبوت یا رفع یدین بوقت قنوت کی شہادت پیش کرنے کے بجائے میں مذکورہ قسم کے اہلِ جہالت سے ایک سوال کرتا ہوں اور وہ یہ کہ بتلایئے آپ کے نزدیک مانچسٹر کوئی جگہ ہے کہ نہیں؟ — اگر ہے اور ضرور ہے تو کیا آپ ایک بھی ایسا سلسلۂ روایت پیش کر سکتے ہیں جس سے پورا اطمینان ہو سکے کہ مانچسٹر کے وجود کا علم آپ کو ثقہ راویوں سے ہوا ہے؟

میرا دعویٰ ہے کہ کوئی بھی شخص اُن تمام مقامات کے لئے جنکے وجود کا اُسے کامل یقین ہے ایسے سلسلہ ہائے روایت ہرگز پیش نہیں کر سکتا جو ان مقامات کی موجودگی پر محدثین جیسا معیارِ ثقاہت رکھتے ہوں۔ تب یہ کیا طریقہ ہے کہ جن افعال و اعمال پر تمام امت کا تعامل اور اجماع اور اتفاق معلوم و مشہور ہے ان کے لئے بھی "اہلِ جہالت" آئے دن قرآن و سنت کی شہادتیں مانگتے رہتے ہیں — اور کن سے مانگتے ہیں؟ اُن لوگوں سے جن کے متعلق جانتے ہیں کہ یہ بیچارے قرآن و سنت کا کافی علم نہیں رکھتے اور ہمارے پرچانے میں آسانی سے آجائیں گے۔

برادرانِ اسلام یہ نہ سمجھیں کہ واقعۃً مذکورہ مسائل کیلئے قرآن و سنت کے دلائل نہیں ہیں اور ساری اُمت آج تک ان پر محض تفریحاً عامل ہے۔ نہیں ایسا تو ایک بھی اجماعی عمل نہیں جس پر قرآن و سنت کی گواہی نہ ہو، لیکن کوئی آخر کیوں اور کیسے ہر معاند و مخاصم سے دو بدو ہو۔

میں فقہی جزئیات کے مباحثوں سے حتی الوسع بچتا ہوں اور ہر امام کے پیرو — حتی کہ سچے اہلِ حدیث کو بھی جو کسی امام کے پیرو نہیں برحق سمجھتا ہوں، لیکن ہر طرف سے مجھ سے اصرار کیا جا رہا ہے کہ اختلافی مسائل میں امام ابوحنیفہ کے مسلک کی مدلل توضیحات تجلی میں دیا کروں۔ لہٰذا میں نے ارادہ کیا ہے کہ جب بھی مجھے میرے موجودہ قلمی جہاد سے فرصت ملی اور اللہ نے مجھے توفیق بخشی انشاء اللہ ایجابی انداز میں اس کام کو انجام دینے کی سعی کروں گا جس سے منشاء دیگر ائمہ کے مقلدین کی تقلیل و تنقیص نہ ہوگا بلکہ ترجیح الراجح اور وضاعِ جراحت مقصود ہوگا۔ وباللہ التوفیق وھو المستعان۔

حصن حصین مترجم (عربی مع اردو)

رسول اللہؐ کی صحیح احادیث سے ثابت دعاؤں کا عدیم النظیر مجموعہ

مؤلفہ:— علامہ محمد ابن جزریؒ۔ مترجمہ:— مولانا محمد عبدالعلیم ندوی

یہ کتاب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جلوت و خلوت کی مناجات کا سب سے صحیح ترین و جامع مجموعہ ہے۔ ہر موقع و محل کی مناسبت سے جامع کلمات اسمیں مرتب ہیں۔ ایک عرصہ سے جملہ اطرافِ عالمِ اسلام میں اذکار و ادعیہ کا یہ مجموعہ خاص و عام میں مقبول اور ہر طبقہ کا معمول ہے اسکی منازل ایام پر منقسم ہیں تاکہ ورد میں بھی سہولت رہے۔ عربی متن کے ساتھ ترجمہ اور پھر تشریحی فوائد نہایت دیدہ زیب صورت میں شائع کئے گئے ہیں۔ قیمت مجلد ساڑھے آٹھ روپے۔

مکتبہ تجلی دیوبند (یو۔پی)

فاران کا عظیم الشان

توحید نمبر

● شرک و بدعت کے بتکدوں میں "نعرۂ توحید" کی گونج ● عجمی صنم کدوں میں دین خالص کا غلغلہ ● ایک ایک مقالہ ایمان افروز
● علم و تحقیق کی وہ راہیں جو صراط مستقیم سے جا کر ملتی ہیں ● اردو ادب میں ایک انقلابی اقدام اور مثالی نمونہ۔

مندرجہ ذیل علماء اور ارباب فکر کے مقالے وصول ہو چکے ہیں —— ● مولانا ابو الاعلیٰ مودودی ● مولانا مفتی محمد شفیع۔
● مولانا ظفر احمد عثمانی ● مولانا قاری محمد طیب ● مولانا امین احسن اصلاحی ● مولانا ابو الحسن علی ندوی ● مولانا محمد اسمٰعیل (گوجرانوالہ)
● مولانا عبد القدوس ہاشمی ● مولانا عامر عثمانی (مدیر تجلی) ● مولانا محمد اسحاق سندیلوی ● مولانا محمد اویس ندوی ● مولانا محمد
مجیب اللہ ندوی ● مولانا ابو محمد امام الدین رام نگری ● محترمہ عطیہ خلیل عرب۔

عرب کے سب سے بڑے انشاء پرداز علامہ بشیر ابراہیمی (الجزائری) اپنی علالت کے باوجود "توحید نمبر" کے لیے مقالہ تحریر فرما رہے ہیں، شعراء کرام کے نادر منظومات کے علاوہ ماہر القادری "مدیر فاران" کا "نقش اول" بھی اس موضوع پر "نقش دوام" ہوگا — ضخامت تین سو صفحات، سرورق رنگین و دلکش، قیمت تین روپے (آٹھ آنے محصولڈاک رجسٹری) مستقل خریداروں کو سالانہ چندہ (چھ روپے آٹھ آنے) میں "توحید نمبر" دیا جائے گا۔
بھارت کے خریدار صاحبان۔ دفتر "الحسنات" رامپور یو۔پی کو زرہ چندہ بھیجکر خریدار بن سکتے ہیں اور "توحید نمبر" حاصل فرما سکتے ہیں۔

ماہنامہ فاران کیمبل اسٹریٹ کراچی (پاکستان)

تسکین و آرام کے لیے!

● جب سر پھٹ رہا ہو اور ایسا محسوس ہو جیسے کوئی سر میں میخیں ٹھوک رہا ہے۔ تو ہمدرد بام استعمال کیجیے۔ یہ سر درد۔ جوڑوں کے درد۔ اعصابی تھکن ورم اور سوزش کو دور کرتا ہے اور فوراً تسکین پہنچاتا ہے۔

ناگہانی ضرورت کے لیے ہمیشہ گھر میں رکھیے۔

درد کو جڑ سے دور کرتا ہے

ہمدرد بام

Hamdard
DAWAKHANA (TRUST) DELHI

ایک ٹریکٹ کا جواب

تجلی کے ایک خریدار نے مہلو پوسٹ کتبال ضلع اٹک سے ایک ٹریکٹ بھیجا ہے جس کا عنوان ہے "خدا ایک ہی ہے" اور اس کے نیچے قل ھو اللہ احد تحریر ہے، چھپائی بلاک کی ہے، عیسائی مبلغین کی طرف سے شائع کیا گیا ہے، ہمیں بھیجنے والے نے یہ لکھکر بھیجا ہے کہ

"ہمارے علاقہ میں یہ ٹریکٹ عام بانٹے جا رہے ہیں، اس کا جواب تحریر کر کے ارسال فرمایا جائے کہ ہم طبع کرا کے گاؤں اور شہروں میں بانٹ دیں تاکہ کوئی عیسائیوں کے فریب میں نہ آجائے۔"

مناسب یہ تھا کہ ہم پورا ٹریکٹ شائع کر کے جواب لکھتے لیکن لاحاصل طول سے بچنے کے لیے ہم صرف ضروری جواب پر اکتفا کرتے ہیں۔ لاحاصل اس لیے کہ اسمیں فضول قسم کی عبارت آرائی کے سوا علمی و عقلی دلائل برائے نام ہی ہیں اور ان کا جواب حاضر ہے۔

شروع میں فرمایا گیا ہے کہ وحدت خداوندی کو اسلام ہی کا مسئلہ کہنا اور اپنے ہی اعتقاد کو مسلمانوں کا لاثانی و بے نظیر سمجھنا مبالغہ اور تجاوز ہے، یہود و نصاریٰ بھی توحید کے پرستار ہیں اور اس کے ثبوت میں توریت و زبور اور انجیل سے کچھ اقتباسات پیش کئے گئے ہیں۔

میں عرض کرتا ہوں کہ اول تو ان آسمانی کتابوں کے بارے میں خود ان کے ماننے والے بھی اس پر متفق نہیں ہیں کہ یہ تحریف اور رد و بدل سے پاک ہیں۔ نیز ان میں سے ایک کی بھی تدوین اس طرح نہیں ہوئی ہے کہ اسمیں درج شدہ الفاظ اور متن کو بعینہ اللہ کے الفاظ یا پیغمبر کے من و عن ارشادات ماننے کا امکان موجود ہو، نہ تمام دنیا مل کر کوئی ایسا مضبوط ثبوت لا سکتی ہے کہ جس سے کوئی بھی انصاف پسند آدمی ان کتابوں میں درج شدہ الفاظ کو جوں کا توں وحی مان لے۔ نہ ان کے ماننے والے ایک بھی سلسلۂ رُوات ایسا پیش کر سکتے ہیں جس سے یہ اطمینان ہو سکے کہ ان کتابوں میں درج شدہ تمام عبارات کی نسبت ان پیغمبروں کی طرف درست ہے جن پر یہ نازل ہوئی تھیں، یہ تو دور کی بات ہے، یہود و نصاریٰ تو یہ بھی دلیل کے ساتھ نہیں بتا سکتے کہ حضرت موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام پر وحی کس انداز کس شکل اور کس کیفیت سے نازل ہوا کرتی تھی۔

تب ایسی کتابوں سے اقتباسات پیش کرنا کیا فائدہ دے سکتا ہے۔

دوسرے میں پوچھتا ہوں "توحید" سے آپ کا کیا مطلب ہے؟ جس توحید کا اسلام قائل ہے اور آپ خود کو بھی جس کا قائل ظاہر کر رہے ہیں اس کا مفہوم و مطلب کیا ہے؟ اگر یہ کوئی ایسا ہی لفظ ہے جیسے آجکل جمہوریت، امن، انصاف اور رواداری وغیرہ الفاظ ہیں کہ الفاظ اور پروپیگنڈے کے بازیگر انھیں جس مفہوم پر چاہے فٹ کر دیتے ہیں اور عموماً دو متضاد باتوں اور کاموں پر بلا تکلف ان کا اطلاق کر لیا جاتا ہے، تب تو بے شک یہود و نصاریٰ بھی توحید پرست ہیں اور دنیا کا ہر شخص کفر و شرک بلکہ الحاد خالص کے باوجود دعوۂ توحید پرستی کر سکتا ہے کون ہے جو کسی کی زبان پکڑے۔

لیکن اگر واقعی آپ "توحید" کے الفاظ کو اس کے صحیح معنی اور اسپرٹ میں لیتے ہیں تب آپ کا دعوۂ توحید پرستی قطعاً غلط ٹھہرتا ہے جبکہ آپ اپنی مقدس کتابوں سے اس طرح کی عبارتیں نقل

فرماتے ہیں :-

"خدا ایک ہے اور خدا اور انسان کے بیچ میں درمیانی بھی ایک ہے۔"

یا — "مسیح یسوع نے اپنے آپ کو سب کے فدیہ میں دیا۔"

یا — "خدا یسوع مسیح میں ہو کر تمام جہان کو اپنے آپ سے ملاتا ہے اور صرف یسوع مسیح کی صلیب کے وسیلہ سے ہی گنہگار انسان خدائے پاک تک رسائی حاصل کر سکتا ہے۔"

یہ سب بداہتہً توحید کی ضد ہے۔ آپ نے اپنے ٹریکٹ میں ابتداءً بڑی معصومیت سے اپنے آپ کو توحید کا قائل اور کثرت آلہ سے متنفر تحریر فرمایا لیکن فوراً ہی گریز کی لطیف راہ یوں اختیار کی

"تاہم اس مقام پر ایک سوال نہایت واجب اور قابل ذکر ہے اور وہ یہ ہے کہ خدا کی خشک توحید اور بیگانہ وار بزرگی سے جس کے لحاظ سے خدا ہمیشہ کے لئے ایک سنسان تنہائی میں موجود ہے۔ بنی آدم کو کیا حاصل ہوتا ہے؟"

خالی الفاظ ہی اگر کافی ہو سکتے ہیں تو بے شک آپ نے اللہ جل شانہٗ کی "وحدت" کو ایک سنسان ویران اور وحشت انگیز خشکی سے تعبیر کر کے مسیح علیہ السلام کو آنہ بنانے اور خدا کی تنہائی دور کرنے کا اچھا ادبی سلیقہ اختیار فرمایا ہے لیکن افسوس کہ معانی سے خالی الفاظ حقائق کے اثبات میں کافی نہیں ہو سکتے اور آپ اگر واقعی انھیں کافی سمجھتے ہیں تو پھر آپ کا عقیدہ ضرور یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نعوذ باللہ کسی دور افتادہ ویران کونے میں تنہا پڑا ہے اور لازمی ہے کہ اس کی تنہائی اور ویرانی دور کرنے کے لئے مسیح علیہ السلام کو اس کا شریک اور ہم جلیس بنایا جائے۔ اگر ایسا ہے تو میں کہوں گا کہ ایسی زبردست خشکی و ویرانی کو دور کرنے کے لئے صرف ایک مسیح کیا کافی ہوں گے۔ ہزار دو ہزار شرکاء محفل تو ہونے چاہئیں۔

اور اگر یہ عقیدہ نہیں ہے بلکہ مسلمانوں کی طرح اللہ کو لامحدود اور ہر جگہ ہر وقت موجود مانتے ہیں تو پھر سمجھ میں نہیں آتا کہ اتنی بڑی ہنگامہ خیز کائنات میں اس کی توحید خشک اور سنسان کیسے ہو گئی؟۔

آپ سے کچھ مزید کہنا تو غالباً بیکار ہوگا۔ میں اب اپنے مسلمان بھائیوں سے چند الفاظ عرض کروں گا۔

اے برادران اسلام! آپ کو معلوم ہے کہ توریت زبور اور انجیل کو ہمارا قرآن آسمانی کتابیں کہتا ہے لیکن ساتھ ہی یہ بھی بتاتا ہے کہ انھیں نفس کے بندوں نے اپنی خواہشات کے مطابق بدل ڈالا اور اب ہرگز ان پر پورا بھروسہ نہیں کیا جا سکتا۔ اسی طرح ہمارا قرآن حضرت داؤد، حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام کو نہ صرف نبی کہتا ہے بلکہ ان کی نبوت پر ایمان رکھنے کو بھی مسلمانوں کے لئے لازم ٹھیراتا ہے۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی بتاتا ہے کہ ان انبیاء کے ذریعہ نازل کئے گئے احکامات دائمی اور ابدی نہ تھے صرف ان کے زمانوں اور محدود مقامات ارضی اور منتخب قوموں کے لئے تھے آخر کار اللہ نے ایک آخری نبی بھیجا جسے قرآن نام کی وہ کتاب دی جو قیامت تک کے لئے تمام عالم انسانی پر حجت ہے۔ اس کتاب کی حفاظت کا وعدہ فرمایا اور اس کی عملی تفسیر بھی آخری نبی کے ذریعہ کرا دی، یہی کتاب آج ہمارے پاس ہے اور دنیا کے تمام انصاف پسند عقلاء۔ خواہ وہ مومن ہوں یا کافر۔ یہ تسلیم کرتے ہیں کہ بیشک یہ کتاب وہی ہے جو محمد عربی پر نازل ہوئی تھی اور اس کا ایک حرف بھی نہیں بدلا۔

تب بتائیے۔ عقلی و نقلی ہر لحاظ سے قرآن ہی معتبر ہوگا یا پچھلی وہ کتابیں جو نہ تو اپنی اصلی شکل میں موجود ہیں نہ انھیں اللہ نے ہمارے لئے نازل کیا تھا۔ نہ انھیں انسانوں کی پوری زندگی اور تمدن و معاشرت کے پورے پھیلاؤ کے لئے کوئی مبسوط نظام فکر و عمل موجود ہے؟۔

توحید اپنے مفہوم کے اعتبار سے نام ہے اس یقین کا کہ تمام وہ قوتیں جن کا تصور ذہن انسانی کر سکتا ہے۔ ایک اور صرف ایک ذات میں محدود ہیں جو خود لامحدود اور بیکراں ہے۔ ہر انسان خواہ وہ کتنا ہی بزرگ اور صاحب اقتدار و عظمت ہو۔ حتیٰ کہ تمام انبیاء اور سید الانبیاء حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ذاتی طور پر نہ تو کسی بھی حیثیت سے خدائی اختیارات میں شریک ہیں نہ مستقل بالذات کوئی قدرت و قوت رکھتے ہیں۔ وہ صنف اور احتیاج اور ناطاقتی کے لحاظ سے بالکل ہماری طرح ایک بشر ہیں جنھیں اللہ مالک الملک جل جلالہٗ نے اپنی حکمت و رحمت کے تحت ہم سے کچھ سوا اور ممتاز خصوصیتیں

عظمتیں اور رفعتیں عطا فرما دی ہیں۔ کچھ معجزے دیئے ہیں، کچھ اقتدار بخشا ہے۔ یہی باعث ہے کہ اللہ نے اکثر جگہ محمدؐ عبدہٗ ورسولہ کہا۔ یعنی ان کے بندے ہونے کی خصوصیت کو رسالت پر مقدم رکھا اور قرآن میں نہ صرف خود انہیں بشر کہا بلکہ ان کی زبان سے بھی (انما انا بشر مثلکم) کہلوایا۔ "بشر" کا لفظ بجائے خود یہ سمجھانے کے لیے کافی تھا کہ محمدؐ حقیقت کے اعتبار سے اسی طرح اللہ کے مخلوق ہیں جس طرح دوسرے انسان۔ مگر "مثلکم" (یعنی تمہاری طرح) کا اضافہ مزید تصدیق و تشریح کے لیے کیا گیا تاکہ ان کی الوہیت اور ماقوق البشریت کا وہم بھی دل و دماغ میں پیدا ہونے نہ پائے۔ اسی کا نام ہے "توحید"

اور اس کی مزید تشریح جس کا جی چاہے فاران کراچی کے توحید نمبر ۱۹۵۵ء میں میرے ایک مفصل مضمون میں دیکھے۔

عیسائی حضرات ایک طرف توحید کے بھی مدعی ہیں اور دوسری طرف حضرت عیسیٰ کو ابن اللہ اور عین آنہ بھی مانتے ہیں، یہ توحید ایسی ہے جیسے روس کی جمہوریت۔

ہم نہیں سمجھتے کہ کوئی صاحب عقل و ہوش مسلمان اسلام کی حقیقت کو ایک بار سمجھ لینے کے بعد بھی کوئی اور مذہب قبول کر سکتا ہے۔ ہاں جو لوگ صرف نسلی مسلمان ہیں اور اسلام کا علم نہیں رکھتے وہ عیسائیت تو کیا کیمونزم اور بدھ ازم بھی قبول کر سکتے ہیں۔ (دعا مرغانی)

ماہنامہ "تعمیر انسانیت" لاہور

کا

دوسرا شاندار رسالنامہ

زیر ادارت کوثر نیازی

یکم مئی ۱۹۵۷ء کو منظر عام پر آ رہا ہے

صفحات ۲۰۰ قیمت دو روپے

مستقل خریدار بن جانے والوں سے یہ قیمت علیحدہ نہیں لی جائے گی۔

زر سالانہ چھ روپے ۶/-

ٹائٹل پر ایک تین رنگی تصویر ہوگی

بھارتی حضرات مکتبہ جماعت اسلامی رتن باغ لاہور کے نام بھیجیں

ایجنٹ حضرات اپنی مطلوبہ تعداد سے ہمیں مطلع کریں۔

دفتر ماہنامہ تعمیر انسانیت مزنگ روڈ لاہور

چند لکھنے والے

• مولانا ابوالاعلیٰ مودودی • امین احسن اصلاحی • ماہر القادری
• نسیم حجازی • نجم صدیقی • جیلانی بی اے
• احسان دانش • [illegible] • ابو صالح اصلاحی
• ابن انشاء • کوثر نیازی • شمیم جاوید
• [illegible] • فروغ احمد • محمود ابت کامل
• عبدالرحمان [illegible] • ماہی کرمانی • اسعد گیلانی
• [illegible] • نظر زیدی • پیام شاہجہان پوری

گلہائے رنگا رنگ

انتخاب از حافظ دہامپوری

پوچھو نہ ہمنشینوں مجھ سے مرا فسانہ جلتا رہا نشیمن دیکھا کیا زمانہ

جو ناگوار تھا اہل جہاں کی فطرت کو
مری زباں پہ وہی بات آئی جاتی ہے

میں ہوں وہ نقش جسکو مٹایا ہے دہر نے
دنیا ہے میرے خون کی تہمت لیے ہوئے

آپ نے اچھا کیا جو کچھ کیا میں کیا کہوں
فیصلہ دنیا کرے گی کون دنیا ساز ہے

(ماہر القادری)

وہی ہے راہرو جادۂ وفا اے دوست
جسے بفیضِ محبت ترے ستم نہ کھلے

مآلِ جذب جنوں جو بھی ہو خدا کے سپرد
ہجومِ شوق میں تیغوں پہ رکھ دیئے ہیں گلے

(عامر عثمانی)

ہے سبزہ پژمردہ، میں ہوں آزردہ، آشیاں ہے شرار خوردہ
کلی فسردہ ہے، پھول مردہ، چمن میں کوئی نہال بھی ہے؟

اے خس پوش دنیا میں کہاں پھینکوں کہاں رکھوں
لیے پھرتا ہوں پہلو میں اک آتش خانہ برسوں سے

بحرِ غم تا کمر آیا بھی تو کیا خاک آیا
آبرو ہے اسی پانی کی جو سر سے گذرے

(سیماب اکبرآبادی)

ہوس کو آگیا ہے گل کھلانا
ذرا اے زندگی دامن بچانا
انھیں مسند نشینِ دل بنا کر
مبارک دو جہاں کو بھول جانا

(روش صدیقی)

گلاب چاک گریباں ہے لالہ تفتہ جگر
چنار آگ میں غم کی جلائے جاتے ہیں
کہاں کے سرو و صنوبر، کہاں گلاب و حسن
ابھی زقوم و مغیلاں اُگائے جاتے ہیں
روش روش پہ بسیرا لیے ہیں زاغ و زغن
قفس میں قمری و بلبل بٹھائے جاتے ہیں

(ابوالوف حجازی)

اک دشتِ ہولناک ہے اور میں غریب ہوں
رہبر کو یاد جادۂ منزل نہیں رہا

(بیباک شاہجہانپوری)

مسجد سے میخانے تک

از: ملا ابن العرب مکی

تاریخ نوشت ۷ر اپریل ۵۷ء۔

۲۴ر مارچ کے الجمعیۃ کی ایک خبر ہے:۔

"اجمیر (ڈاک سے) چونکہ افضل المخلوقات سرور کائنات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تاریخ ولادت شریف سال شمسی کے مطابق ۲۰ر اپریل ۵۷ء ہے اس لئے اراکین محی الدفاف یعنی گدڑی شاہی کمیٹی نے حسب تحریک الحاج ..... محمد خادم حسن شاہ صاحب یعنی گدڑی شاہی مدظلہ العالی تاریخ ۲۰ر اپریل سالانہ جشن یوم النبی منانا طے کیا ہے۔ صاحبان ذوق سے استدعا ہے کہ بتعین اوقات ذیل شامل ہو کر مشکور فرمائیں۔ جلسہ سیرت بعد نماز ظہر بمقام درگاہ شریف منعقد ہوگا۔"

جھوٹے دین و شریعت کے موجد اور درگاہوں کے خداوندو! آخر امریکہ و یورپ اور روس و چین میں دن رات نئی نئی ایجادیں کرتے رہتے ہیں تو تم کیوں نہ اپنی مملکت روحانی میں ایجادات کا کارِ اہم انجام دیتے رہو۔ میں سمجھتا ہوں شمسی سال کے بعد قمری اور سمبت کا بھی نمبر آنا چاہئے۔ بلکہ تحقیق کرو تو بہت سے اور حسابی سال بھی مل جائیں گے اور بہ آسانی تمہیں سال میں دس بارہ مرتبہ تاریخ ولادت منانے کا موقع نصیب ہو جائے گا۔

رنج اہل درگاہ پر نہیں کہ اُن کی تو دکانداری ہی بدعت و ایجاد پر ہے اور رنج عوام کا بھی نہیں کہ اُن کی اکثریت جاہل اور دین سے بے بہرہ ہے۔ لیکن رنج اُن علمائے کرام و مشائخ عظام پر ہے جو "الجمعیۃ" نکالتے ہیں اور نہیں سوچتے کہ اپنے اخبار میں اس طرح کی خبریں شائع کر کے وہ بدعت و جاہلیت کی ہمت افزائی اور اشاعت تبلیغ کے مجرم بن رہے ہیں۔ معمموں اور تصویروں کے اشتہارات میں تو یہ بھی عذر تھا کہ پیسے ملتے ہیں، لیکن مذکورہ خبر کے بھی کیا پیسے ملے ہیں؟

جن پہ تکیہ تھا وہی پتے ہوا دینے لگے

غور کرنے کی ضرورت ہے کہ آخر ڈاکٹر اقبال نے یہ شعر کن لوگوں کے لئے کہا تھا:۔

یہی شیخ حرم ہے جو چرا کر بیچ کھاتا ہے
گلیم بوذر و دلق اویس و چادر زہرا

۸ر اپریل ۵۷ء:۔ عشری سکوں سے متعلق ایک خصوصی مضمون میں صاحب مضمون جناب پیتامبر پنت لکھتے ہیں:۔

..... "نئے سکوں کی بدولت پیسے کی عظمت بحال ہو گئی ہے اور اس کی اہمیت میں اضافہ ہوا ہے، سکوں کے نظام کی یہ اصلاح کئی دوسری باتوں کی بھی مظہر ہے کیونکہ یہ ترقی پسند جمہوریت کے کئی مشہور نعروں پر مبنی ہے۔ مثلاً ایک نعرہ ہے کہ "زمین کاشتکار کی ملکیت ہونی چاہئے" اسے سکوں کی اصلاح میں یوں شامل کیا گیا ہے کہ نئے پیسے کو جو سب سے چھوٹا سکہ ہے بنیادی اہمیت عطا کی گئی ہے۔ اس طرح حساب کتاب میں پیسے کو روپے کے ساتھ ساتھ مناسب اہمیت حاصل ہو گئی ہے۔"

فرمائیے کیا سمجھے؟ ــــ جہاں تک مجھ نادان ملا کی عقل کا سوال ہے تو اس نے تو سمجھنے سے صاف انکار کر دیا ہے۔ اور میرا خیال ہے کہ بقراط و ارسطو بھی اگر قبروں سے اُٹھ آئیں تو سمجھنے سے صاف انکار کر دیں گے آپ ہی بتائیے کہ روپے میں چونسٹھ کے بجائے سو پیسے ہو جانے سے پیسے کی

پیسے کی قدر و قیمت بڑھی ہے یا گھٹی ہے؟ سیدھی سی بات تھی کہ فاضل مضمون نگار مشرقی ساکی مع وشنا میں حساب کی آسانی کا حوالہ دے کر بات ختم کر دیتے اور جمہوریت کے بے سر و پا نعروں کی ٹانگ توڑ کر بات کا بتنگڑ نہ بناتے۔ لیکن حکومت کے سرکاری نامہ کو جب تک خوشنما الفاظ اور شاندار حواشی سے سجایا نہ جائے درباری ذہنوں کو چین کہاں ملتا ہے۔

۹ر اپریل ۱۹۵۷ء — ۲۱ر مارچ ۱۹۵۷ء کو کراچی کے جہانگیر پارک میں تقریر کرتے ہوئے وزیر اعظم پاکستان مسٹر سہروردی فرماتے ہیں:۔

"کچھ لوگ ہیں جو ہمارے اندرونی معاملات میں دخل دیتے ہیں۔ ہم ایسے لوگوں سے کہتے ہیں کہ شور مچانے اور رونے دھونے سے!"

گویا مسٹر سہروردی خود بھی بہت با اصول ہیں۔ اور پہلے جتنی وزارتیں پاکستان کی بنا گاہ میں اپنے اپنے سہور کی گھاٹ پر گئیں سب بے حد با اصول تھیں۔ خیر میں نے ہندوستان میں بیٹھ کر تو دوسرا قسم پاکستان کی شان میں کوئی گستاخی نہ کی ہے اور نہ کرنا چاہتا ہوں گا کہ ایسا کرنا بزدلی اور روباہی کی علامت ہے۔ البتہ یہ دعا ضرور کروں گا کہ یہ اللہ! ان ہنسنے والوں کو توفیق دے کہ جو شاندار باتیں یہ سچ مچ ہم میں کہا کریں، خدا نہ کرے کم تر میں تو ذرہ بھر کیا کریں اور کم سے کم جو چاند سے ان پر عمل بھی کر لیا کریں۔ مسٹر سہروردی اگر واقعی ایک قیصری بھی با اصول ہیں تو انھیں کشمیر وغیرہ پر اپنی اور پاکستانی عوام کی توجہات صرف کرنے سے پہلے پاکستان کے اس مرکزی قانون کی طرف توجہ کرنی چاہئے جس کی وفاداری کا انھوں نے حلف اٹھایا ہے اور جس کی رو سے ان کی حکومت کے کئے بندوں پیروں تلے روندے جا رہے ہیں۔

۱۰ر اپریل ۱۹۵۷ء — معاصر ہیشل ہیرلڈ لکھنؤ میں الیکشن میں حصہ لینے والے بچوں کے متعلق ایک شکایت نامہ شائع ہوا ہے جس پر مکتوب نگار رائے زنی کرتے ہیں کہ:۔

"لکھنؤ میں الیکشن کے زمانہ میں بعض شاہدے انتہائی گندے دیکھنے سننے میں آئے چھوٹے چھوٹے بچے ٹولیاں بنا کر بات بات پر انتہائی گندی گالیاں دیتے پھر رہے تھے۔ یہ بلا شبہ والدین کے ذریعہ تعلیم یا گھر کے بچوں کو بھی متاثر کر چکی ہے۔

کوئی بچہ بھی ایسا نہ ملے گا جسے گالیوں سے لبریز نہ سنے اور نعرے ان کی تک بندی کے باعث آسانی یاد ہو گئے ہوں۔ الیکشن ختم ہو چکا، لیکن یہ نعرے برابر سننے میں آتے رہتے ہیں اور بچے ان گالیوں کی مشق برابر کرتے رہتے ہیں۔"

تو اس میں شکایت کی کیا بات ہے؟ واہ یہ کیوں ہے؟ غم کی کون وجہ ہے؟ پہلے یہ ثابت کیجئے کہ گالی بکنا بری چیز ہے، تب بے شک شکایت معقول سمجھی جائے گی۔ لیکن میں تو یہ عرض کرتا ہوں کہ جب سیاسیات کے ہوس انگیز کھیل برے نہیں، تو ان عورتوں کا ناچنا اور ایک ایک عضو کو پوری بے تکلفی سے نمایاں کرنا برا نہیں، لائسنس دار طوائفوں کا وجود برا نہیں، لڑکا لڑکیوں کا اختلاط برا نہیں تو آخر گالی بکنا ہی کیوں برا ہے۔ کسی کو کیا حق ہے کہ بچوں یا بڑوں کے گالی دینے کے شوق پر فریاد کرے۔ کونسی اخلاقی بنیاد ہے جس کے بل پر گالی جیسی بے ضرر چیز کو قابل شکایت ٹھیرایا جا رہا ہے۔

اے بھائی! ترقی پسند بھارتی جمہوریہ میں اخلاق و مذہب ایک قطعی پرائیویٹ معاملہ ہے۔ جس فعل و عمل کو کوئی شخص خلاف اخلاق سمجھے وہ خود اس سے بچ جائے اور اپنی اولاد کو بچائے۔ اخباروں میں شکایت کرنا اور اخلاق و روحانیت کی دہائی دینا پرانے سڑے کی رجعت پسندی ہے، جسے اگر کوئی قابل وکیل چاہے تو جرم قابل ستائش یا نیکی بھی قرار دے سکتا ہے۔

اور لیجئے۔ مکتوب نگار فرماتے ہیں:۔

"بچوں کو الیکشن میں آلۂ کار بنانے کے خلاف کوئی اجتماعی قانون بنایا جائے۔"

ماشاء اللہ۔ گویا ہمارے شاندار ترقی پسند حکمراں بھی ملایا پنڈت ہیں کہ اخلاقی جھگڑوں کے لئے قانون بناتے پھریں۔ بھائی صاحب! ان کا کام ہے مادی ترقی کے منصوبے بنانا، اینٹ اور لوہے کی شاندار عمارتیں تعمیر کرانا، نہریں نکالنا، بند باندھنا، سائنس کو ترقی دینا وغیرہ وغیرہ۔ اخلاقیات کو چولہے میں رکھئے اور چین کی بنسی بجائیے۔

۱۱ر اپریل ۱۹۵۷ء — ابھی چند روز کی ڈائری جو آپ نے پڑھی تو مجھے خود احساس ہے کہ آپ بور ہوئے ہوں گے۔ میں خود اسے لکھ کر نہ صرف بور ہوا ہوں، بلکہ اپنے قلم کی شکستہ پائی پر کافی دیر روتا رہا ہوں

ایڈیٹر تجلی نے تو صاف کہا:۔

"ملا! اب تو تم لکھنے کی بجائے بھاڑ جھونکا کرو۔"

میں نے عرض کیا ۔۔۔ "رمضان میں بھاڑ جھونکنا بھی کافی مشکل ہے روزہ رکھ کر جو شخص سلیقے سے بھاڑ جھونک لے وہ یا تو تیس مار خاں ہے یا پھر اس کا روزہ نہیں ہے!"

بولے ۔۔۔ "بکواس بند۔ اب مجھے تمہاری تنخواہ پر نظر ثانی کرنی پڑے گی۔"

یہ کہہ کر وہ تو نچیت ہو گئے اور میں بدنصیب سخت چکر میں ہوں کہ ایک طرف تو نئے عشری سکوں کے چکر میں تقریباً چار چھ آنے روز کا نقصان بازار میں کر آتا ہوں جس پر بیوی سو میل فی گھنٹہ کی رفتار سے شور مچاتی ہے۔ دوسری طرف روزوں نے دماغ کا وہ سارا گودا چوس لیا ہے جس سے مضامین عالیہ کی ولادت ہوا کرتی تھی؟

چیست یاران طریقت بعد ازاں تدبیر ما؟

---

۱۲ اپریل ۵۷ء:۔ نیویارک کی خبر ہے کہ:۔

"امریکہ کی ۳۰ لاکھ عورتیں شادی کی امید ترک کر سکتی ہیں کیونکہ ملک میں مردوں کی تعداد کافی نہیں ہے۔"

اس پر مجھ نادان ملا نے ایک گریجویٹ دوست سے عرض کیا کہ آپ امریکہ والوں کو اسلام کے چار شادیوں والے قانون کی طرف توجہ دلائیں۔ موصوف نے پینٹ کی کریز درست کرتے ہوئے فرمایا:۔

"شٹ اپ! تم ہمیشہ دقیانوسی باتیں کرتے ہو۔ ارے اس رجعت پسندی کی کیا ضرورت ہے جبکہ شادی بغیر بھی کام چلتا ہے۔"

میں اس پر ایک نہایت مکروہ بات کہنے والا تھا کہ روزے کا خیال آگیا ۔۔۔۔ خیر۔ شرافت سے عرض کیا:۔

"اگر کام چلتا ہے تو آخر امریکہ والوں کو اس چھان بین کی کیا ضرورت تھی؟"

بولے ۔۔۔ "یہ ان کا اعلیٰ تحقیقی مزاج ہے، ورنہ زائد عورتیں بڑی عمدگی سے تہذیبی تعلقات میں کھپ سکتی ہیں اور کھپی ہوئی ہیں!"

"یعنی؟" میں نے حیران ہو کر پوچھا۔

"یہی کہ شادی جس طرح ایک سماجی ضابطہ ہے اسی طرح سکریٹری شپ اور آزاد دوستانہ تعلقات بھی سماجی ضابطے ہیں۔ بلکہ شادی سے کہیں زیادہ ان میں دلکشی اور آزادی اور مہذب پن ہے۔ ایک عورت محض ایک مرد کی مستقل بیوی بن کر چند تکلیف دہ پابندیوں کی اسیر ہو جاتی ہے وہ تکلیف دہ پابندیاں آزاد تہذیبی تعلقات اور کلچرل روابط میں نہیں پائی جاتیں جس کے نتیجہ میں عورت کی خودی اور عزت نفس زیادہ بہتر طور پر محفوظ رہتی ہے۔"

اس شاندار تہذیبی سخن طرازی پر ایک دفعہ کو تو یہ جی چاہا کہ ان کی علمیت اور اپنے جہل پر افیم کھا کے سو رہوں، مگر پھر وہی روزہ آڑے آگیا۔ سنا ہے افیم کھانے سے روزے میں کچھ نقص آجاتا ہے۔ صبر کے ساتھ عرض کیا:۔

"چھوڑیئے اس بحث کو ۔۔۔۔ اگر رات کو غریب خانے پر تشریف لائیں تو کچھ خاص باتیں کرنی ہیں۔"

بولے ۔۔۔ "ہاں ہاں ضرور افطار کے وقت آجاؤں گا۔"

"افطار" میں نے چونک کر کہا ۔۔۔ "آپ تو ان رجعت پسندیوں سے ہمیشہ بلند رہے ہیں۔"

بولے ۔۔۔ "ارے تو کیا بالکل ہی کافر سمجھ لیا ہے۔ سحری میں دودھ جلیبی اور افطار میں کھجور وغیرہ تو میں پابندی سے کھاتا ہوں۔"

خیر۔ افطار پر سرکار تشریف لائے اور حق یہ ہے کہ افطار کا حق ادا کر دیا۔ میں برائے نام افطار کر کے مسجد چلا گیا اور لوٹ کے دیکھتا ہوں تو بھرا دسترخوان صاف ہے۔ مسکرا کے بولے:۔

"یار ملا۔ تم لوگ نعمت کی قدر نہیں کرتے۔ دن بھر بھوکے پیاسے رہ کر افطار تو اچھی طرح کرنا تھا، نماز تو بعد میں بھی ہو جاتی۔"

کھانا اترا۔ ڈٹ کے کھایا گیا۔ فارغ ہو کر بولے:۔

"ہاں اب بتاؤ کیا باتیں کرنی تھیں۔"

میں نے ایک لفافہ انھیں دیتے ہوئے کہا:۔

"کچھ نہیں۔ یہ ایک خط ہے تم اپنی چھوٹی بہن مس ناز کو دیدینا۔"

چونک گئے ۔۔۔ "خط ۔۔۔ ناز کو ۔۔۔ کیا مطلب؟"

میں نے کہا ۔۔۔ "کوئی خاص بات نہیں۔ دوپہر آپ کے حقیقت پسندانہ ارشادات سے میری آنکھیں کھلیں اور سوچا کہ کیوں نہ میں بھی مس ناز سے مہذب کلچرل تعلقات قائم کروں۔ ڈاک سے خط ڈالنے میں خواہ مخواہ پیسے صرف ہوتے اسلئے آپ کو دیدیا ہے۔"

اب تو پارہ سوا سو ڈگری چڑھ گیا۔ منھ میں کف لاتے ہوئے بولے

"کیا ذلیل باتیں کرتے ہو۔ شرم نہیں آتی مجھ سے ہی میری بہن کو خط بھجواتے ہو۔ کیسے کہیں کے۔"

اور خط کھول کر پڑھا جو یہ تھا:۔

مس نا صاحبہ!

یہ خاکسار ملا تجلی کے خشک ماحول سے بیزار ہو کر خواہش کرتا ہے کہ روزانہ تھوڑا سا وقت آپ مجھ غریب کو بھی عنایت کریں سینما وغیرہ کا خرچ میرے ذمہ رہے گا۔ ویسے تو آپ کو اسکول آتے جاتے دیکھ کر میں مدت سے عشق ناہنجار کا شکار ہوں اور نہیں جانتا کہ ہارٹ کیوں ابھی تک فیل نہیں ہوا لیکن تعلق پیدا کرنے کی ہمت نہیں ہوتی تھی۔ اب آپ کے مشفق بھائی نے بتایا ہے کہ ان کے نزدیک لڑکیوں کے آزاد کلچرل روابط بہت پسندیدہ چیز ہیں اور ان سے عورتوں کی خودی اور عزت نفس محفوظ رہتی ہے۔ لہٰذا التماس ہے کہ ملاقات کا مناسب وقت بتایا جائے۔

آپ کی خودی اور عزت نفس کی حفاظت کا طالب

ملا ابن العرب مکی عفی عنہ۔

میرے دوست کا خط والا ہاتھ کانپ رہا تھا اور چہرے پر غیض و غضب کے ساتھ جھینپ اور جھنجلاہٹ بھی نمایاں تھی۔ کانپتی ہوئی آواز میں بولے:۔

"ایسے ذلیل مذاق کی تم سے امید نہ تھی۔۔۔"

میں نے سنجیدگی سے کہا۔۔۔ "مذاق کیسا۔۔۔ میں تو واقعی سنجیدگی کے موڈ میں ہوں۔ آخر دوپہر ہی تو آپ نے امریکن عورتوں کے سلسلہ میں آزاد کلچرل تعلقات کی خوبیاں بیان کی تھیں۔ آپ کی بہن امریکن نہ سہی عورت ہونے میں تو امریکن عورتوں ہی جیسی ہیں۔ کیا انکی خودی اور عزت نفس آپ کو عزیز نہیں۔۔۔؟"

بھنا کے بولے۔۔۔ "اوہ ڈیم فول۔ منکی ڈنکی!"۔۔۔ اور بھاگے چلے گئے۔

---

۱۳ اپریل ۵۷ء:۔ صوفی تاشقند میاں ہفت ہزاری ردِ مودودیت کے بڑے مجاہد تھے۔ ان کا دعویٰ تھا کہ مودودی صاحب نے جتنی کتابیں دس سال میں لکھی ہیں اتنی تو میں ایک سال میں املا کرا سکتا ہوں۔ مریدین سے فرمایا کرتے تھے:۔

"جماعت اسلامی سے جہاد فرض ہے اور جو شخص رامپور میں رہتا ہو اس پر ہجرت واجب ہے کہ وہاں جماعت اسلامی کا مرکز ہونے کے سبب رحمت کے فرشتے نہیں جاتے اور کوئی نیک عمل وہاں رہ کر مقبول نہیں ہوتا کیونکہ نیک اعمال کو اللہ پاک تک رحمت کے فرشتے ہی لے جاتے ہیں۔"

پچھلے سال میں۔۔۔ یعنی ملا مکی سکوتی ٹانڈے کے ایک گاؤں میں گیا۔ صورت یہ ہوئی کہ وہاں کے ایک دیہاتی دوست دیوبند کسی اپنے پیر صاحب کے پاس آئے تو میرے غریب خانے پر بھی ملنے چلے آئے۔ وجہ ملاقات یہ بتائی کہ سنا ہے کہ آپ مکی ہیں سوچا آپ کی زیارت ضرور کروں گا۔ میں نے بتایا کہ بھائی میں بناسپتی مکی ہوں۔ بولے پروا نہیں آج کل تو بناسپتی ہی چلتا ہے۔ میں نے کہا آپ کی خوشی اور ایک رات ٹھیرایا کھانا کھلایا۔ اگلے دن رخصت ہوئے تو معلوم ہوا کہ میرا "اصلی بنگالہ جادو" کا نسخہ اڑا لے گئے ہیں تحقیق سے پتہ چلا کہ اصل میں پہلے ہی کسی نے بتا دیا تھا کہ "اصلی بنگالہ جادو" کا نایاب نسخہ ملا کے پاس ہے اور اسی چکر میں وہ غریب خانے پر تشریف لائے تھے۔

میں یہی اپنا نسخہ حاصل کرنے ان کی تلاش میں سکوتی ٹانڈہ گیا تھا کہ کیا دیکھتا ہوں صوفی تاشقند ایک چوپال میں بیٹھے ہیں اور گرداگرد دیہاتیوں کا مجمع ہے۔ صوفی صاحب مجھے نہیں پہچانتے تھے۔ لوگوں سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ انھوں نے اپنا نام یہاں خواجہ ہزار چشم اللہ والے بتایا ہے اور نہ صرف انسانوں کے ہر مرض اور ہر مراد کا تعویذ دیتے ہیں، بلکہ بیلوں تک کا علاج تعویذ کے ذریعہ معمولی شرحوں پر کرتے ہیں۔

مجھے کیا لینا تھا۔ اپنے دیہاتی دوست کی تلاش میں لگ گیا۔ اور آخر کار "اصلی بنگالہ جادو" لے کر ہی دیوبند لوٹا۔

بات آئی گئی ہوئی۔ دس دن بعد شہرت ہوئی کہ آج حاجی صاحبان حج کر کے واپس آ رہے ہیں۔ اہل شہر استقبال کو اسٹیشن پہنچیں گے میں بھی دفتر تجلی کی چھت پر کھڑا ہو کر اپنے عربی دولھاؤں کی برات کا شاندار نظارہ دیکھنے کھڑا ہو گیا۔ طے شدہ وقت پر جلوس سامنے آیا۔ آٹھ حاجی آگے آگے تھے جن کے گلوں میں ہار تھے۔ پیچھے براتیوں کا جلوس تھا۔ اچانک مجھے اپنی آنکھیں خیرہ ہوتی ہوئی محسوس ہوئیں۔ دل دھک دھک کرنے لگا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ان آٹھوں

میں ایک صوفی تاشقندی بھی ہیں اور شاید سب سے زیادہ ہار انھی کے گلے میں تھے۔ یا اللہ۔ صرف دس روز پہلے تو یہ شخص سکوتی ٹانڈے کے دیہات میں تعویذ بیچ رہا تھا اب اچانک حاجی کیسے بن کر آگیا۔ غور وبسیار کے بعد صرف یہی حل سمجھ میں آیا کہ اس میں کوئی کرامت ہے اور مجھ جیسا نااہل کرامت کو کیا سمجھ سکتا ہے۔

شام کو حاجیوں کی دعوت شیخ برہان الدین کے یہاں تھی مجھے بھی شیخ صاحب نے اس لئے نوت دیا کہ میرے اصلی بنگالہ جہاد کی شہرت انھوں نے بھی سن رکھی تھی اور بہت دنوں سے کہہ رہے تھے کہ حب کا تیر بہدف گنڈہ کردے۔ میں حاجیوں کے بالمقابل بیٹھ گیا اور کھانے کے دوران ہی میں حاجیوں نے حجاز کی باتیں جاری رکھیں۔ ایک حاجی تھے خواجہ شفاء الحق سبزواری یہ صوفی تاشقند کے برابر بیٹھے تھے اور دونوں میں گاہے گاہے کچھ اشارے کنائے بھی ہوتے تھے۔ حاضرین میں سے جب کوئی ان سے براہ راست حجاز کے متعلق کچھ پوچھتا تو یہ ادھ کچرا سا جواب دے کر ردِ سود وودیت شروع کر دیتے۔ ایک شخص نے اُکتا کر کہہ بھی دیا کہ حضرت اسوقت ان باتوں کو چھوڑیئے اس پر صوفی صاحب نے فرمایا:۔

"ائے۔ آپ چھوڑنے کو کہتے ہیں۔ خدا کی قسم! کانی کملی والے نے نام لے کر مجھ سے کہا ہے کہ اگر سود دی کا رد نہ کیا گیا تو تمام عالم گمراہ ہو جائے گا اور دوزخ میں تل دھرنے کو جگہ نہ رہے گی۔"

خواجہ صاحب نے کہا:۔

"میں تو ہجرت کی نیت سے گیا تھا مگر میرے مولا نے مجھے حکم دیا کہ ہندوستان واپس جا اور زندیقوں کی ایک جماعت جماعت اسلامی کے نام سے جو مومنین کا سیتا ناس اُڑا رہی ہے اس کا تیا پانچا کر۔ اس سے بڑا کام اس وقت دنیا میں کوئی نہیں!"

میں نے خواجہ صاحب سے پوچھا:۔

"حضرت۔ یہ تو آپ کیجئے گا مگر جی نے کچھ حالات سنایئے۔ سنا ہے حجر اسود کا رنگ گہرا سیاہ ہوتا جا رہا ہے؟"

بولے ــــ "اجی تو یہ کیجئے وہ تو نہایت سرخ سفید آدمی ہیں۔ بچے اللہ والے۔ وہ خود جماعت اسلامی کو تو پ دم کرنے ہندوستان آنے کو کہہ رہے تھے۔"

مجمع سے بہت اونچا قہقہہ بلند ہوا۔ خواجہ صاحب حیران سے تو ہوئے لیکن فوراً سمجھ دار بن کر ہنسنے میں شریک ہو گئے۔ میں نے اب صوفی صاحب سے پوچھا:۔

"کہئے حضرت مدینے میں کیا دیکھا؟"

بولے ــــ "وہاں ہمارے کالی کملی والے رسول کی قبر ہے۔"

میں نے کہا ــــ "اور مکہ میں؟"

جھنجھلا کر فرمایا ــــ "وہاں اللہ میاں کی قبر ہے۔۔۔۔"

اب تو مجمع بُری طرح لوٹ پوٹ ہو گیا۔۔۔ عیاذاً باللہ۔

میں نے اسی ہاؤ ہو میں چپکے سے صوفی صاحب سے کہا:۔

"ابھی دس دن ہوئے سکوتی ٹانڈے میں جس بیل کو تعویذ دیا تھا وہ اچھا ہو گیا ہے۔ اپنا انعام لینے کب جائیے گا؟"

ان کے چہرے پر ہوائیاں چھوٹ گئیں۔ گھٹی ہوئی آواز میں فرمایا:۔

"آپ کو خدا کی قسم بات اپنے ہی تک رکھئے۔۔۔ میں تا زندگی احسان مند رہوں گا۔"

۱۴/اپریل ۵۷ء:۔ مصر کے صدر جمال عبدالناصر نے ایک بیان میں فرمایا ہے:۔

"ہم مسلمانوں کو کمیونسٹ اصولوں کی ضرورت نہیں ہم مسلمان ہیں اس لئے ہم اسلامی اصولوں کے سوا کسی اور اصول کو تسلیم نہیں کر سکتے۔"

قربان جائیے آپ کی اسلام پرستی کے۔ اگر کوئی عالمی عدالت سیاسی لیڈروں اور تخت نشینوں کے قول وعمل کی فحش دوہرنگی اور گفتار وکردار کے دوغلے پن کا فیصلہ کرنے والی ہوتی تو ہر شخص دیکھ لیتا کہ صداقت وشرافت کے غسل خانے میں یہ سب ننگے ہیں جمال ناصر سے کوئی پوچھے کہ آپ جس اسلام کا ذکر کرتے ہیں کیا وہ وہی اسلام ہے جو قرآن وحدیث میں ملتا ہے یا مغرب کی انسائیکلو پیڈیا آپ کا قرآن اور مغربی مفکرین کی کاوشیں آپ کی حدیثیں ہیں۔ تعزیرات سے لے کر دیوانی تک اور عدلیہ سے لے کر انتظامیہ تک کوئی ایک آئین تو آپ ایسا بتا دیجئے جو آپ نے مغرب کی کتاب آئین کے بجائے اسلام کی کتاب آئین سے لیا ہو۔ کہنے کو آپ جو چاہے کہتے رہیں۔ زبان آپ کی ہے اور الفاظ میں کچھ خرچ نہیں ہوتا لیکن حقیقت

اس کے سوا کچھ نہیں کہ آپ کی خوش فکری نے مصر کو ایک عذاب الیم میں گرفتار کر دیا ہے اور آپ کے شاندار بیانات ایک مریض کی کراہوں سے زیادہ کچھ معنی نہیں رکھتے۔

۱۵ر اپریل ۵۷ء:۔ یونیسکو کانفرنس منعقدہ دہلی میں مصر و برطانیہ کے قضیہ کے ذیل میں مولانا ابوالکلام آزاد نے فرمایا:۔

"حالیہ واقعات نے ہماری آنکھیں کھول دی ہیں۔ دوسری جنگ عظیم کے بعد ہم نے محسوس کیا تھا کہ اب نوآبادیاتی ذہنیتیں ختم ہو گئیں اور کوئی ملک کسی دوسرے ملک پر ناجائز تصرف کرنے کا ارادہ نہیں کرے گا لیکن ایسا نہیں ہوا اور وہ دنیا ابھی وجود میں نہیں آئی ہے جس کا ہم خواب دیکھ رہے تھے۔"

عام سیاسی لیڈر جب الفاظ کی شیشہ گری کرتے ہیں تو کوئی حیرت نہیں ہوتی کہ سیاست نام ہی شیشہ گری اور فن کاری کا رہ گیا ہے۔ لیکن مولانا آزاد جیسے صاحب علم و فضیلت کی زبان سے کھوکھلے اور بے مغز الفاظ سن کر بڑی حیرت ہوتی ہے۔ ذرا غور تو فرمائیے۔ دوسری جنگ عظیم کے بعد آخر وہ کونسا صالح انقلاب آگیا تھا جس کی روشنی میں مولانا موصوف نے یہ محسوس کیا ہوگا کہ نوآبادیاتی ذہنیتیں ختم ہو گئی ہیں۔ دو اور دو چار کی طرح یہ بات صاف ہے کہ نوآبادیاتی ذہنیت نتیجہ ہے اخلاق و انسانیت سے عاری خود غرضی اور مفاد پرستی کا۔ اگر ملکوں اور قوموں میں کوئی اخلاقی شعور و احساس بڑے پیمانے پر ابھرتا نظر آئے تب تو ایک صاحب عقل یہ توقع کر سکتا ہے کہ اب نوآبادیاتی ذہنیت ختم ہو جائے گی لیکن ہر آنکھ والا دیکھ رہا ہے کہ دوسری جنگ عظیم کے بعد بد اخلاقی و انسانیت دشمنی کا طوفان ہر ملک و قوم میں پہلے سے کچھ زیادہ ہی شدت کے ساتھ امنڈا ہے اور مادہ پرستی کا جنون انسان کو اخلاق و انسانیت کی منزل سے دور تر لئے چلا جا رہا ہے۔

خواب نہ دیکھنا ہر شخص کا پیدائشی حق ہے اور مولانا موصوف نے اگر واقعی کسی نرالی دنیا کا سہانا خواب دیکھا تھا تو ملا اس پر کیا اعتراض کر سکتا ہے۔ لیکن یہ ضرور عرض کرے گا کہ سیاسی بیان بازوں کی تنگ آئے ہوئے عوام کو کم سے کم مولانا آزاد سے "خواب آلودہ" بیانوں کی بجائے ٹھوس اور حقیقت پسندانہ بیانوں کی توقع ہے۔

۱۶ر اپریل ۵۷ء:۔ ابھی ۱۷ر اپریل کی ڈائری میں آپ بچوں کی گالیوں کے بارے میں پڑھ چکے ہیں کہ مولانا کی رائے میں اس کی شکایت فضول ہے۔ لیجئے مولانا کی تائید میں ایک سورج سے زیادہ روشن دلیل سنئے۔ اخبارات سے معلوم ہوا کہ بمبئی کے گورنر مسٹر سری پرکاش نے ہندی ساہتیہ سمیلن میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا:۔

"ہندی زبان میں گالیوں کے الفاظ کا بہت بڑا ذخیرہ ہے اس لئے ہندی اس کی مستحق ہے کہ تمام اقوام اسے اپنی زبان قرار دیں۔"

لیجئے۔ آپ تو محض بچوں کی گالی بازی پر بگڑ رہے تھے یہاں گورنر صاحب صاف کہہ رہے ہیں کہ تمام اقوام کو پہلی فرصت میں وہ زبان اختیار کرنی چاہئے جس کے فیض سے زیادہ گالیاں دینا آسان ہو جائے۔ اور آپ جانتے ہیں کہ گورنر سے زیادہ سچی اور معقول بات کس کی ہو سکتی ہے۔

آگے فرمایا:۔

"جب لوگ دوسروں کو گالیاں دینا چاہتے ہیں تو اپنی زبان بھول جاتے ہیں اور زیادہ زور دار گالی دینے کے لئے ہندی الفاظ استعمال کرتے ہیں میری رائے میں غصہ کا اظہار کرنے کے لئے ہندی بڑا موثر ذریعہ ہے۔"

اب فرمائیے۔ کتنا جامع مانع ہے یہ اپدیش۔ اور کیا کوئی مائی کا لال کہہ سکتا ہے کہ ایک گورنر کا اپدیش باون تولہ پاؤ رتی سے کم ٹھیک ہو سکتا ہے؟

۱۷ر اپریل ۵۷ء:۔ ۹ر فروری ۵۷ء

ایک صاحب سید مسیح صاحب خریدار تجلی ۳۸۱۱ تحریر فرماتے ہیں:۔

خط

گذارش آنکہ میرے محلہ میں کثیر تعداد گرد و نواح کی ہے جو سید محمد جونپوری کو مہدی موعود کہتے ہیں اور دوسرے مسلمانوں کو منکر مہدی موعود کہتے ہیں۔ ایک صاحب نے مجھے حسب ذیل کتابیں

مطالعہ کے لئے دیں تھیں۔ مطلع الولایت۔ مجالس خمسہ۔ رسالہ ہردہ آیات۔ منہاج التقویم۔ سراج الابصار۔ علم غیب۔ میں نے ان کتابوں کا مطالعہ کیا۔ ان کتابوں میں مہدی موعود سید محمد جونپوری پر ایمان لانے کو ہر مسلمان پر لازم قرار دیا گیا ہے۔ ورنہ دائرہ اسلام سے خارج۔ براہ کرم تجلی کی ڈاک میں اس مسئلہ پر روشنی ڈال کر مطمئن فرمائیے۔ اس سے قبل بھی آپ سے استدعا کی جا چکی ہے۔

جواب:۔ عرض یہ ہے کہ تجلی میں اب تک آپ نے کیا پڑھا؟ اگر تجلی پڑھنے والا بھی رگڑے بازی اور دین و شریعت میں خود ہی فرق نہ کر سکے تو میرا مشورہ ہے کہ ایڈیٹر تجلی کو پہلی فرصت میں خودکشی کر لینی چاہئے۔

مہدی موعود کی سب سے بڑی علامت احادیث میں یہ آئی ہے کہ وہ ساری دنیا کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے۔ فرمائیے کیا سید محمد جونپوری صاحب نے اس کارنامہ کا کروڑواں حصہ بھی انجام دیا؟ کیا یہ اپنے دیس میں لادینی نظام اور سوشلسٹ سماج انھی کی کرامت ہے؟ کیا مصر پر یہود و انگریز کا حد درجہ عادلانہ حملہ انھی کے روحانی تصرف سے ہوا؟ کیا روس اور چین وغیرہ میں خدا اور مذہب سے مکمل بیزاری انھی کے فیض سے ہے؟

مہربان! عاقبت عزیز ہو تو اس طرح کی لغویتوں سے کوسوں دور رہئے ورنہ آج کل کے نبیوں اور مہدیوں اور خضروں کے گھسوں میں آگئے تو مرنے کے بعد فرشتے وہ مار ماریں گے کہ چھٹی کا دودھ یاد آجائے گا۔ وما علینا الا البلاغ (ملا زندہ صحبت باقی)

بواسیر

خونی اور بادی۔ نئی و پرانی کے لئے تیر بہدف دوائیں۔

"بواسیری گولیاں" اور "بواسیری مرہم" جن کے استعمال سے سیکڑوں مایوس اور تڑپتے مریض فائدہ اٹھا چکے ہیں۔ دونوں دواؤں کا مکمل کورس قیمت صرف -/۷/۰ روپیہ۔ محصولڈاک عہ الگ

پتہ

منیجر بھیشم فارمیسی (T.D.) ہردوار (یو۔پی)

حیوانات قرآنی

از مولانا عبدالماجد دریابادی

قرآن میں جتنے بھی جانوروں کا ذکر آیا ہے ان کی لغوی و تاریخی تحقیق۔ خدمت قرآن کے سلسلہ میں مولانا دریابادی کا یہ کارنامہ اپنی نوعیت کا منفرد کارنامہ ہے۔ علم و تحقیق کے شائقین فائدہ اٹھائیں۔ قیمت دو روپے (مجلد دو روپے آٹھ آنے)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے

مکتوبات و معاہدات

شاہان عالم، عرب کے حکمرانوں، قبائلی سرداروں اور عمال اسلام کے نام دربار رسالت کی تبلیغی، تشریعی، سیاسی خط و کتابت اور معاہدات، فرامین رسالت کے تین فوٹو بھی شامل کتاب ہیں۔ قیمت مجلد دو روپے چار آنے۔

مکتبہ تجلی دیوبند (یو۔پی)

ضروری اعلان

زنانہ مردانہ اور بچوں کی ہر قسم کی بیماری کے متعلق بلا فیس مفت مشورہ حاصل کیجئے۔ مرد بھی اپنے مخصوص امراض کے متعلق شائستہ الفاظ میں حال لکھ کر مشورہ لے سکتے ہیں، لٹریچر منگا سکتے ہیں اور تیار ادویہ طلب کر سکتے ہیں۔ عرصہ دراز سے لوگ فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ جواب کیلئے اپنا پتا لکھا ہوا لفافہ بھیجئے۔ اپنا پتہ خوشخط لکھئے۔

پتہ صرف یہ کافی ہے:۔

بیگم عظیم زبیری امروہہ ضلع مرادآباد (یو۔پی)

دُرِّ نجف

ایک تولہ: پانچ روپے

چھ ماشہ: تین روپے

ڈاک خرچ
ایک روپیہ چھ آنے

تین شیشیاں یکجا خریدنے والیکو
ڈاک خرچ معاف

باقی تفصیلات ٹائٹل کے کسی صفحہ پر
ملاحظہ فرمائیے

آپ کا اپنا سرمہ

چند تازہ خطوط
جن کے مکمل پتے دیدیئے گئے ہیں

۴ر فروری ۵۷ء:-

محترم السلام علیکم:-

سرمہ دُرِّ نجف خود بھی استعمال کیا اور دوست احباب کو بھی استعمال کرایا جو مفید ثابت ہوا۔ براہ کرم تین شیشیاں ۶ ماشہ والی مع تین سلائیاں پتہ ذیل پر روانہ فرما کر مشکور فرمائیے۔

بدر الدین انصاری۔ معرفت ڈاکٹر راجن سنگھ۔ ہنومان گڈھ ضلع بیکانیر (راجستھان)

۱۹ر مارچ ۵۷ء:-

بعد سلام کے احوال یہ ہے کہ ایک عدد سرمے کی شیشی ہمیں موصول ہوئی اور استعمال کی۔ سرمہ واقعی تعریف کے قابل ہے۔ اس لئے اب ایک تولہ سرمہ بمعہ سلائی اور روانہ کر دیجئے تاکید ہے۔

پتہ:- بمقام شہر میرٹھ محلہ صدر بازار ہنو گنج دکان ۷۳ منشی علی کٹی والے کو ملے۔

۱۸ر مارچ ۵۷ء:- جناب منیجر صاحب السلام علیکم۔

گذارش یہ ہے کہ اس سے قبل سرمہ دُرِّ نجف چھ ماشہ والی شیشی منگایا تھا اس سے فائدہ ہوا اسلئے آپ سے عرض ہے کہ ایک شیشی چھ ماشہ والی اور وی پی سے بھیج دیجئے اور ساتھ ہی ایک سلائی بھی بھیج دیجئے گا۔ پتہ یہ ہے:- محمد یٰسین صاحب بی۔ اے۔ موضع مٹھ ٹولی۔ پوسٹ پنڈاگ ضلع رانچی (بہار)

اکثر شہروں میں ایجنٹ موجود ہیں ـــــ براہ راست منگانیکا پتہ

دار الفیض رحمانی دیوبند (یو۔پی)

مولانا منظور نعمانی کا گرامی نامہ

مولانا منظور نعمانی کا اسم گرامی محتاج تعارف نہیں، ان کا گرامی نامہ برائے اشاعت ہمیں موصول ہوا ہے جسے بعینہ شائع کیا جاتا ہے، جیسا کہ اس مکتوب سے واضح ہے مولانا موصوف بیمار ہیں اور میں ناظرین تجلی سے التماس کرتا ہوں کہ وہ مولانا کی صحت کے لیے دعا فرمائیں، حق یہ ہے کہ مولانا کی ہستی مغتنمات میں سے ہے اور اپنے علم و فضل کے اعتبار سے یقیناً ان کا وجود ملت اسلامیہ کے لیے باعث برکت و سعادت ہے، ہو سکتا ہے کہ کسی علمی بحث کے دوران میں راقم الحروف نے ان سے اختلاف کیا ہو لیکن یہ اعتراف کرنے میں مجھے کوئی تامل نہیں ہے کہ علم و فضل اور کردار و عمل کے لحاظ سے ان کے مقابلہ میں میری حیثیت ایسی ہی ہے جیسے برقی لیمپ کے آگے ننھے چراغ کی، یا ہیرے کے آگے جھوٹے نگینے کی، اللہ تعالیٰ انھیں صحت عطا فرمائے اور تا دیر ہمارے سروں پر ان کا سایہ قائم رکھے۔ (عامر عثمانی)

مکرمی و محترمی مولانا محمد عامر صاحب! سلام مسنون۔

کئی سال سے میرا یہ حال ہے کہ الفرقان کے دفتر میں جو رسائل و اخبارات آتے ہیں میں ان کو بالکل نہیں دیکھ سکتا، بلکہ مجھکو یہ بھی معلوم نہیں کہ کیا کیا چیزیں آتی ہیں، الفرقان کی ترتیب وغیرہ کا سارا کام بھی مولوی عتیق الرحمٰن سلمہ کے سپرد ہے، کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ الفرقان بھی نہیں پڑھتا، ضروری واقفیت کے لیے ایک روزنامہ البتہ پڑھتا ہوں۔ اگر کوئی چیز ایسی بھی ہوتی ہے جس کا میرے علم میں آنا ضروری سمجھا جائے تو بعض اعزہ اور احباب بتا دیتے ہیں۔ پرسوں ایک عزیز دوست تجلی کا تازہ پرچہ لیکر آئے اور انھوں نے مولوی ضیاء النبی صاحب کے اس خط کا ذکر کیا جو اس میں چھپا ہے میں نے اس کو پڑھا، جو دو باتیں اس میں میری طرف منسوب کی گئی ہیں ان دونوں کے نقل میں غلطی ہوئی ہے، جو میرے نزدیک دانستہ نہ ہوئی ہوگی۔ بہرحال جو واقعہ ہے میں لکھتا ہوں۔

(۱) دینی مدارس کی میری نظر میں خاص اہمیت ہے، اسی کے ساتھ ان میں جو مقصدی انحطاط ہے اس کے بارے میں بھی میرا احساس شدید ہے، اور مجھے یاد آتا ہے کہ کبھی کبھی میں نے اپنے اس احساس کا تذکرہ بھی خاص صحبتوں میں کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پچھلے دور میں ان مدارس سے امانت نبوی کی حفاظت کا جو خاص کام لیا ہے، ان کی موجودہ انحطاطی حالت سے شبہ ہوتا ہے کہ شاید اب اللہ تعالیٰ کوئی دوسرا انتظام اس کا کرنیوالا ہے، جیسا کہ تیرہ سو سال کے پچھلے عرصہ میں اس امانت کی حفاظت کے ذرائع میں وقتاً فوقتاً تبدیلیاں ہوتی رہی ہیں۔

اس کے ساتھ میرا یہ بھی احساس رہا ہے کہ ابھی تک کوئی دوسرا ایسا سلسلہ نہیں آیا ہے جس کے متعلق یہ سمجھا جائے کہ اللہ تعالیٰ اب اس سے یہ کام لینے والا ہے۔

اس سلسلہ میں میرے ذہن میں پچھلی تاریخ کی ایک تفصیل ہے اور جب کبھی اس موضوع پر گفتگو کرتا ہوں وہ پوری تفصیل ذکر کیا کرتا ہوں اس وقت طبیعت ناساز ہے اس لیے صرف اپنے خیال کا خلاصہ اور حاصل لکھوا دیا ہے۔ بہرحال مولوی ضیاء النبی صاحب نے جس طرح اس بات کو نقل کیا ہے۔ میں یہی کہہ سکتا ہوں کہ پوری بات انھیں یاد نہیں رہی۔ اور کوئی تعجب کی بات نہیں اس لیے کہ میری ان کی ملاقات بھی جہاں تک اب یاد آتا ہے۔ پانچ چھ سال سے نہیں ہوئی ہے یہ بات بہرحال اس سے پہلے ہی کی ہوگی۔

(۲) دوسری بات خواب کی ذکر کی گئی ہے اس میں اس سے بھی بڑی غلطی ہوئی ہے۔ اصل واقعہ یہ ہے کہ اب سے سات آٹھ سال

پہلے مجھ پر اس خواہش کا غلبہ تھا کہ خاص کر ہندوستان میں دین کے جو کام مختلف حلقوں کی طرف سے ہو رہے ہیں ان میں زیادہ سے زیادہ ممکن حسن تفاہم اور تعاون ہو۔ یہ اس وقت کی بات ہے جبکہ جماعت اسلامی اور ہمارے حلقہ کے علماء کے درمیان وہ اختلاف ظاہر بھی نہیں ہوا تھا جو بعد کو ظاہر ہو گیا۔ اس سلسلہ میں میں اسکی بھی کوشش کیا کرتا تھا کہ ان مختلف حلقوں سے تعلق رکھنے والے حضرات ایک دوسرے کو جانیں سمجھیں اور جہاں جو خیر و خوبی ہو اس کی قدر کریں۔ اسی زمانہ میں میں نے خواب دیکھا کہ میں دیوبند میں حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی مدظلہ کے یہاں مقیم ہوں۔ اور بھی چند مہمان ہیں جو میرے ساتھ مہمان خانہ میں مقیم ہیں صبح کو جب ہم لوگ اٹھے تو میں نے ان مہمانوں میں ایک مولوی ابوالطیب صاحب کو بھی پایا۔ مولوی ضیاء النبی صاحب نے اس خواب کو کسی صاحب سے سنکر جس طرح نقل کیا ہے وہ صحیح نہیں ہے۔

اس زمانہ کے اپنے خیال اور اپنی خواہش کے مطابق میں نے اس خواب سے یہ اشارہ سمجھا کہ مجھے اس کی کوشش کرنی چاہئے کہ مولوی ابوالطیب صاحب حضرت مولانا سے لیں، یا کم سے کم خط و کتابت ہی کا سلسلہ ہو۔ چنانچہ میں نے یہ کوشش کی، لیکن نتیجہ سے یہ معلوم ہوا کہ میرا یہ خواب غالباً اپنا خیال ہی تھا۔ یعنی رویا نہیں تھا۔

مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ میں اس خواب کا ذکر خود حضرت مدنی سے بھی کر چکا ہوں اور اپنے بعض اور بزرگوں سے بھی، اور غالباً جماعت اسلامی سے تعلق رکھنے والے بعض حضرات سے بھی۔

قریباً دو مہینے سے مسلسل علالت کا سلسلہ ہے، اسلئے یہ چند سطریں لکھوائی ہیں۔ براہ کرم ان کو تبلیغی کی قریبی شاعت میں شائع کر دیجئے۔

اگر کسی صاحب نے مزید بحث شروع فرمائی تو یہ عاجز اس میں کوئی حصہ نہ لے سکے گا۔

والسلام۔ خاکسار۔ مولانا منظور نعمانی۔

جہاتِ شیخ الاسلام

علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کے کمال و واقعات

قیمت ایک روپیہ

اسلام اور انسانی قانون

عبد القادر عودہ کی لاجواب تصنیف کا اردو ترجمہ

قیمت ۱۵ر

شاہنامۂ اسلام (جدید)

از مولانا عامر عثمانی

رعایتی قیمت مجلد تین روپے

رسول اللہ کی سیاسی زندگی

حضور کے بعض گرامی ناموں کے فوٹو بھی شامل کتاب ہیں

قیمت مجلد چار روپے آٹھ آنے

بہشتی زیور مکمل و مدلل

رعایتی قیمت میں۔

ہر دو جلد الگ الگ مجلد پندرہ روپے

اشتراکیت روس کی تجربہ گاہ میں

مجلد تین روپے۔

صراط مستقیم

از:- اسمٰعیل شہیدؒ — مجلد تین روپے

ہندوستان کی پہلی اسلامی تحریک

از مولانا مسعود عالم ندویؒ — دو روپے آٹھ آنے

مباحثہ شاہجہانپور

از:- مولانا محمد قاسم — قیمت ایک روپیہ۔

مکتبہ تجلی دیوبند (یو۔پی)

ایک "مردِ مومن" کی رحلت

ڈپٹی مجسٹریٹ جناب مولوی سید محمد یعقوب صاحب (گیا) ان لوگوں میں تھے جنھوں نے غالباً ۵۰ء میں تجلی کی خریداری شروع کی اور پھر آج تک ان کا نام رجسٹر سے نہیں کٹا۔ ان کے صاحبزادے نذیر الحق نے ابھی کچھ دن ہوئے راقم الحروف کو خط لکھا تھا، یہ تو یاد نہیں کہ اس میں کیا لکھا تھا، ہاں یہ یاد ہے کہ میں نے حسب عادت انھیں بلا تاخیر جواب دیدیا تھا، اب تازہ خط جو ان کا آیا ہے تو وہ میں بجنسہ ناظرین کے سامنے رکھے دیتا ہوں، اس میں ایک دو جگہ جو میرے خط کے جملے نقل کیے گئے ہیں وہ وہی مذکورہ خط تھا۔

نذیر الحق صاحب کا خط شائع کرنے کی وجہ اس کے سوا کچھ نہیں کہ اس میں ایک مرد مومن کا تذکرہ ہے، اوروں کے نزدیک ولایت اور بزرگی کے شرائط و علامات خواہ کچھ ہوں لیکن میرے نزدیک ولایت اور بزرگی اسی کا نام ہے کہ مرد مسلمان قرآن و سنت پر حتی المقدور عمل کرتے ہوئے اور دوسروں کو اس کی دعوت دیتے ہوئے دنیا سے گزر جائے، بیشک ولایت و سلوک کے مدارج اپنی جگہ حق ہیں اور قرآن و سنت کی تعمیل کے درجات بھی گوناگوں ہیں، اور یہ بھی درست ہے کہ ولایت کی بعض منزلوں میں اولیاء اللہ کشف و کرامت کے بھی حامل ہوتے ہیں لیکن جس طرح کہ رسول اللہ کا زندہ معجزہ "قرآن" ان کے دیگر خرق عادت اور محیر العقول معجزوں سے بمراتب بڑھ چڑھ کے ہے اسی طرح ایک مرد مسلمان کا زندگی بھر قرآن و سنت کی پیروی کر کے حالت ایمان میں دنیا سے رخصت ہو جانا ہر کشف و کرامت سے بمراتب بڑھ چڑھ کے ہے۔ خصوصاً جن لوگوں کو کوئی بڑا دنیاوی منصب حاصل ہو ان کا خرافات دنیا اور ظلم و عدوان سے پاکدامن رہ جانا تو بڑے ہی اونچے درجے کی کرامت ہے۔ اللہ تعالیٰ مولوی محمد یعقوب صاحب کی قبر کو نور سے بھر دے اور اپنی رحمتوں سے نوازے۔ ان کے تذکرے پر تجلی کا ایک دو صفحہ صرف کر دینا میں اس لیے مناسب سمجھتا ہوں کہ میرے نزدیک سب سے مضبوط رشتہ اسلام کا رشتہ ہے اور مولوی یعقوب صاحب رحمۃ اللہ علیہ میرے ناظرین کے غیر نہیں ہیں بلکہ اپنوں سے بڑھ کے اپنے ہیں ان کے لیے دعائے مغفرت و رحمت بھی ہر مسلمان بھائی پر لازم ہے اور ان کے اسوۂ نیک کے اجمالی تذکرے سے عبرت حاصل کرنا بھی ضروری ہے۔ یاد رکھیے دنیا متاع حقیر ہے اصلی چیز آخرت ہی ہے اور جب بھی کسی کے مرنے کی خبر سنیے فوراً خیال کیجیے کہ ہمیں بھی بہت جلد مرنا ہے اور مرنے کے بعد اگر کچھ کام آئے گا تو وہ وہی عمل ہوگا جو ہم دنیا میں کر جائیں گے۔

بہرحال خط یہ ہے جو راقم الحروف کے نام ہے (عامر عثمانی)

شفیق بھائی جان!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

القاب کے اچانک بدل جانے سے آپ بجا طور پر اچنبھے اور سوچ میں پڑ سکتے ہیں، آپ نہایت شفیق اور مہربان ہیں، میری "طفلانہ معصومیت" کو محسوس کر کے زیر لب مسکرا سکتے ہیں، مگر میں اس کو کیا کروں کہ دوسرے ہی خط میں آپ کو "شفیق بھائی جان" کے القاب سے یاد کرنے پر خود کو مجبور پاتا ہوں۔

۱۸ مارچ کو ہم نے پہلا خط آپ کی خدمت میں روانہ کیا تھا جس کے جواب میں آپ کا شفقت نامہ مورخہ ۲۲ مارچ مجھے ۲۵ کو اس وقت ملا جبکہ ابا جان (آہ! ابا مرحوم) پٹنہ اسپتال میں زیر علاج تھے اور ان کے بہتر ہونے کی اطلاع ڈاک سے موصول ہو رہی تھی ۲۳ مارچ کو ان کا ہرنیا کا آپریشن ہوا تھا۔ ڈاکٹری نقطہ نگاہ سے آپریشن بہت ہوشیاری اور چابکدستی کے ساتھ کیا گیا، مگر آپریشن کو کامیاب بنانے کے لیے جاں بری و حیات کی جو شرط ہے وہ تو خدا کے ہاتھ میں تھی۔ ضعیفی کی وجہ سے ہرنیا کے ساتھ کچھ اور پیچیدگیاں

پیدا ہو گئی تھیں، یا حقیقت یہ کہ وقت ان کا پورا ہو چکا تھا۔ انجکشن کے بعد آنکھ لگ گئی۔ سوتے تو پھر کبھی نہ جاگے۔ اس طرح ۲۶ مارچ کو ساڑھے تین بجے بھور میں چپ چاپ وہ دبے پاؤں دنیا سے رخصت ہو گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔

۲۱ مارچ کی صبح کو مجھ سے ان کی آخری ملاقات ہوئی جبکہ وہ آپریشن کرانے کے خیال سے یہاں سے پٹنہ جا رہے تھے۔ میرے بڑے بھائی جو کلکتہ میں بہار حکومت کے ملازم ہیں ۲۵ کا دن گذار کر رات کو پٹنہ پہونچ گئے تھے۔ ان سے ابا جان سے ملاقات ہو جا سکی شاید انھی کا ان کو انتظار تھا۔ میرا چھوٹا بھائی رانچی میں بی ایس سی کے امتحان کی تیاری میں غرق تھا۔ اس کو ٹیلیفون سے خبر ہوئی۔ بدحواس پٹنہ دوڑا مگر اس وقت پٹنہ پہنچا جب باپ کی تجہیز و تکفین ہو چکی تھی۔ میری قسمت میں باپ کی زیارت تھی، تجہیز و تکفین سے کچھ پہلے پہونچ گیا۔

خانقاہ پھلواری شریف پٹنہ کے مرید تھے۔ غالباً اپنے پیر و مرشد شاہ بدرالدین رحمۃ اللہ علیہ کی کشش تھی کہ وہ وہیں مدفون ہوئے۔ معلوم ہوا کہ آخر وقت میں بھی ابا جان کے ہوش و حواس درست تھے، بات چیت خوب مزے میں کرتے رہے، اللہ رسول کی باتیں، نماز قرآن کی پابندی کی تاکید کرتے ہوئے وہ چپ چاپ رخصت ہو گئے آخر وقت تک دنیاوی چیزوں کے تذکرے سے ان کی زبان پاک رہی روح پرواز کرنے کے چند منٹ قبل انھوں نے کہا کہ کل عزیز و اقربا کا قصور ہم نے معاف کیا اور سب سے ہم بھی یہی امید کرتے ہیں کہ وہ بھی ہمارا قصور معاف کر دیں گے۔ انھوں نے کہا کہ جو عزیز یہاں پر موجود نہیں ہیں ان تک بھی یہ بات پہنچا دینا کہ اطمینان ہو جائے، میں سب کو معاف کر کے جا رہا ہوں!۔

اقبالؒ کے "مرد مومن" کی زندہ مثال تھے، نہایت محتاط اور پروقار زندگی گذاری، روزانہ زندگی میں چھوٹی چھوٹی باتوں میں بھی سنت رسول کی پیروی کرنا کرانا ان کی طبیعت ثانیہ ہو گئی تھی۔

لوگوں کو تین باتوں کے لیے اکثر تاکید کرتے تھے، وقت کی قدر، پانچ وقت نماز اور تلاوت کلام پاک کا التزام، خود بھی نہایت مصروف اور باکار رہتے، مطالعہ اور خط و کتابت ان کا خاص مشغلہ رہا کرتا، خط و کتابت تو ان کا مشغلہ ہی نہیں بلکہ ان کا خاص فن تھا، صرف اپنے خط و کتابت کے ذریعہ وہ ہندوستان اور پاکستان کے بیشتر اعزا و اقربا کو ایک دوسرے سے قریب تر کیے ہوئے تھے، اپنے خط و کتابت کے انداز سے انھوں نے "نظر سے دور دل سے دور" کا مقولہ بالکل غلط ثابت کر دیا تھا، جس کا نتیجہ یہ ہے کہ ہندوستان اور پاکستان کے بیشتر اعزا و اقربا ان کی خط و کتابت کی خوبی یاد کر کے بے چین و غمگین ہیں کہ یہ کمی اور یہ خلا اب کیسے پر ہوگا۔

اپنی ملازمت کے دوران میں (جبکہ انگریزی حکومت کا دور دورہ تھا) ابا جان نہایت عادل اور حق پسند حاکم تسلیم کیے جاتے تھے ۱۹۳۴ء میں وہ ریٹائر ہوئے اس کے بعد سے تا زندگی وہ حق گوئی کے معاملہ میں وہ نہایت بیباک اور کھرے رہے، چنانچہ آجکل کے حکام اور عوام پر ان کے کردار کا خاصہ رعب قائم رہا۔ ایسا موقعہ آیا ہے کہ تنہا ان کی شہادت اور گواہی پر حکام نے معاملات چکائے ہیں، ہر چھوٹے بڑے دینی دنیاوی کام میں رضائے الٰہی مقصود جسکی بدولت پوری زندگی عبادت میں بدل جاتی ہے۔ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا بڑا التزام۔ بال بچوں سے شفقت کا یہ حال کہ میرے بڑے بھائی پر خانگی ذمہ داریوں کا بوجھ نہ ڈالا، بڑے بھائی نے چھوٹے بھائیوں کی تعلیم کا خرچ کا بار اپنے سر لینا چاہا مگر باپ نے اس کو پسند نہیں کیا اور کہا کہ جب تک ہم زندہ ہیں یہ میرا خوشگوار فرض ہے تم فاضل بوجھ اپنے سر نہ لو۔ یا اور کسی قسم کی خانگی ذمہ داریوں میں انھوں نے میرے بڑے بھائی کو کوئی اہم حصہ نہ لینے دیا کہ میرے رہتے تم کون ہوتے ہو۔

اور اب اس صدمۂ عظیم کے ساتھ بڑی ذمہ داری اور بڑا بوجھ بڑے بھائی کے کاندھوں پر آ پڑا ہے، میں بھی جلد از جلد برسر کار ہو کر ان کا ہاتھ بٹانے کی فکر بلیغ کر رہا ہوں (آپ کی دعاؤں کا محتاج ہوں) والدہ، چھوٹے بہن بھائی اور بیوہ بھانجیاں اور بہنیں محتاج سرپرستی ہیں۔

ابا کی ایک ایک بات یاد آ کر خون کے آنسو رلاتی ہے، نیک مشورہ اور تلقین صبر ہم لوگوں کا حق ہے۔

بھائی جان! آپ کے والد بزرگوار کی خیریت انھوں نے طلب کی تھی، آپ کی فرمائش تھی کہ

"اپنے والد سے میرا سلام عرض کیجیے اور کہیے کہ عامر کو خصوصی دعاؤں میں نہ بھولا کیجیے وہ دعا کا محتاج بھی ہے

اور مستحق بھی"

بشرط صحت و سلامتی آپ کی خواہش ضرور پوری ہوتی اس لئے کہ وہ تو باضابطہ بہت باصول اور اسلامی کردار و اخلاق کا مجسم نمونہ تھے مگر حسرت افسوس کہ موت نے مہلت نہ دی، آپ کی خواہش اور آپ کا پیام ان تک نہ پہنچ سکا۔ آپ کا خط ۲۵ مارچ کو مجھکو گاؤں میں ملتا ہے، میں بیحد خوش ہوجاتا ہوں کہ اپنی انتہائی عدیم الفرصتی کے باوجود آپ نے فوراً جواب دیا میں خوش ہو جاتا ہوں کہ ابا آئیں گے تو یا ڈاک ہی سے آپ کا پیام پٹنہ پہنچا دوں گا کہ ۲۶ مارچ کو وہ بغیر انتظار کیے رخصت ہو گئے۔ آپ کا جملہ کہ

"زندگی حد درجہ ناپائدار ہے اور زندگی کی رنگینیوں میں پھنس کر خدا کو بھول جانے والے عقل و نقل دونوں اعتبار سے احمق و نادان ہیں"

"زندگی حد درجہ ناپائدار ہے" اس ٹھوس حقیقت کا تازہ تجربہ بھی جلد ہی پیش آگیا!۔

ہم تازہ یتیموں کا سلام قبول کیجئے، معلوم ہوتا ہے کہ اب ابا جان ہی ہمارے لوگوں سے ذریعہ آپ کو پیام بھجوا رہے ہیں کہ آپ ان بچوں کے دینی سرپرست رہیں اور اپنی خصوصی دعاؤں میں نہ بھولا کیجئے، یہ لوگ دعا کے محتاج بھی ہیں اور مستحق بھی۔

بھائی جان! زندگی میں قدم قدم پر چھوٹے بڑے معاملات میں دینی واقفیت اور مشورے کی ضرورت پڑتی تو ہماری نگاہیں آپ ہی کی طرف اٹھیں گی، ہم آپ سے صائب رائے اور مشورے کے طالب ہوں گے انشاءاللہ۔ آپ ابا جان کیلئے دعائے مغفرت کریں گے ہی، اگر ذرا شاعت میں ناظرین تک کی خدمت میں بھی اس خبر کو عام کر دیں تو بہتر ہو۔

محتاج دعا۔ آپکا عزیز محمد نذیر الحق۔ بھٹہ ضلع گیا (بہار)

as welcome as spring

● روح افزا موسم بہار کی طرح خوشگوار اور مسرت بخش ہے۔ اس کا ایک ایک گھونٹ طبیعت میں شگفتگی اور کیف و سرور پیدا کرتا ہے۔

روح افزا

مشرق کا بہترین مشروب

Hamdard DAWAKHANA (TRUST) DELHI

ہمدرد دواخانہ (وقف) دہلی

اعراس و قوالی

سید خالد علی ضحاک (حیدرآباد دکن)

ہندوستان کے ماضی کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ اس خطۂ زمین میں بڑے بڑے اولیاء اللہ اور صاحب کرامت لوگ پیدا ہوئے اور پھر ابدی نیند سو گئے، بہت سے ان میں ایسے بھی ہیں کہ باہر سے آئے اور یہاں اپنی زندگی بھلائی کے کاموں کے لیے وقف کر دی۔ انہی کے اعلیٰ اوصاف سے متاثر ہو کر غیر مسلم اسلام سے وابستہ ہوئے اور اس طرح ہندوستان کے لوگوں پر جو کہ طرح طرح کی افواہوں کے ذریعہ مسلمانوں سے بدظن کر دیئے گئے تھے، اس بات کا انکشاف ہوا کہ مذہب اسلام درحقیقت ایک پاکیزہ اور ہمہ گیر مذہب ہے! یہی بزرگان دین مسلمانوں اور قدیم ہندوستانی قوموں میں اتحاد کا باعث بنے کیونکہ ان کی کرامتوں اور دعاؤں اور اسوۂ حسنہ سے ہر قوم کے لوگ مستفید ہوتے تھے۔

ان بزرگان دین کے مزاروں کی قدیم ہی سے لوگ زیارت کرتے چلے آئے ہیں۔ لیکن اگر اس زمانہ کی زیارتوں اور آجکل کی زیارتوں کا تقابل کیا جائے تو بہت بڑا اور نمایاں فرق نظر آئے گا۔ اس زمانے میں لوگ کلام پاک پڑھتے اور خیرات دیتے تاکہ ان صاحب مزار کو ثواب پہونچے اور بعید نہیں اگر خدائے تعالیٰ اس کے بدلے انھیں اپنی نعمتوں سے نوازتا ہو

مگر آجکل کی زیارتوں کو دیکھنے سے خیال گزرتا ہے کہ شاید اس زمانے میں رحمت کے فرشتے خدائے تعالیٰ کے حکم سے ہٹا لیے جائیں گے۔ ان اشخاص کے ذمہ دار وہی لوگ ہیں جو کہ درگاہ پر پرستی فرماتے ہیں۔ جو جان بوجھ کر خود بھی گناہ کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے بندوں کو بھی اس میں مبتلا کرنے کا ذریعہ ہیں۔

یہاں ایسے بھی بزرگ ہوئے ہیں جو وقتاً فوقتاً قوالی کے جائز ہونے کے بارے میں تحریراً یا تقریراً بیان دیتے رہتے ہیں، میں نے متعدد بار دیکھا کہ بعض بزرگ انتہائی ضعیف ہو گئے ہیں۔ لیکن ہر سال اپنے مرحوم والد یا ماں وغیرہ کی قبر پر قوالی کراتے ہیں اور مرحوم کے لیے باعث ثواب سمجھتے ہیں، اس قدر انہماک سے سنتے ہیں کہ شاید فرشتے کے سامنے اس کا ایک چوتھائی بھی انہماک نہ ہوتا ہو! دوران قوالی ہی میں ذرا دیر بعد کر نماز یا وظائف پڑھتے ہیں اور پھر تین سلام پھیرتے ہوئے اگر جو سر جھکا کر بیٹھتے ہیں تو پھر نماز فجر کی خبر لاتے ہیں، اگر قوال صاحب یا واہ واہ کی آوازیں مجبور کر دیں تو پھر اسی حالت میں اٹھ کر رقص شروع کرتے ہیں پھر اور چند حضرات انہی کی جماعت کے اٹھکر ان کی تقلید کرتے ہیں اسی حالت میں اپنی شیروانی ٹوپی قوال صاحب کی نذر کر دیتے ہیں۔ اس موقع پر شمع کے شرارت پسند لوگ اس بات کی کوشش کرتے ہیں کہ پورے شمع کو لیکر ان بزرگان دین پر جا پڑیں، کیونکہ اس موقع پر تمام حاضرین اٹھ جاتے ہیں اور پکڑے جانے کا خطرہ نہیں رہتا۔ چنانچہ جب شمع قابو سے باہر ہو کر لوٹ پڑتا ہے تو دیکھا گیا ہے کہ لوگ خطرہ محسوس کر کے وجد ختم کر دیتے ہیں اور بیٹھ جاتے ہیں۔

افسوس کہ یہ بزرگ خدا کی عطا کی ہوئی قوتوں کو اصلاحی کاموں میں صرف کرنے کی بجائے ان خرافات میں پڑے ہوئے ہیں جو کہ ثابت ہے کہ کسی بادشاہ کے انتقال پر اس کے فرزند نے قبر پر ثواب کے لیے عالموں اور قاریوں کو مقرر کیا

کہ ہر وقت کلام پاک کی تلاوت ہو۔ تقریباً تیس سال بعد فرزند نے دیکھا (خواب میں) کہ باپ پر بہت سخت عذاب نازل ہو رہا ہے۔ پریشان ہو کر دریافت کیا "ابا جان یہ آپ کی کیا حالت ہے میں نے تو آپ کے مرنے کے بعد سے حافظ اور قاری مقرر کیے اور ہزاروں روپے خیرات کیے۔ کیا خدا نے آپ پر رحم نہیں کیا؟" بادشاہ نے کہا بیٹے یہی غضب تو تو نے کیا جیسے جیسے قرآن کی تلاوت ہوتی ہے فرشتے پوچھتے ہیں کہ بتا خدا نے تجھ سے یہ کہا تھا اور تو نے کیا کیا؟" یہ کہتے جاتے ہیں اور کوڑے مارتے جاتے ہیں اور پھر ایک سانپ مسلط ہوتا ہے کہ وہ نماز کے اوقات کے درمیان مارتا ہے کہ ایک نار مجھے کئی سو فٹ اندر دھنسا دیتی ہے!

قوالی کو باعث ثواب سمجھنے والے اس واقعہ سے عبرت حاصل کریں۔ نہ صرف یہ بلکہ اسے (نعوذ باللہ) جزو اسلام سمجھتے ہیں یہ نہیں خیال کرتے کہ غیر مسلمین کے سمجھدار اور فہیم افراد اسلام کے بارے میں کس قدر گھٹیا اور غلط رائے قائم کرتے ہوں گے۔

مذہب اسلام کی رو سے تو آلات موسیقی کا استعمال کسی حالت میں جائز نہیں چاہے آلات بڑے ہوں یا چھوٹے ہوں ایک وقت جب فتح کی خوشی میں دف بجنے لگا تو حضورؐ نے منع فرمایا کہ آج سے یہ بھی حرام ہے۔

روایت ہے کہ عرب میں ایک چرواہا بانسری بجانے میں دور دور مشہور تھا اس کی آواز اس قدر مسحور کن تھی کہ چرند و پرند قریب آجاتے۔ ایک روز اچانک بانسری کی آواز بند ہو گئی اور لاکھ کوشش پر بھی آواز نہ نکلی۔ بہت پریشان ہوا اور بدشگونی کرنے لگا۔ کچھ دیر بعد بانسری پھر بجنے لگی۔ اتنے میں کسی نے خبر دی کہ فاروق اعظم حضرت عمرؓ ابن الخطاب کا ابھی ابھی ادھر سے گزر ہوا ہے! کیونکہ حضرتؓ سے شیطان خوف کھاتا تھا اس لیے بانسری رک گئی۔ چرواہا یہ سنکر اپنی بے ثباتی پر زار زار رویا اور بانسری توڑ کر پھینک دی پھر مشرف باسلام ہو گیا۔

قوالی کے مجوزین جب دیکھتے ہیں کہ درحقیقت اسلام میں اسکو جائز ٹھہرانے کی کوئی دلیل نہیں تو پھر وہ مرحوم بزرگان دین کی جانب رجوع ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ فلانے بزرگ ایسا کرتے تھے

اول تو یہی قابل یقین نہیں کیونکہ بعض حضرات حضورؐ کے بارے میں بھی غلط روایتیں بیان کرنے سے نہیں چوکے تو پھر بزرگان دین کیا۔ اگر اس پر یقین کریں تو پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا اس قدیم زمانے میں ایسے مسحور کن آلات موسیقی کا وجود تھا؟ اس کو نظر انداز کرتے ہوئے یہ پوچھتا ہوں کہ آپ میں کوئی ہے جو اس بات کا جواب دے کہ قوالی کے معاملہ میں آپ ان پہونچے ہوئے بزرگان دین کی تقلید کرتے ہیں کیا دوسرے تمام معاملات میں بھی آپ ان کے ہم قدم ہیں؟ کوئی آپ میں ایسا ہے جو کئی روز فاقوں سے رہ کر بھی عبادت کرے یا اپنی زندگی صرف نمک کے پانی اور جو کی روٹی پر گذار دے؟ کوئی آپ میں ایسا ہے جو چادر اوڑھ کر نماز پڑھنے لگے اور چور آکر چادر کھینچ لیجائے مگر آپ کو خدا کے خوف کے باعث اس کی خبر ہی نہ ہو؟

خدا کا اس قدر خوف رکھنے والے کسی بزرگ نے اگر کوئی ایسی مجلس کی ہو تو ہمیں نہیں چاہیئے کہ ہم اس ایک کام کو پکڑ کر بیٹھ جائیں۔ اولیاء اللہ پر مختلف اسرار واقع ہوتے ہیں اور نہیں بتایا جا سکتا کہ وہ کس حالت میں ایسا کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں اسلام وہ مذہب ہے جو خدا نے نازل کیا اور فرمایا کہ کوئی تغیر و تبدل اب قیامت تک اسمیں نہ ہوگا۔ کسی قطب یا صاحب کرامات بزرگ کے اقوال و اعمال سے اسمیں تبدیلی ممکن نہیں۔

اگر قوالی جائز ہوتی تو سرکار دو عالمؐ اور ان کے صحابیؓ ہم سے اس بات کے بیسیوں گنا زیادہ مستحق تھے، مگر حضورؐ نے ایسا نہ کیا کیونکہ حقیقتاً یہ کوئی اسلامی شغل ہے ہی نہیں۔

دوسرے یہ کہ قوالی میں بہت مبالغہ آمیزی سے کام لیا جاتا ہے اور کمزور اور غلط روایتوں کو بھی شامل اشعار کر دیا جاتا ہے۔ اگر ہمیں کچھ اثر لینا اور دل میں جذبہ پیدا کرنا ہو ہم سادہ طور پر ان اشعار کو پڑھ سکتے ہیں۔ اگر ہارمونیم۔ طبلہ۔ ستار کے بغیر احوال بزرگان دین میں اثر نہیں پیدا ہو سکتا تو پھر یہ سراسر بے حرمتی ہے اور ہمارا مقصد واقعات کو سننے سے کہیں زیادہ ہارمونیم اور ستار کی آواز سے محظوظ ہونا معلوم ہوتا ہے۔ اگر کسی تڑپتے تالاب کے اطراف بنے ہوئے تنگ گلے پر قوالی کرائی جائے تو مجال ہے کہ کوئی وجد میں آئے۔

ایک اور گناہ ہم سے یہ سرزد ہوتا ہے کہ بزرگان دین سے منت مانتے ہیں اور سجدہ کرتے ہیں، عورتوں کی اکثریت اس میں مبتلا ہے حالانکہ یہ بات واضح کر دی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی پیر سے منت ماننا یا قبروں پر جانا جہاں جن رہتے ہوں اور درخواست کرنا شرک ہے۔ حضور نے واضح طور پر ایسی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔ اب غور کیجئے اس عورت پر کہ جس پر حضورؐ نے لعنت فرمائی ہو۔ بھلا پیر کیا مہربان ہوں گے؟۔

دلیل یہ پیش کی جاتی ہے کہ ہمارے گناہوں میں ڈوبے رہنے کے باعث صاحب مزار کا وسیلہ لینا ضروری ہے۔ کیونکہ وہ ہماری سفارش کریں گے۔ ذرا سا غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ یہ دلیل بڑی احمقانہ ہے۔ اول تو یہ یقین کیسے کیا جا سکتا ہے کہ انسان اور وہ بھی اولیاء اللہ مرنے کے بعد بھی دنیاوی امور میں دلچسپی رکھتے ہیں جبکہ وہ اپنی زندگی ہی میں خدا سے ملنے کے آرزو مند تھے پھر اس بات کی وضاحت نہیں کی کہ مرنے کے بعد بھی انسان سنتا ہے اور ہر کام کے لئے آزاد ہے۔ اگر ایسا ہو اور ارواح کو ہمارے دل کے حال معلوم ہوں تو پھر زندہ آدمیوں کا رہنا مشکل ہو جائے گا۔

بالفرض اگر یہ جان بھی لیں تو بتائیے جب خدا ہی ہم سے ناراض ہے تو پھر اس کے ولی اور مقرب بندے تو ہزاروں گنا زیادہ ناراض ہوں گے کیونکہ باوجود اس کے کہ خدا قہار ہے تو ارحم الراحمین بھی ہے! بزرگان دین میں سے کسی ایک نے بھی ایسا نہیں کہا کہ میں ایسا کر سکتا ہوں تم میرا وسیلہ لینا۔ اور خدا کہتا ہے کہ جو کچھ مانگنا ہو مجھ سے مانگو۔ حالانکہ خدائے تعالیٰ جہاں کسی قطب الاقطاب کی سنتا ہے وہیں ایک بدترین گنہگار کی بھی اسی توجہ سے سنتا ہے۔ ان کو بھی نوازتا ہے جو کہ اس سے انکار کرتے ہیں۔ اور پتھر۔ سورج وغیرہ کی پرستش کرتے ہیں۔ جب اس کی رحمت جوش میں آتی ہے تو وہ گنہگار کو بھی بخش دیتا ہے۔ اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ وہ ایک گنہگار بے نمازی کو اس کے کسی ایک عمل کی بناء پر ایک عابد و زاہد بندہ پر ترجیح دے دیتا ہے اور وہ بڑی مغفرت و رحمت والا ہے۔

ایک مثال پر غور کیجئے کہ آپ سے کوئی افسر بہت ناراض ہے اور نفرت کرتا ہے۔ آپ اپنا کام نکالنے یا ترقی کی درخواست کرنے کسی ایسے شخص کو افسر سے ملنے کا وسیلہ بناتے ہیں جسے افسر بہت چاہتا ہو تو کیا یہ ضروری ہے کہ افسر سفارش سن لے بہت ممکن ہے کہ وہ اس شخص سے بھی ناراض ہو جائے اور کہدے کہ تم اس خراب شخص کی ہمدردی کرتے ہو جو کام چوا ہے غیر حاضر رہتا ہے اور بدزبانی کرتا ہے۔ خیر یہ تو بندوں کی بات ہے خدا کی رحمت تو ہر وقت ہر بندہ پر کھلی ہے چاہے نیک ہو یا بد۔

عورتیں عموماً منت مانتی ہیں کہ اگر فلانا کام ہو جائے تو نیاز کرونگی یا چادر چڑھاؤں گی۔ یہ بات قابل غور ہے کہ صاحب مزار (بقول عورتوں کے) آپ کے بڑے بڑے کام کر دیتے ہیں اور حاجت روائی کرتے ہیں تو کیا وہ آپ کی چادر اور کھانوں کے محتاج ہیں؟ بھلا بھائی برادری والوں کو دعوت کھلا دینے یا چند ہٹے کٹے فقیروں میں کھانا تقسیم کر دینے سے صاحب مزار کو کیا فائدہ!۔

چادر چڑھا دینا وغیرہ تو ایسا ہوا جیسے آپ کسی شخص یا اہل کار کو افسر بالا تک پہنچنے یا سفارش کرنیوالے کے لئے رشوت دیں۔ بکرا قربانی کرنا۔ خیرات کرنا باعث ثواب ہے لیکن ایک غلط عقیدہ کے ساتھ وابستہ کرنے کے باعث یہ ثواب بھی شرک میں بدل جاتا ہے بلکہ ایسی منت کا کھانا بھی حرام ہے۔

ہم کو چاہیئے کہ ہم اللہ سے منت مانیں۔ اللہ کے آگے کسی کو اختیار نہیں کہ کچھ کر سکے۔ اگر صاحب مزار سفارش کریں اور خدا منظوری نہ دے تو کیا صاحب مزار خواہش پوری کرینگے نہیں۔ جب اس طرح ہمارے کام کا ہونا نہ ہونا خدا ہی پر منحصر ہے تو کیوں نہ ہم براہ راست اس سے رجوع ہوں اور گڑگڑا کر مانگیں۔

خدائے تعالیٰ فرماتا ہے "اور اے محمد ایک بستی کے لوگ تمہارے پاس آئیں گے کہ تم خدا کے ہاں ہماری سفارش کر دو اور ہم بچ جائیں۔ کہدو اے محمد کہ خدا کے آگے کسی کو اختیار نہیں اور طاقت نہیں کہ کچھ کہیں"۔

خط میں اپنا نمبر خریداری ضرور لکھیئے ورنہ تعمیل حکم مشکل ہوگی (منیجر)

(اقتباس)

زندۂ جاوید ــــ الاخوان المسلمون

: مبصر کے قلم سے :

دنیا میں جہاں اور بہت سے تجربات ہو رہے ہیں وہیں ایک نیا تجربہ یہ ہو رہا ہے کہ کچھ لوگوں نے اللہ تعالیٰ کو جو اس کائنات کا خالق اور مالک ہے اپنا واحد معبود مان لیا ہے اور اس کے دین کو قائم کرنے کے لئے کمربستہ ہو گئے ہیں۔ ایسے ایک زمانہ میں جبکہ ہر طرف اللہ سے بغاوت کا زور ہو۔ یہ بات ایک انہونی اور مجنونانہ بات نظر آتی ہے۔ لیکن جن لوگوں کو اس بات پر یقین ہو کہ واقعی صرف خدا ہی ہمارا معبود ہے۔ اسی کے سامنے موت کے بعد حاضری دینی ہے۔ انکا نقطۂ نظر اس سے مختلف ہے وہ اس کے سوا کچھ سوچ ہی نہیں سکتے کہ کائنات میں خالق کائنات کی مرضی چلے۔ اور وہ اس راہ میں پورے عزم و یقین کے ساتھ گامزن رہیں۔ اسلامی دنیا کا کوئی ملک ایسا نہیں جہاں یہ سرپھرے لوگ موجود نہ ہوں اور دنیا کی موجودہ گمراہی سے پار دوسری دنیا کا سودا اپنے دماغوں میں سمائے "دعوت حق" کے لئے نہ کمربستہ ہو گئے ہوں۔ لیکن ایک طرف تو یہ لوگ ہیں جو خدا کے بندوں کو ان کی دنیوی اور اخروی نجات کی خاطر خدا کی اطاعت کامل کی دعوت دے رہے ہیں اور دوسری طرف وہ لوگ ہیں جو ان کی اس جد وجہد کا عجیب و غریب مطلب لے رہے ہیں اور ان کی جان تک کے دشمن ہوتے جا رہے ہیں۔

۹ دسمبر ۵۴ء کو مصر کی فوجی آمریت نے اخوان المسلمین کے پانچ رہنماؤں کو پھانسی پر لٹکا دیا۔ ان کے دوسرے بھائیوں پر جو پھانسی پر نہ لٹکائے جا سکے ایسے وحشیانہ مظالم ڈھائے جن کی مثال تاریخ ظلم و جبر میں ملنی مشکل ہے۔ تقریباً بیس ہزار چیدہ چیدہ صاحب صلاحیت اور ہنرمند لوگوں کو پکڑ کر مصری جیلوں میں ٹھونس دیا گیا جہاں وہ آج تک پڑے سڑ رہے ہیں۔ پھر طرفہ یہ کہ ساری دنیا میں حکومت کی طاقت سے کام لیکر ان کے خلاف مکروہ پروپیگنڈہ کا آغاز کیا گیا۔ انھیں وحشی۔ مجنوں۔ پاگل اور قدامت پسند کے القاب سے نوازا گیا۔ ان کی طرف جھوٹی داستانیں منسوب کی گئیں۔ انسے فکری ہم آہنگی رکھنے والے دوسرے ملکوں تک کے لوگوں کو بدنام کرنے کے لیے عربی کے علاوہ دوسری زبانوں میں گمراہ کن لٹریچر اور دھماکہ کی اشاعت شروع کر دی گئی۔ ہر طرف اپنے آدمی چھوڑے گئے۔ باطل پرست طاقتوں کا تعاون حاصل کیا گیا۔ اس معاملہ میں کفر و اسلام کی تمیز تک اٹھا دی گئی اور وہ سب کچھ کیا گیا جو کسی نظیم فکری تحریک کو دبانے اور کچلنے کے لئے اس کا کوئی بدترین مخالف کر سکتا ہے۔ پھر لطف یہ ہے کہ اس کوشش پر بھی نام اور لیبل اسی "حق" اور خدا پرستی کا لگا ہوا ہے اسلامی اخوت اور بھائی چارگی کا لگا ہوا ہے ــــ دنیا میں اسلامی نظام قائم کرنے کا لگا ہوا ہے۔ ایک خطرناک سازشی ذہن جس حد تک جا سکتا ہے اس حد تک اخوان دشمنی اور درحقیقت ــــ "اسلام دشمنی" کی یہ تحریک چلائی گئی۔ لیکن نتیجہ میں کیا ہوا۔ حق کی جڑیں اور مضبوط ہو گئیں باطل کی بنیادیں اور کمزور ہو گئیں۔ حق اور باطل دونوں کا کردار سامنے آگیا۔ باطل اپنے آپ کو مخملیں لباس میں پوشیدہ نہ رکھ سکا۔ اور آج پھر شیطان کے اثرات زائل اور پژمردہ ہوتے نظر آرہے ہیں۔ ابھی حال میں تازہ خبریں آئی ہیں۔ پورٹ سعید پر برطانوی اور فرانسیسی درندوں کی طرح حملہ آور ہوئے تو اخوان نے انسانیت اور شرافت کی حفاظت کی خاطر جان کی بازی لگا دی اور عوام کی ہمت بندھائی اور ان کی رہنمائی کی۔ پورٹ سعید کی جانبازی اور بہادری کی داستان حق پسند اخوان کی سرفروشی سے مشہور ہوئی ہے اور تاریخ میں یہ کارنامہ بھی یادگار رہیگا۔ "اخوان" ہمارے دینی بھائی ہیں جس طرح ہر مسلمان ہمارا دینی بھائی ہے۔ اور اس اخوت کے رشتہ کو دنیا کی کوئی طاقت توڑ نہیں سکتی۔ ایک نظریاتی سماج میں اخوت کی بنیادیں۔ جغرافیائی سماج سے

مختلف ہوتی ہیں۔ لہذا اس واقعہ کے باوجود کہ ان کا اور ہمارا طریقہ اور راستہ مختلف ہے۔ ان کی اور ہماری تنظیم مختلف ہے۔ ان کی اور ہماری پالیسیاں مختلف ہیں۔ ان کے اور ہمارے مزاج اور کام کرنے کے ڈھنگ میں زبردست اختلاف ہیں۔ اور اس امر کو بھی تسلیم کرتے ہوئے کہ ان میں اور ہم میں اجتہادی اختلافات ہیں ——— ہم ان کے جذبۂ خدا پرستی اور اس میں کامل یقین کے عملی اظہار پر ان کو ہدیۂ تبریک پیش کرتے ہیں کیونکہ ان کی جرأت ایمانی صرف اسلام کے ماننے والوں کا نہیں بلکہ انسانیت کا عظیم اخلاقی ورثہ ہے وہ دنیا کے ہر خدا پرست کو چاہے وہ کسی مذہب سے تعلق رکھتا ہو ایک روشنی عمل سے آشنا کرتا ہے۔ ہم ذیل میں ایک اخوان قیدی کا خط نقل کرتے ہیں جو اس نے اپنے اہل خانہ کو جیل سے لکھا ہے اس خط کے مطالعہ سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ "اخوان" میں خدا پر ایمان کس درجہ اور مرتبہ کا ہے:—

اے میرے جگر گوشو!

"تم دونوں پر اور تمہاری امی جان پر سلامتی اور اللہ کی رحمت ہو!

اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ رنج و غم کے یہ بادل کب چھٹیں گے۔ اور کیا خبر کہ یہ اس وقت چھٹیں جب ہم پر قیامت گذر جائے۔ ابھی تو ان کا آغاز ہے انتہا کیا ہوگی خدا ہی جانتا ہے۔

اے بیٹو! امید کا دامن تھامے رہو ——— اللہ کی امید کا دامن کمزور کا مرکز امید قوی اور قادر ہی ہوا کرتا ہے اور اللہ وہ مرکز امید ہے جس کے دست قدرت میں پوری کائنات کی زمام ہے۔

انھیں (ارباب اقتدار کو) جو اختیارات حاصل ہیں ان سے کچھ بعید نہیں کہ وہ ہمارے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیں اور ہمارے لہو سے ہولی کھیلنے لگیں ——— لیکن ہماری روح پر انھیں کوئی غلبہ اور تسلط حاصل نہیں ہے اور یہ وہ روح ہے کہ ہم خلوت کے ان لمحات میں امید کرتے ہیں کہ اسے اس کی گہرائیوں سمیت اللہ کا بنا دینگے اور اس کی محبت اور بغض، امید اور خوف اور عشق و شوق کو اللہ کی ذات ہی کے لیے خالص کر دیں گے۔ تاکہ جب وہ گھڑی آئے جس کو مقدم و مؤخر کرنے کی کسی میں طاقت نہیں ہے تو ہم ایک پاکیزہ صاف ستھری اور راضی برضائے حق روح لیکر اپنے اللہ سے جا ملیں۔

اے بیٹو تمہارے باپ نے اور اس کے ساتھ اس کے بہت سے بھائیوں "اخوان" نے ——— جو شاید سب کے سب تمہارے باپ سے بہتر ہوں ——— ان سب نے اللہ کے سامنے ایک بہت بڑا دعویٰ کیا تھا انھوں نے دعویٰ کیا تھا کہ وہ اس کے سپاہی ہیں اور یہ کہ وہ اس کے نبیؐ کے وارث ہیں۔ اور اس کی کتاب کے حامل ہیں۔ اور اس کی راہ میں جہاد کرنے والے ہیں اور یہ کہ ان کی سب سے بڑی آرزو یہ ہے کہ انھیں اللہ کی راہ میں موت آئے۔ پھر اگر اللہ نے ان کو بڑی سخت آزمائش میں ڈال دیا ہے تو یہ کونسی بڑی بات ہے۔ عجیب بات تو یہ ہوتی کہ ان پر کوئی ابتلا نہ آتی اور ان کے اس قول ہی پر کہ ہم ایمان لائے۔ انھیں چھوڑ دیا جاتا ——— "اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ"۔

اے بیٹو اگر مجھے کبھی تمہیں دیکھنے کا موقع ملے تو امید ہے کہ میں تمہیں اللہ کے مطیع و فرمانبردار دو سپاہیوں کی صورت میں دیکھوں گا۔ لیکن اگر میں تمہیں نہ دیکھ سکا تو میرے لیے بھی یہی کافی ہے کہ تم دونوں کا اللہ نگراں ہے جو بہترین محافظ ہے اور یہ کہ تمہارے سر پر اس کی بہترین رحمت اور شفقت کا ہاتھ ہے۔

ہاں مجھے گمان ہے کہ اللہ اپنے چہرے سے مجھے محروم نہیں رکھے گا ——— اور اس سے امید کرتا ہوں کہ اللہ میری دعا قبول کرے گا ——— اے بیٹو تمہارا فرض ہے کہ تم اپنی زندگی کو خالصتاً اللہ ہی کے لیے وقف کرو اور اے میرے بچوں کی ماں! میری باوفا ساتھی جب آپ ہمارے آپس میں مل بیٹھنے کی گھڑی یاد کریں تو اس وقت جنت کی ملاقات کو یاد کیا کریں جو سچی اور حقیقی ملاقات ہے ..... ایسی ملاقات جس کے بعد فراق کی گھڑی کبھی نہ آئے گی ۔

(بشکریہ دعوت)

۔ میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ وہ ہمیں وہاں جمع کرے (المسلمون)

گیسوئے پرخم

زہرۂ سخن جنابہ سیدہ اختر صاحبہ

دل و جاں پہ چھایا ہے انکا ہی عالم! خوشا کاہش درد و بیتابیٔ غم!!
کسی کو خبر کیا جو ہے اپنا عالم! محبت کی دنیا، تری یاد و پیہم!
وہیں تک حدود تجلی ملیں گی! جہاں تک ہے میری بصیرت کا عالم!
مگر کیا خبر؟ کچھ سنا بھی کسی نے؟ زباں تک تو آیا تھا اک حرف مبہم!
یہی زخم دل کا ہے درماں شاید! مرے زخم دل کا نہیں کوئی مرہم؟
نہ پوچھو ہماری محبت کے آنسو! کبھی صرف شعلے، کبھی صرف شبنم!!
ہوائے تغافل جو مہلت ذرا دے! تو شیرازۂ دل بھی کر لیں فراہم؟
جنون تمنا کی اب کیا کمی ہے؟ سلامت رہیں ان کے گیسوئے پرخم!!!

چلو، آؤ، اختر! بہ فرط عقیدت!
کسی کے در پاک پر سر کریں خم!!

★

جناب عبدالمجید حیرت

آہ یہ ناکامی کے چکر بیٹھ رہے کتنے ہی تھک کر
آہ کسی کی یہ مجبوری رہ گئے کتنے کام اٹک کر
وقت کبھی کرتے ہیں پورا پھل بھی گر جاتے ہیں لپک کر
کہہ نہ سکے کچھ بھی ہم ان سے رہ گئے یوں ہی منہ کو تک کر
مل ہی گئی پھر منزل ورنہ جا نکلے تھے دور بھٹک کر
خود تو نہیں سورج بن جاتے سورج سے ذرات چمک کر

ہوتی ہی رہتی ہے حیرت
ساحل سے موجوں کی نکر

دیوبند سے!

کیا گردش دوراں کا فسوں دیکھ رہا ہوں
دیوبند تیرا حال زبوں دیکھ رہا ہوں!
سمٹا ہوا ساحل ہے کہ ٹھیری ہوئی موجیں
کیوں تیرے سمندر میں سکوں دیکھ رہا ہوں!
اٹھے تری آغوش سے کتنے ہی مجاہد
اغیار کا اب صید زبوں دیکھ رہا ہوں!
اللہ رے یہ مسند افتاء کی اہانت!
اپنوں کا بھی ہوتا ہوا خوں دیکھ رہا ہوں!
آوارگی فکر و نظر اہل حرم کی!
ناپختہ مگر جوش جنوں دیکھ رہا ہوں
جو داعی اسلام تھے وہ "دیش بھگت" ہیں
نیرنگی دوراں کا فسوں دیکھ رہا ہوں!
اسلاف کے دل بھی ترے فتووں سے ہیں مجروح
تکفیر کا یہ شوق فزوں دیکھ رہا ہوں
غیروں سے ہے الفت تجھے اپنوں سے ہے الجھاؤ
بدلا ہوا انداز جنوں دیکھ رہا ہوں
یہ منصب افتاء ارے فتووں کی یہ اندھیر!
فنکاری شیطاں کا فسوں دیکھ رہا ہوں
پنہاں اسی تخریب میں تعمیر کے انوار
چھٹ جائیں گے بادل، یہ شگوں دیکھ رہا ہوں
حق گوئی و بیباکی اسلاف کی سوگند
تجھ کو پئے اغراض نگوں دیکھ رہا ہوں
کس برق نگاہی کا یہ اعجاز ہے افسر
اب شعلہ فشاں سوز دروں دیکھ رہا ہوں

کھرے کھوٹے

تبصرہ و تنقید

تبصرہ کیلئے کتاب کے دو نسخے آنے ضروری ہیں ورنہ تبصرہ نہ ہوسکیگا

تصویریں از اسعد گیلانی۔ سائز ۲۰×۳۰ء۔ صفحات ۲۹۳۔ خوبصورت گرد پوش اور روشن کرامت طباعت، قیمت ۴ روپے۔

شائع کردہ:۔ مکتبۂ تعمیر انسانیت موچی دروازہ۔ لاہور۔ پاکستان

اسعد گیلانی کے قلم میں زعفرانِ ادب کی ایک ایسی طاقت ہے جس کو پوری سنجیدگی کے ساتھ دلچسپی پیدا کرنے کا سلیقہ آتا ہے۔ جو انسان کے اندر "صالح" جذبات اور افکار دونوں کو ایک ساتھ اور ایک سمت میں بیدار کر دیتی ہے۔ جس کو پڑھ کر دل شدت سے محسوس کرے اور دماغ سوچنا شروع کردے!

"تصویریں" اسی ادیب و ساحر کے قلم سے نکلے ہوئے بیس منتخب مضامین کا مجموعہ ہے جس میں "صرف ایک" کا تعارفی ٹکڑا بھی شامل ہے۔ کتاب کے ان مضامین میں ادبی تنوع اور رنگینی ہے یعنی وہ پورا تاثر (رد و ادبیہ) سرگذشت۔ تمثیل اور تاثراتی خاکہ جاتی داخلی خاکوں پر پھیلی ہوئی ہے۔ ادب کی تقریباً ان ساری ہی اقسام میں افسانوی پلاٹ کی جگہ حقیقی واقعات لیے جاتے ہیں اور اس طرح افسانے سے افسانہ تراشنے کے بجائے خود حقیقت اور صداقت کو ادبی حسن و جمال کے ساتھ افسانوی ادب میں پیش کیا جاتا ہے۔ پاکستان کی سرزمین پر اسلامی فکر کی جو تحریک جماعت اسلامی کے ذریعہ آرہی ہے یہ واقعات اس سے گہرا اور "مضبوط" رابطہ رکھتے ہیں بلکہ یہ تحریک اور اس کی فکری ذہنیت ان واقعات کا پس منظر قائم کرتی ہے۔ یہ واقعات جماعتی نظریات سے زیادہ اسکے انسانی کرداروں اور پروگرام سے زیادہ مدعی کے حالات و واقعات کی تصویر کشی کرتے ہیں۔ ان تصویروں میں اسعد گیلانی کے قلم نے ایسا مؤثر ترین رنگ بھرا ہے کہ پڑھنے والا اپنے آپ کو کتاب کے موضوع کے حوالے کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ ان کی تحریر میں سادگی پرکاری گیرائی اور گہرائی پائی جاتی ہے ـــ ایک ایڈیٹر ایک وزیر۔ احتجاج۔ تنہائی کا گھر۔ مولانا مودودی کی گلی کوچوں میں ـــ "اسے نا وحق میں نکلنے والو" ـــ ایک زمانہ صحبت با اہل ہے۔ اور سرحد اداکار ہیرے دلیرہ ـــ مضامین تاثر کی شدت اور تنوع کے لحاظ سے اس کتاب کی "دلچسپ چیزیں" ہیں۔

کتاب کا انتساب ہے "مقصد زندگی" کے نام۔ اور اس سے پہلے صفحہ پر یہ اقتباس ہے کہ ـــ "ادب کی یہ وہ قسم ہے جسے پیدا کرکے ادیب ارباب نشاط کے زمرہ سے باہر نکل جاتا ہے اور اسے میدان جنگ کے مورچوں میں سرگرم پیکار مجاہدوں کی ہمرکابی کا فخر حاصل ہو جاتا ہے"۔

کتاب صورت اور روح کے اعتبار سے زندگی۔ فن اور سلیقہ کی آئینہ دار ہے۔ کسی تحریک کا صحیح فہم حاصل کرنے کے لیے اس کے نظریات سے زیادہ اس کے انسانی کردار کا مطالعہ مفید ہے اور اس کے چاروں طرف حالات و واقعات کی داستان اس مطالعہ کو فیصلہ کن نتیجہ پر لانے کا ایک آسان اور مؤثر کام کرتی ہے۔ خالص ادبی نقطۂ نظر کے علاوہ اس مقصد سے بھی "تصویریں" کا مطالعہ بہت مفید ہو سکتا ہے۔ اور "دلچسپ" بھی!۔

چوہدری علی احمد خاں مرتبہ اسعد گیلانی، سائز ۲۰×۳۰، صفحات ۳۰۰، کاغذ کتابت طباعت دلنشیں۔ قیمت للعمر۔

شائع کردہ:۔ مکتبۂ تعمیر انسانیت لاہور۔ پاکستان۔

یہ کتاب چوہدری علی احمد خاں کے سوانح حیات پر مشتمل ہے جو بظاہر جماعت اسلامی کے ایک عظیم ہیرو اور انتھک کارکن تھے لیکن درحقیقت اس دورِ قحط الرجال میں ایک ایسے غیر معمولی مکمل اور فعال کردار کے انسان تھے جو کسی خاص جماعت کی نہیں بلکہ پورے اسلام کی نمائندگی کرتا تھا۔ اپنی اکتالیس سالہ زندگی کی شاہراہ پر وہ جو حیرت ناک عملی نقوش چھوڑ کر گئے ہیں یہ کتاب انپر سے پردہ اٹھاتی ہے۔ ایک ایسے انسان کی موت سے جہاں انسانیت کی دنیا میں ایک خلا واقع ہوا ہے وہاں اس کتاب کے ذریعہ مرحوم کی کامیاب زندگی کی وہ تفصیلات ابھر کر سامنے آگئیں ہیں جن کی روشنی میں سیکڑوں انسان اپنے کردار کو اونچا اٹھانے اور اپنی زندگی کو اسلامی تعلیمات کے سانچے میں ڈھالنے کی زبردست تحریک پا سکتے ہیں۔

یہ کتاب تعارف و مقدمہ کے بعد چودھری صاحب کی زندگی پر آٹھ مقالات پیش کرتی ہے۔ یہ ٹھوس سوانح ان مشاہیر کے قلم سے نکلے ہیں جن کو مرحوم کے ساتھ زندگی میں کام کرنے اور ان کے کردار کے ارتقاء کا مطالعہ کرنے کا موقعہ حاصل رہا تھا۔ ان میں پروفیسر عبدالحمید صدیقی ایم۔ اے۔ مولانا ابوالاعلیٰ مودودی۔ پروفیسر محمد عزیز ایم۔ اے۔ محمد عثمان صاحب ایم۔ اے۔ شیخ نواب الدین محمد نذیر مسلم۔ نیز مرحوم کے بھائی چودھری غلام احمد اور خود ان کی بیوہ کے نام شامل ہیں۔

ان سب نے مرحوم کی زندگی کو جس زاویہ سے قریب سے دیکھا تھا اسی انداز سے قلم بند کیا ہے اور اس طرح مختلف انسانوں کے قلم سے ایک انسانی زندگی کی متنوع کہانی ترتیب پائی ہے۔ اسکے بعد مختلف لوگوں کے بارہ اہم ترین تعزیتی خطوط اور نو تاثراتی مقالے ہیں۔ جو "نظر اپنی اپنی پسند اپنی اپنی" کے مطابق چودھری علی احمد خاں کی زندگی کے مختلف رخ روشنی میں لاتے ہیں۔ اس کے علاوہ مرحوم کی علمی تحریروں کے گیارہ اقتباسات اور سات خطوط بھی شامل کتاب ہیں۔ آخر میں "نگاہِ واپسیں" کے زیر عنوان مرتب کتاب نے اس تمام مواد پر نظر ڈال کر اس پھیلی ہوئی تصویر کو چھوٹے سے پیمانے پر پیش کر دیا ہے اور یہیں پر یہ قیمتی کتاب ختم ہو گئی ہے۔

کتاب کو بہت محتاط اور معقول طرز پر ترتیب دیا گیا ہے، ایک شخص کے متعلق ایک ہی انسان کے تاثرات پر عقیدت، حسن بیان اور مبالغہ آرائی کا اشتباہ ممکن تھا۔ لیکن مختلف زاویوں سے مختلف لوگوں کا بیان مرنے والے کی زندگی کا ایک ایسا مشترکہ اور قابل اعتماد خاکہ پیش کرتا ہے جس کو دل و دماغ قبول کرنے پر مجبور ہیں۔ پھر ان کہنے والوں میں وہ بھی ہیں جنھوں نے بھائی اور بیوی کی حیثیت سے مرحوم کی زندگی کو جلوت اور خلوت کی تمام وسعتوں کے ساتھ بار بار دیکھا تھا۔

ان تمام مشترک اور مختلف بیانات کے نتیجہ میں ایک ایسے انسان کی حق پرست اور فعال زندگی سامنے آتی ہے جس نے حق کے لیے جینے اور مرنے کی قسم کھائی تھی اور اس کو پورا کر دکھایا۔ یقین و ایمان سعی و عمل۔ ایثار و قربانی اور مصائب و شدائد میں صبر و استقامت کا عظیم الشان مظاہرہ کر کے انھوں نے اس حقیقت کو ثابت کر دکھایا کہ ایک بلند کردار مسلمان کو اس کے اصول و عقاید کے راستے سے نہ زندگی کی سخت ترین صعوبتیں ہٹا سکتی ہیں اور نہ موت کا خوف اور نہ خود اس کے جذبات نفس۔ وہ اندر اپنی جبلی خواہشات سے لڑتا ہوا اور باہر ماحول سے ٹکراتا ہوا اپنی منزلِ حقیقت کی طرف سرگرم سفر رہتا ہے۔

چوہدری علی احمد خاں مرحوم نے ایک راجپوت خاندان میں آنکھ کھولی اور پولیس کے محکمہ میں معاشی جدوجہد کا مقام پایا تھا۔ جہاں اسلامی تقاضوں کے احساس و شعور نے سر اٹھانے کا کم سے کم امکان ہو سکتا ہے۔ لیکن ان کے ضمیر کی ہیجانی کروٹ اور ایمان کے طلاطم نے ان کے گرد و پیش کے اس قفس کو پارہ پارہ کر کے ان کو اقامت دین اور عملی اسلام کی طوفانی گود میں لا پہنچایا۔ سب سے پہلے قدم پر انھوں نے اس دور کی سب سے بڑی قربانی پیش کی۔ جب پولس کی معقول سروس کو ٹھکرا کر انھوں نے کسب حلال کے لیے ایک چھوٹے سے ہوٹل میں خود اپنے ہاتھ سے روٹی پکانے کا کام شروع کیا۔ اور پھر وہاں سے جماعت اسلامی سے منسلک ہو کر تحریک اسلامی کو اپنی انفرادی اور ساتھ ہی اجتماعی زندگی میں آگے بڑھانے کی سخت ہمت آزما مہم کا آغاز کر دیا۔ نسلی غرور۔ اولاد کی محبت۔ اقتصادی منفعت اور ذاتی مفادات کے حسین ترین مواقع کو مجاہدانہ طور پر قربان کرتے ہوئے وہ برابر اپنے دینی آئیڈیل اور مقصد حیات کی طرف بڑھتے رہے۔ ان کی زندگی گھریلو دائرہ میں دو بیویوں کے درمیان اسلامی منصفانہ طرز عمل رکھنے والے شوہر۔ کم مائیگی کے باوجود عزیزوں اور دوستوں کے حقوق میں عزیمت آمیز ایثار کرنے والے انسان اور جماعتی محاذ پر فکر و عمل کا بہترین

مومن۔ اور غیر مسلم اس کو ایک مکمل انسان سمجھتے تھے۔ جس کے سینہ میں ایک خدا ترس عابد کا دل۔ جس کے قدموں میں عمل کی دھمک اور جس کے دماغ میں ایمان و عمل کی حرارت اور فکر و نظر کی گہرائیاں تھیں۔ یہ ہے وہ زندگی کا افسانہ جو اس کتاب کے صفحات میں پورے شرح و بسط اور معیاری توازن کے ساتھ بکھرا ہوا ہے

جماعت اسلامی سے ان کا تعلق ایک سطحی انسان کی جذباتی حمایت کا نتیجہ نہیں تھا۔ بلکہ اس حقیقت کی تشریح تھا کہ ان کی روح جس تحریک اور نظام عمل کی بے چینی سے منتظر اور جویا تھی۔ وہ اس جماعت میں ان کو مل گئی تھی۔ مولانا مودودی سے ملنے کے بعد خود ان کے الفاظ میں ان کا تاثر یہ تھا کہ "میں نے زندگی میں ایک آدمی دیکھا ہے جو تحریری اور عملی طور پر عین سنت رسول اور احکام قرآن کریم کے مطابق اپنی زندگی بسر کر رہا ہے۔ جس چیز کے لیے میرا دل بے چین اور پریشان تھا مجھے آج وہ چیز مل گئی ہے"۔ کاش اجماعی تعقیبات میں کاغذی جنگ لڑنے والے اس کے انسانی کردار کے آئینہ میں اپنے استدلال کی تنگ نظری اور ظالمانہ سطحیت کا اندازہ لگانے کی کوشش کریں۔ یہ کتاب بلند ادبیت کی رنگینی اور سوانح حیات کے ٹھوس حقائق لیے ہوئے ایسی مستحسن کوشش کا دروازہ کھولتی ہے اور دعوت مطالعہ دیتی ہے۔

کیا دین قائم ہے؟

از شید اقادری، سائز ۲۰×۳۰/۱۶ صفحات ۳۲۔ کاغذ کتابت طباعت نفیس۔

دنیا میں ستر اسی کروڑ مسلمانوں کی تعداد اور زمین کے کرہ پر کروڑوں مساجد کو دیکھ کر ایک عام مسلمان سوچتا ہے کہ دین قائم ہے اور اسلام پھیلا ہوا ہے، دینی احیاء کی تحریکات کے لیے عوامی بے اعتنائی کی یہی بنیادی وجہ ہے۔ شیدا صاحب نے اس مختصر سی کتاب کے ذریعہ یہ حقیقت سمجھائی ہے کہ گناہوں اور جرائم کے اس غلیظ ماحول میں ایمان و عمل سے محروم گوشت پوست کے مسلمانوں کا وجود قیام دین کے لیے کافی نہیں بلکہ اقامت دین ایک بہت بلند وسیع اور عقیدہ کے لحاظ سے اولین لازمی چیز ہے کتاب کا آسان اور فہم اختصار ہمہ گیر طور پر خاص و عام کے لیے ایمان افروز اور سنسنی خیز حد تک عبرت آموز ہے۔

قادیانی چکر

(چن بشن ویش ور)

از پروفیسر الیاس برنی۔ صفحات ۱۶

قیمت کچھ نہیں، ملنے کے پتے:۔ (۱) بیت السلام۔ سیف آباد حیدرآباد دکن (۲) دفتر ماہنامہ فاران کراچی۔ پاکستان۔

قادیانیت کے "فتنہ مسیح موعود" کے بعد دوسرا فتنہ صدیق دیندار چن بشن ویشور نے اپنے متعلق یوسف موعود کا اعلان کر کے شروع کیا ہے۔ یہ شخص اپنی خانقاہ میں مخالف پیغمبروں کے ہمنام رسول ان کے "موعود" بنا کر نکال رہا ہے۔

پروفیسر برنی جن کی رد قادیانیت کی تحلیل اور ریسرچ میں خاص خدمات ہیں اس فتنہ کو مسیح موعود اور قادیانیت کا رد عمل اور شاخسانہ قرار دیتے ہیں۔ یہ کتابچہ اس نئے شر کا پول کھولتا ہے اور سیدھے سادے مسلمانوں کو گمراہ ہونے سے بچاتا ہے، رفاہ عام کے لیے کتاب مفت تقسیم کی جا رہی ہے۔ صرف ایک آنہ محصول ڈاک بھیج کر اس کی دو کاپیاں منگائی جا سکتی ہیں۔

حیدرآباد کے بڑے لوگ

از:۔ سید غلام پنجتن شمشاد۔

سائز ۲۰×۳۰/۱۶ صفحات ۱۵۲، کاغذ و طباعت پاکیزہ، قیمت عہ ملنے کا پتہ:۔ سب رس کتاب گھر خیریت آباد حیدرآباد دکن۔

یہ کتاب سلسلہ مطبوعات ادارہ ادبیات اردو کے شعبہ تاریخ و ثقافت دکن کی ایک کڑی ہے جس میں حیدرآباد دکن کی ان پندرہ مسلم غیر مسلم شخصیات کا تاریخی تذکرہ ہے جنھوں نے اسی کتاب کے پیش لفظ کے مطابق حیدرآباد کی "تعمیر جدید" میں عملی حصہ لیا ہے۔ کتاب کا مقدمہ دکن کے مشہور نقاد ڈاکٹر محی الدین زور کا تحریر کردہ ہے۔ ان کے الفاظ میں "اس کتاب کے مطالعہ سے حیدرآباد کی گذشتہ نصف صدی کی زندگی نظروں کے سامنے آجاتی ہے اور ان اصحاب کی خدمات اجاگر ہو جاتی ہیں جنھوں نے اس مرحوم ریاست کی بیداری اور ہمہ جہتی ترقی کے لیے بے لوث خدمات انجام دی ہیں"۔

شمشاد صاحب نے دلچسپی اور شگفتگی تحریر کے ساتھ سوانح کی بیانیہ تفصیلات میں تخلیقی اور فکری رس سمونے کی کوشش کی ہے لیکن چونکہ کتاب خالص وطنی اور سیاسی نقطۂ نظر سے لکھی گئی ہے

اس لیے اس کے "بڑے لوگوں کی" کی فہرست میں صرف وہی لوگ آسکے ہیں جن کو موجودہ سیاسی، وطنی اصطلاح میں بڑا کہا جا سکتا ہے، کتاب کی اسی جدید خوبی اور خصوصیت نے اس کے عنوان اور نام کی وسعتوں کو تنگ کر دیا ہے۔

شمع توحید کے پروانے

از شید اقادری، سائز ۲۰×۳۰/۱۶ صفحات ص ۲۰ - قیمت درج نہیں۔

ملنے کا پتہ:- نور ایمان، رام نگر، ضلع بنارس۔

اس کتاب میں ان جلیل القدر صحابہ اور صحابیات کا اثر انگیز تذکرہ ہے جنھوں نے اسلام کے نام پر اپنی زندگی کی ہر راحت اور ہر ایک دولت بلکہ پوری زندگی وقف کر دی تھی۔ "ہم پیدائشی مسلمانوں" کے لیے ان ہستیوں کی صبر آزما سختیوں اور لرزہ خیز قربانیوں کا یہ سچا افسانہ انتہائی سبق آموز ہے، جنھوں نے اسلام کو اپنی زندگی کی قیمت پر حاصل کیا تھا اور پھر اس کو ساری دنیا تک پہنچایا تھا۔

اس کتاب کی بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں بہت مستند کتابوں کے معتبر واقعات، سلیس اور دلنشیں زبان میں بیان کیے گئے ہیں۔

نماز کی پکار

از شید اقادری - سائز ۲۰×۳۰/۱۶ صفحات ص ۱۶ قیمت تحریر نہیں۔

ملنے کا پتہ:- کتاب منزل رام نگر، بنارس۔

موت کے بعد پہلی منزل پر نماز کی پرسش ہوگی، اس قدر اہم ترین فرض کے سلسلہ میں عام طور پر عملی فقدان پایا جاتا ہے، یہ کتاب اس دنیوی نقصان اور اخروی عذاب کی خبر سناتی ہے جو نماز نہ پڑھنے کے بعد خدا کی طرف سے تیار کیا گیا ہے، نماز پڑھنے کے ساتھ دوسروں کو نماز پڑھانا بھی ایک مسلمان کا اجتماعی فریضہ ہے چنانچہ اس سلسلہ میں وعظ و نصیحت کا مناسب ترین طریقہ بھی اس کتاب میں بتایا گیا ہے، یہ کتاب نماز کے سلسلہ میں اپنی اصلاح اور اور دوسروں کی ترغیب کے لیے بہت مفید اور مؤثر ثابت ہوگی۔

رسول غیروں میں مقبول

مرتبہ:- شید اقادری سائز ۲۰×۳۰/۱۶ صفحات ص ۲۱ قیمت درج نہیں۔

ناشر:- مکتبہ ملیہ، متصل اونچی مسجد، مدنپورہ، بنارس۔

یہ کتابچہ دنیا کے پندرہ غیر مسلم مشاہیر کی زبان میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خراج عقیدت کے معتبر اقتباسات پیش کرتا ہے کسی انسان کی اس تعریف میں کسی شک کی گنجائش نہیں ہوتی جو اسکے نہ ماننے والوں کے زبان و قلم سے نکل رہی ہو، یہ کتابچہ اس لحاظ سے معلومات افزا بھی ہے اور مسلمانوں کے ایمان و عمل کی بیحسی کے لیے عبرت آموز بھی۔

چالیس حدیث

مرتبہ و مترجمہ عبدالصمد ندوی — سائز جیبی — صفحات ص ۴۸ قیمت ۴ر۔

ناشر:- ٹی۔ کے۔ ایس جمال الدین جمالیہ پریس مدراس ۱۴

احادیث میں چالیس حدیثوں کو یاد کرنے پر بہت عظیم ثواب کی بشارت دی گئی ہے، اس کے پیش نظر بہت سے کتابچے چالیس حدیثوں پر مشتمل پائے جاتے ہیں، لیکن بہت کم ہیں جنکو مستند اور صحیح احادیث کے معیار سے شائع کیا گیا ہو، یہ کتابچہ اس سلسلہ میں ممتاز ہے کہ اسمیں معتبر حدیثیں اور وہ بھی مختصر ترین جمع کی گئی ہیں اور ساتھ ہی اردو ترجمہ دیا گیا ہے۔ مؤلف نے اس کا ترجمہ تامل زبان میں بھی شائع کیا ہے جو دکن کے مسلمانوں کے لیے از حد مفید ہے۔ اس سے فائدہ نہ اٹھانا بدنصیبی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ مؤلف کو جزائے خیر عطا کرے۔

پندرہ روزہ اسٹوڈنٹس کراچی

اسلامی جمہوریہ نمبر قیمت ۲ر

زیر ادارت:- جناب منظور احمد و جمیل احمد خاں۔

یہ پندرہ روزہ رسالہ انگلش میں کراچی سے شائع ہوتا ہے۔ اپنی ۲۵ مارچ کی اشاعت کو اس نے "اسلامی جمہوریہ نمبر" کی شکل میں شائع کیا ہے اور فکر انگیز مواد بہت اچھے ادبی اسلوب میں پیش کیا ہے اس سلسلہ میں ایڈیٹوریل کے علاوہ مولانا امین احسن اصلاحی کا مقالہ "اگلا اقدام" قابل مطالعہ ہے رسالہ کے مستقل عنوانات میں "کالجوں کے گرد و پیش" بہت دلچسپ اور مفید ہے یہ پرچہ انگریزی صحافت کے محاذ پر تعمیر پسند صالح طلباء کی ذہنیت کا ترجمان ہے۔ اور اس کا مستحق ہے کہ اس کو مطالعہ میں رکھکر اس کی سرپرستی کی جائے۔

الشجرۃ طیبہ

سائز ۲۶×۲۰ صفحات ۴۲ قیمت دس آنے۔

مؤلفہ:۔ جناب محمد عبداللہ صاحب۔ وشایع کردہ سید الورشید بشیر احمد شاہ صاحب۔ صدر مدرس مدرسہ سراج العلوم ودھران۔ ضلع ملتان۔

اس کتاب میں سرور کائنات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے شجرۂ طیبہ پر علمی و تاریخی تحقیق کی گئی ہے، اور شجرۂ مبارک کے سلسلہ کو ابوالبشر حضرت آدمؑ تک ملا دیا گیا ہے۔ ساتھ ساتھ حسب و نسب کے سلسلہ میں تاریخی کوائف بھی شامل کیے گئے ہیں۔ اس کتابچہ کی ترتیب میں علامہ شبلی اور جناب محمد سلیمان صاحب کی کتابوں سے استفادہ کیا گیا ہے۔

اس قسم کی تحقیقات کا تاریخ کے اسلامی معیار پر جو کچھ بھی وزن اور قیمت ہو مگر اس کاوشوں کے خلوص و محنت سے انکار نہیں کیا جا سکتا ہے۔ اس موضوع سے جن لوگوں کو نظری دلچسپی ہوتی ہے ان کے لیے یہ کتاب بہت دلچسپ ثابت ہوگی۔ واللہ اعلم بالصواب۔

مکتبہ تجلی سے کتابیں خرید کر ادارۂ تجلی کا ہاتھ بٹائیے

ماہنامہ معیار کا

لکھنؤ کانفرنس نمبر

وسط اپریل میں شائع ہو رہا ہے

یہ خاص اشاعت اس عظیم الشان ادبی کانفرنس کی قابل قدر یادگار ہوگی، جس میں لکھنؤ، دہلی، حیدرآباد، رامپور، اعظم گڈھ، ٹانڈہ، بارہ بنکی، علیگڈھ، جونپور، بنارس، الہ آباد، میرٹھ، دیوبند، فیروزآباد، جھانسی، اور ہندوستان کے دیگر مقامات پر بسنے والے اسلامی ادیبوں اور شاعروں نے حصہ لیا، — بلند پایہ مقالوں — روح پرور نظموں — کیف آور غزلوں سبق آموز افسانوں اور ڈرامہ کے علاوہ مولانا عبدالماجد دریابادی، ادیس پروفیسر ضیاء احمد بدایونی کے پیغامات، حضرت شفیق جونپوری اور مولانا عامر عثمانی کے صدارتی خطبات، ایڈیٹر صدیقی صدر ادارہ ادب اسلامی کا لکھنؤ کانفرنس سے متعلق مختلف عنوانات پر تین نشستوں کے مذاکروں اور مباحثوں کا تفصیلی متن اور ڈیڑھ میں منعقد ہونے والے خصوصی سمپوزیم "اسلامی ادب کیا ہے" کی رپورٹ (یہ اشاعت ادیبوں اور ادب نوازوں کو ایک نئی شاہراہ دکھلائی ہے) جن خریداروں اور ایجنٹوں پر رقوم واجب ہیں وہ براہ کرم فوراً ادائیگی فرمادیں ورنہ ان کی خدمت میں لکھنؤ کانفرنس نمبر نہیں ارسال کیا جا سکیگا، مستقل خریداروں کے علاوہ جو حضرات کانفرنس نمبر حاصل کرنا چاہیں وہ قیمت (ایک روپیہ) پیشگی ارسال فرما کر اپنا پرچہ محفوظ کرالیں۔

دفتر ماہنامہ "معیار" شاہ پیر گیٹ۔ میرٹھ (یو۔پی)

پیسے اور وقت کا بہترین مصرف

طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم و مسلمۃ
(حدیث)

علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے
(حدیث)

دینی و علمی کتابوں کا مطالعہ فرمائیے

تحفۂ اثنا عشریہ (اردو)

حضرت شاہ ولی اللہؒ کے بڑے صاحبزادے حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کی یہ مشہور زمانہ تصنیف شیعوں کے رد میں ہے، مسائل دینیہ میں شیعہ حضرات جو عقائد رکھتے ہیں ان پر مفصل بھرپور اور لاجواب تنقید کئے برس ہو گئے لیکن شیعہ مجتہدین اس کا جواب نہ لاسکے (۶۲۴) صفحات کی یہ ضخیم بے نظیر تصنیف عمدہ کاغذ پر چھپی ہے، ترجمہ سلیس اور عام فہم قیمت تیرہ روپے۔ مجلد پختہ پندرہ روپے۔

رسول اللہ کی سیاسی زندگی

شہرۂ آفاق محقق ڈاکٹر حمید اللہ کے قلم سے۔ اشتہار میں اس کتاب کی تمام خوبیوں کا اجمالی تعارف بھی ممکن نہیں، بس مختصر یہ ہے کہ (۴۰۰) صفحات میں بیش بہا مضامین و معلومات کے خزانے بھرے ہوئے ہیں، متعلقہ نقشہ جات اور حضور کے گرامی ناموں کی اصل کے فوٹو بھی شامل کتاب ہیں، ہدیہ مجلد چار روپے آٹھ آنے۔

شاہ ولی اللہؒ کی شہرۂ آفاق تصنیف

حجۃ اللہ البالغہ

سلیس اردو ترجمہ

از علامہ عبدالحق حقانی۔ نور محمد اصح المطابع نے اپنی بینظیر معروف خوش اسلوبی کے ساتھ مع متن چھاپا ہے، لکھائی چھپائی کاغذ سب معیاری،

(دو حصوں میں مکمل مجلد کی قیمت بیس (۲۰) روپے)

فاران کا سیرت نمبر

فاران کے ضخیم سیرت نمبر نے اپنے لاجواب مضامین، نثر و نظم کے باعث جو عظیم شہرت و مقبولیت حاصل کی اس کے پیش نظر ہم نے کچھ نئے برائے فروخت منگالیے ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ یہ نمبر نہ صرف مطالعہ کے بلکہ محفوظ رکھنے اور بار بار پڑھنے کے لائق ہے۔

قیمت وہی دو روپے آٹھ آنے، علاوہ محصول ڈاک۔ شائقین جلد طلب فرمائیں۔

صحیفۂ ہمام ابن منبہ

مشہور صحابی رسول ابوہریرہؓ کا ایک شاگرد ابن منبہ کے لیے مرتب کیا ہوا مجموعۂ حدیث جسے مشہور محقق جناب ڈاکٹر حمید اللہ نے ایڈٹ کیا ہے۔ اور پوتھی بار شائع کیا ہے، شروع میں فن حدیث پر لاجواب مقدمہ ہے احادیثوں کو روشن ٹائپ سے چھاپ کر مقابل کے صفحہ پر ترجمہ، تفسیری نوٹ دیئے گئے ہیں، اس صحیفہ سے بخاری و مسلم وغیرہ کی صحت کی تصدیق ہوتی ہے، یہ صحیفہ کہاں سے کب ملا، اس کی تفصیل بھی کتاب ہی میں دیکھئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چند مکتوبات مقدسہ کے فوٹو بھی شامل کتاب ہیں کاغذ عمدہ سفید، ہدیہ تین روپے آٹھ آنے (مجلد چار روپے آٹھ آنے)

خاصان خدا کی نمازیں

نمازیں ہمارے دل کیوں نہیں لگتا؟ ہم نمازوں کی روحانی خیر و برکت سے محروم کیوں ہیں؟ ہمیں نماز کی لذت اور خیر و برکت کیونکر حاصل ہو سکتی ہے؟ ان سوالوں کا جواب آپ کو اس کتاب میں ملے گا، ایسی تفصیل سے درج ہے کہ حضرت رسول اللہ آپ کے صحابہ ائمہ اور اولیاء وغیرہم کس طرح نماز پڑھا کرتے تھے۔

قیمت ۱۲ر

مکتبہ تجلی دیوبند ضلع سہارنپور (یو۔پی)

تفسیر ابن کثیر (اردو)

کون باخبر مسلمان ہے جس نے اس شہرہ آفاق تفسیر کا نام نہ سنا ہوگا، مژدہ تو کہ کارخانہ "اصح المطابع" نے اس عظیم تفسیر کا نفیس اردو ترجمہ مع آیات حسن و خوبی کے ساتھ شائع کر دیا ہے، پانچ جلدوں میں مکمل، قیمت مجلد پینسٹھ (۶۵) روپے۔

ہر جلد علیحدہ علیحدہ بھی مل سکتی ہے

جلد اوّل سترہ (۱۷) روپے۔ دوم بارہ (۱۲) روپے آٹھ آنے۔ سوم بارہ (۱۲) روپے آٹھ آنے۔ چہارم سولہ (۱۶) روپے۔ پنجم بارہ (۱۲) روپے۔ ہر جلد مجلد ہوگی۔

تفسیر بیان القرآن اردو

حکیم الامت مولانا اشرف علیؒ کی یہ مشہور زمانہ تفسیر محتاج بیان نہیں ہے۔ یہ اتنی مستند مانی گئی اور اتنی مقبول ہوئی کہ بعد کے اکثر مفسرین نے اسے اپنی تفسیروں کی بنیاد بنایا۔ اس میں نہ صرف نفیس ترجمہ اور عمدہ تفسیر ہے بلکہ حواشی پر تشریح لغات بھی ہے، اور جن آیات کے متعلق کسی صحابی سے کوئی تفسیر منقول ہے اس کا بھی تذکرہ ہے، عمدہ طباعت و کتابت، سفید گلیز کاغذ سائز بڑا، مکمل بارہ حصے، ہدیہ ساٹھ (۶۰) روپے (مجلد دو جلد میں ستر (۷۰) روپے)

ایک مرکۃ الآرا نادر کتاب

البیان فی علوم القرآن (اردو)

مشہور "تفسیر حقانی" کے مصنف مولانا عبدالحق محدث دہلوی کی عظیم الشان کتاب وہی ہے، جس کی توصیف میں علامہ انور شاہ صاحب جیسے علامہ نے یہ الفاظ لکھے کہ "اگرچہ اس کی نظیر ممکن ہے واقع نہیں" خدا کی ذات، صفات، اثبات نسخ، ملائکہ، جزا و سزا، قبر، جنت، دوزخ نبوت، ناسخ و منسوخ، استعارہ و کنایہ اور انتشار قرآت کی بحثیں صفحات (۶۳۸) کاغذ، لکھائی چھپائی معیاری۔ قیمت چودہ (۱۴) روپے (مجلد پختہ سولہ (۱۶) روپے)

شیخ الاسلام امام غزالیؒ کی شہرہ آفاق تصنیف
کیمیائے سعادت کا اردو ترجمہ

اکسیر ہدایت

آپ ہم سے طلب فرما سکتے ہیں، آپ کا دینی مطالعہ یقیناً تشنہ رہے گا اگر آپ اس معرکۃ الآرا کتاب کو ملاحظہ نہیں فرمائیں گے کتابت و طباعت سب معیاری، قیمت مجلد پندرہ (۱۵) روپے۔
(غیر مجلد ساڑھے بارہ روپے)

امام اعظم ابوحنیفہؒ کی مفصل سوانح حیات

سیرۃ النعمانؒ

از علامہ شبلی نعمانی۔ مسلمانوں کی اکثریت امام ابوحنیفہؒ کی پیرو ہے، لیکن کم لوگ ہیں جو دین کے اس اطل جلیل کی سوانح حیات سے واقف ہوں۔ سیرۃ النعمان اسی کمی کو پورا کرتی ہے۔ اس میں آپ کی زندگی کے مفصل حالات اور ایمان افروز واقعات جمع کیے گئے ہیں۔ تازہ ایڈیشن قیمت تین روپے (مجلد چار روپے)

شہادۃ الاقوام

مصنفہ حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی صاحبؒ

تمام غیر مسلم مذاہب، عیسائی، یہودی، ہندو، آریہ، سکھ وغیرہ کے مشاہیر اہل قلم کے مضامین جن میں اسلام کے فضائل اور حقانیت کا اقرار ہے جمع کیے گئے ہیں۔

کاغذ عمدہ، قیمت عمدہ

(واضح رہے کہ یہ کتاب نایاب ہے، چند ہی نسخے ہاتھ آگئے ہیں)

حکیم الامت مولانا اشرف علیؒ کی چند کتابیں

حیات المسلمین (اردو) حکیم الامت مولانا اشرف علیؒ نے اس کتاب میں ایسی اہم دینی چیزیں شامل کی ہیں جنکو اختیار کرکے مسلمان کی زندگی صحیح معنی میں اسلامی زندگی ہو جاتی ہے، جو اہم اصول و عقائد اور اعمال و عبادات مختلف مذہبی کتابوں میں بکھرے ہوئے ہیں ان کو یکجا کرکے ہر شخص کے لیے تکمیل عقائد اور تکمیل عبادت کی مشکل راہ آسان کر دی ہے، مجلد مع خوبصورت ڈسٹکور، قیمت عہ

اصلاح الرسوم (اردو) از حضرت مولانا اشرف علیؒ۔ زندگی کے ہر شعبہ میں بے شمار رسمیں اور طریقے ایسے رائج ہو گئے ہیں جو کہ فی الحقیقت غیر اسلامی ہیں، لیکن ہم لاعلمی کے سبب ان کی برائی سے واقف نہیں، ایسے رسم و رواج کی اصلاح کے لیے حضرت حکیم الامت کی یہ تصنیف بیش بہا تحفہ ہے زبان عام فہم سلیس، آخر میں رسالہ "صفائی معاملات" بھی شامل ہے، کتاب مجلد ہے مع خوبصورت رنگین ڈسٹکور، قیمت عہ

تعلیم الدین (اردو) از حضرت مولانا اشرف علیؒ۔ بہت آسان اردو میں دین کے ضروری احکامات دل نشیں تشریحات، شرک و بدعت کی تفصیل، تصوف کے نکات پر معلومات آفریں بحث، تصور شیخ، سماع اور دیگر اہم مباحث خوبصورت ڈسٹکور، مع جلد قیمت عہ

مولانا اسماعیل شہیدؒ کی دو شہرۂ آفاق اور معرکۃ الآرا کتابیں

صراط مستقیم (اردو) جو عرصہ سے نایاب تھی اور اب روشن کتابت و طباعت کیساتھ شائع کی گئی ہے، بدعات کا رد اور لطائف دین کی تحقیق، قیمت مجلد تین روپے (مجلد اعلیٰ چار روپے)

تقویۃ الایمان (اردو) تمام متعلقہ رسائل کیساتھ تازہ ایڈیشن، تائید ایمان اور تردید باطل کی ایک دلیل روشن جسنے اہل بدعت اور ارباب باطل میں ہلچل مچا دی، قیمت چار روپے (مجلد پانچ روپے)

محمد بن عبدالوہابؒ

از مولانا مسعود عالم ندویؒ

بارہویں صدی ہجری کے مشہور مصلح شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب نجدیؒ کی سیرت اور دعوت پر علمی و تحقیقی تصنیف، جس میں مغرب و مشرق کے تمام ماخذ پوری طرح کنگھال کر غلط فہمیوں اور غلط بیانیوں کی حقیقت واضح کی گئی ہے۔

نہ صرف کتابوں کے حوالے ہمرشتہ ہیں بلکہ ان کتابوں کی علمی و تاریخی پوزیشن اور مقام کو بھی تفصیلاً بیان کیا گیا ہے، کتاب کی ثقاہت و اہمیت کے لیے فاضل مؤلف کا نام ہی کافی ہے، قیمت دو روپے آٹھ آنے

اسباب زوال امت دنیائے اسلام کے لاجواب اہل قلم امیر شکیب ارسلان کی شہرہ آفاق تصنیف اردو لباس میں، قیمت مجلد عہ

فتنۂ انکار حدیث کا منظر و پس منظر

"اہل قرآن" کا لقب اختیار کرنیوالے خادمین اسلام کا پورا حال، ان کے علم و کمال کے نمونے، ان کی ذہنیت اور مقاصد کے خاکے ان کی تدلیس و تلبیس کا نقشہ، ان کے دعووں کی حقیقت، انکی خدمت اسلام کا حقیقی مفہوم اور دیگر ضروریات کے لیے یہ کتاب اپنا جواب آپ ہے اس کے مطالعہ کے بعد انشاء اللہ آپ "اہل قرآن" کی قرآنی دشمنی سے بیخبر نہ رہیں گے، اسے پڑھیے اور ضرور پڑھیے، دو حصوں میں صفحات (۶۴۴) قیمت چھ روپے آٹھ آنے۔

نصرۃ الحدیث حدیث کے موضوع پر لاجواب کتاب بہت سے مختلف فیہ مسائل کا تجزیہ، معلومات مفیدہ کا خزینہ، عمدہ کتابت و طباعت، قیمت دو روپے آٹھ آنے۔

علم الحدیث

جس میں فلسفۂ علم حدیث کی انتہائی تحقیق کی گئی ہے اور دکھایا گیا ہے کہ یورپ کو آج جس فلسفۂ تاریخ پر ناز ہے، اسلام ہزار برس پہلے اس کو مکمل کر چکا ہے۔

پٹنے کی ہلکی جلد قیمت عہ

مکتبہ تجلی دیوبند ضلع سہارنپور (یو۔پی)

حضرت شاہ ولی اللہؒ کی دو مشہور کتابیں اُردو لباس میں۔

خیر کثیر دینی نکات و لطائف اور اسرار و حکم پر مشتمل یہ کتاب میں دو سو عنوانات سے بحث کرتی ہے۔ قیمت مجلد تین روپے آٹھ آنے

فیوض الحرمین شاہ صاحب کے زیارت و حج کے مشاہدات اُن کے خاص رنگ میں۔ قیمت مجلد ایک روپیہ چار آنے

لاجواب اُردو عربی ڈکشنری

مصباح اللغات جیسی مشہور ڈکشنری کے مؤلف جناب ابوالفضل عبدالحفیظ صاحب مدظلہٗ کی ذات گرامی محتاج تعارف نہیں۔ آپ نے ترجمہ کرنے والے اور دیگر شائقین کی آسانی کیلئے ایک ایسی ڈکشنری تیار کر کے شائع کی ہے جس میں کسی بھی اُردو لفظ کا ترجمہ نہایت آسانی سے دیکھا جا سکتا ہے۔ اس طرح کی ڈکشنری فی زمانہ کم و بیش نایاب تھی، اور حقیقت یہ ہے کہ فاضل مؤلف نے ایک زبردست کمی کو بروقت پورا کیا ہے۔ دوسری زبانوں کے جو الفاظ اُردو میں مستعمل ہیں، مثلاً سکریٹری، پنچھٹ، ریل وغیرہ ان کو بھی خصوصیت اور توجہ سے شامل کیا ہے۔ لکھائی چھپائی پاکیزہ کاغذ عمدہ، مجلد بیچ ڈسٹ کور۔ قیمت چھ روپے

خصائل نبوی صحاح ستہ کی مشہور کتاب "ترمذی" کے مصنف امام ترمذیؒ کی بہترین کتاب "شمائل ترمذی" کا اُردو ترجمہ اور شرح جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل و صورت، سیرت و عادات، لباس و طعام اور زندگی کی چھوٹی سے چھوٹی باتیں اور کیفیات نہایت صحیح اور مستند طریقے سے مذکور ہیں۔ اخلاق حسنہ اور عادات شریفہ کے شیدائیوں کے لئے تحفہ خاص ہے۔ ترجمہ کیساتھ احادیث مع اعراب شامل کتاب ہیں۔ لکھائی چھپائی عمدہ روشن کاغذ معیاری۔ ہدیہ مجلد آٹھ روپے۔

سیرت پاک سلیس و عام فہم زبان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارکہ ضخیم کتابوں کا نچوڑ۔ قیمت مجلد عمدہ

تاریخ الاسلام اسلامی تاریخ کے جستہ جستہ واقعات جو ایمان افروز البصیرت کے حامل ہیں مستند اور عام فہم تین حصوں میں مکمل۔ قیمت فی حصہ مجلد تین روپے)۔

تعلیم الاسلام (تاج) ابتدائی تعلیم اور پاکیزہ معلومات کی مشہور زمانہ کتاب جو چار حصوں میں مکمل ہے۔ تاج کمپنی کی شائع کردہ حسین و دلکش۔ قیمت مجلد دو روپے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ خلیفۂ اوّل کی زندگی پر ایک مختصر لیکن جامع کتاب معتبر روایات کا مجموعہ جسے مولانا ابو محمد امام الدین کے قلم نے دل کش زبان و بیان کا جامہ پہنایا ہے۔ اسے پڑھ کر آپ کا ایمان تازہ ہوگا۔ قیمت صرف ۱۲ر

اسلامی زندگی اسلامی زندگی کسے کہتے ہیں اور اسے کس طرح حاصل کیا جا سکتا ہے۔ قیمت ۵ر

حکایاتِ صحابہؓ صحابی مردوں اور عورتوں وغیرہ کے سبق آموز و ایمان افروز واقعات، جن کے مطالعہ سے روح تازہ اور سینہ کشادہ ہوتا ہے۔ تازہ ایڈیشن، عمدہ طباعت و کتابت اور سفید کاغذ۔ قیمت مجلد دو روپے عمار

حیات امام احمد بن حنبلؒ ایک عظیم کتاب امام ابوحنیفہ امام شافعی اور امام مالک رحمہم اللہ کے حالات پر تو اُردو میں متعدد کتابیں ملتی ہیں لیکن امام احمد ابن حنبلؒ کی کوئی سوانح اب تک اُردو میں موجود نہیں تھی۔ حالانکہ دیگر ائمہ کی طرح یہ بھی بڑی عظمت و شان کے فقیہ و شیخ گذرے ہیں۔ بھلا ہو جناب سید رئیس احمد جعفری ندوی کا جنھوں نے مصر کے مایۂ ناز محقق محمد ابوزہرہ کی معرکۃ الآرا کتاب "ابن حنبل" کا اُردو ترجمہ کر کے اُمت مسلمہ کو ایک نعمت غیر مترقبہ دی ہے۔ ترجمہ نہایت سلیس رواں اور شگفتہ ہے۔ صفحات پاکیزہ سے زیادہ سرورق دیدہ زیب لکھائی چھپائی اچھی۔ قیمت۔ مجلد دس روپے آٹھ آنے۔ کتاب پاکستان کی مطبوعہ ہے اور مکتبہ تجلی نے خاص کوشش سے کچھ نسخے منگائے ہیں۔ شائقین جلد توجہ دیں۔

حیات شاہ ولی اللہؒ

غیر منقسم ہندوستان میں علوم دین کا احیا کرنے والے اُن بزرگ انسان کی مفصل سوانح جن کو دنیا شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے نام سے جانتی ہے اور جن کے احسان سے اُمت مسلمہ کبھی سبکدوش نہیں ہو سکتی۔ باہم اختلافات رکھنے والے بھی قابل ذکر گروہ انھیں "رئیس الطائفہ" مانتے ہیں اور حق یہ ہے کہ ان کے علمی کارنامے زندہ جاوید ہیں۔ ان کے آباؤ اجداد اور اساتذہ کا مبسوط تذکرہ بھی شامل کتاب ہے۔ قیمت مجلد چھ روپے۔

حضرت شاہ ولی اللہؒ کی دو مشہور کتابیں اُردو لباس میں ہیں۔

خیر کثیر دینی نکات و لطائف اور اسرار و حکم پر مشتمل یہ کتاب میں روزمرہ معاملات سے بحث کرتی ہے۔ قیمت مجلد تین روپے آٹھ آنے

فیوض الحرمین شاہ صاحب کے زیارت و حج کے مشاہدات ان کے خاص رنگ میں۔ قیمت مجلد ایک روپیہ آٹھ آنے

لاجواب اُردو عربی ڈکشنری

مصباح اللغات جیسی مشہور ڈکشنری کے مؤلف جناب ابوالفضل عبدالحفیظ صاحب مدظلہٗ کی ذات گرامی محتاج تعارف نہیں۔ آپ نے ترجمہ کرنے والے اور دیگر متعلقین کی آسانی کیلئے ایک ایسی ڈکشنری تیار کر کے شائع کی ہے جس میں کسی بھی اُردو لفظ کا ترجمہ نہایت آسانی سے دیکھا جا سکتا ہے۔ اس طرح کی ڈکشنری فی زمانہ کم و بیش نایاب تھی، اور حقیقت یہ ہے کہ فاضل مؤلف نے ایک زبردست کمی کو بروقت پورا کیا ہے۔ دوسری زبانوں کے جو الفاظ اُردو میں مستعمل ہیں، مثلاً سکریٹری لیٹھٹ، ریل وغیرہ ان کو بھی خصوصیت اور توجہ سے شامل کیا ہے۔ لکھائی چھپائی پاکیزہ کاغذ عمدہ، مجلد مع ڈسٹ کور۔ قیمت چھ روپے

خصائل نبوی صحاح ستہ کی مشہور کتاب "ترمذی" کے مصنف امام ترمذیؒ کی بہترین کتاب "شمائل ترمذی" کا اُردو ترجمہ اور شرح، جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل و صورت، سیرت و عادات، لباس و طعام اور زندگی کی چھوٹی سے چھوٹی باتیں اور کیفیات نہایت صحیح اور مستند طریقے سے مذکور ہیں، اخلاق حسنہ اور عادات شریفہ کے شیدائیوں کے لئے تحفہ خاص ہے۔ ترجمہ کیساتھ احادیث مع اعراب شامل کتاب ہیں۔ لکھائی چھپائی عمدہ روشن کاغذ معیاری۔ ہدیہ مجلد آٹھ روپے۔

سیرت پاک سلیس و عام فہم زبان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارکہ پر ضخیم کتابوں کا نچوڑ۔ قیمت مجلد عہ

تاریخ الاسلام اسلامی تاریخ کے جستہ جستہ واقعات جو ایمان افروز بصیرت کے حامل ہیں مستند اور عام فہم تین حصوں میں مکمل۔ قیمت عہ مجلد تین روپے)۔

تعلیم الاسلام (تاج) ابتدائی تعلیم اور پاکیزہ معلومات کی مشہور زمانہ کتاب جو چار حصوں میں مکمل ہے۔ تاج کمپنی کی شائع کردہ حسین و دلکش۔ قیمت مجلد دو روپے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ خلیفہ اوّل کی زندگی پر ایک مختصر لیکن جامع کتاب معتبر روایات کا مجموعہ جسے مولانا ابومحمد امام الدین کے قلم نے دل کش زبان و بیان کا جامہ پہنایا ہے۔ اسے پڑھ کر آپ کا ایمان تازہ ہوگا۔ قیمت صرف ۱۲ر

اسلامی زندگی اسلامی زندگی کسے کہتے ہیں اور اسے کس طرح حاصل کیا جا سکتا ہے۔ قیمت ۵ر

حکایاتِ صحابہؓ صحابی مردوں اور عورتوں وغیرہ کے سبق آموز و ایمان افروز واقعات، جن کے مطالعہ سے روح تازہ اور سینہ کشادہ ہوتا ہے۔ تازہ ایڈیشن، عمدہ طباعت، کتابت اور سفید کاغذ۔ قیمت مجلد دو روپے عہ

ایک عظیم کتاب

حیات امام احمد بن حنبلؒ امام ابوحنیفہ، امام شافعی اور امام مالک رحمہم اللہ کے حالات پر تو اُردو میں متعدد کتابیں ملتی ہیں۔ لیکن امام احمد ابن حنبلؒ کی کوئی سوانح اب تک اُردو میں موجود نہیں تھی۔ حالانکہ دیگر ائمہ کی طرح یہ بھی بڑی عظمت و شان کے فقیہ و شیخ گذرے ہیں۔ بھلا ہو جناب سید رئیس احمد جعفری ندوی کا جنھوں نے مصر کے مایۂ ناز محقق محمد ابوزہرہ کی معرکہ آرا کتاب "ابن حنبل" کا اُردو ترجمہ کر کے اُمت مسلمہ کو ایک نعمت غیر مترقبہ دی ہے۔ ترجمہ نہایت سلیس رواں اور شگفتہ ہے صفحات پانچسو سے زیادہ سرورق دیدہ زیب لکھائی چھپائی اچھی۔ قیمت۔ مجلد دس روپے آٹھ آنے۔ کتاب پاکستان کی مطبوعہ ہے اور مکتبہ تجلی نے خاص کوشش سے کچھ نسخے منگائے ہیں۔ شائقین جلد توجہ دیں۔

حیات شاہ ولی اللہؒ

غیر منقسم ہندوستان میں علوم دین کا احیاء کرنے والے اُن بزرگ انسان کی مفصل سوانح جن کو دنیا شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے نام سے جانتی ہے اور جن کے احسان سے اُمت مسلمہ کبھی سبکدوش نہیں ہو سکتی۔ باہم اختلافات رکھنے والے بھی ذکر گروہ انھیں "رئیس الطائفہ" مانتے ہیں اور حق یہ ہے کہ ان کے علمی کارنامے زندہ جاوید ہیں۔ ان کے آباؤ اجداد اور اساتذہ کا مبسوط تذکرہ بھی شامل کتاب ہے۔ قیمت مجلد چھ روپے۔

حکیم الامت مولانا اشرف علیؒ کی چند کتابیں

حیات المسلمین (اردو) | حکیم الامت مولانا اشرف علیؒ نے اس کتاب میں ایسی اہم دینی چیزیں شامل کی ہیں جنکو اختیار کرکے مسلمان کی زندگی صحیح معنی میں اسلامی زندگی ہو جاتی ہے، جو اہم اصول وعقائد اور اعمال وعبادات مختلف مذہبی کتابوں میں بکھرے ہوئے ہیں ان کو یکجا کرکے ہر شخص کے لئے تکمیل عقائد اور تکمیل عبادت کی مشکل راہ آسان کردی ہے، مجلد رنج خوبصورت ڈسٹکور، قیمت عہ۔

اصلاح الرسوم (اردو) | از حضرت مولانا اشرف علیؒ۔ زندگی کے ہر شعبہ میں بے شمار رسمیں اور طریقے ایسے رائج ہوگئے ہیں جو کہ فی الحقیقت غیر اسلامی ہیں، لیکن ہم لاعلمی کے سبب ان کی برائی سے واقف نہیں، ایسے رسم ورواج کی اصلاح کے لئے حضرت حکیم الامت کی یہ تصنیف بیش بہا تحفہ ہے زبان عام فہم سلیس، آخر میں رسالہ "صفائی معاملات" بھی شامل ہے، کتاب مجلد ہے مع خوبصورت رنگین ڈسٹکور، قیمت عہ۔

تعلیم الدین (اردو) | از حضرت مولانا اشرف علیؒ۔ بہت آسان زبان میں دین کے ضروری احکامات دل نشین تشریحات۔ شرک وبدعت کی تفصیل، تصوف کے نکات پر معلومات افروز بحث، تصور شیخ، سماع اور دیگر اہم مباحث خوبصورت ڈسٹکور، مع جلد قیمت عہ۔

مولانا اسماعیل شہیدؒ کی دو شہرۂ آفاق اور معرکۃ الآرا کتابیں

صراط مستقیم (اردو) | جو عرصہ سے نایاب تھی اور اب روشن کتابت و طباعت کیساتھ شائع کی گئی ہے، بدعات کا رد اور لطائف دین کی تحقیق، قیمت مجلد تین روپے (مجلد اعلیٰ چار روپے)

تقویۃ الایمان (اردو) | تمام متعلقہ رسائل کیساتھ تازہ ایڈیشن، تائید ایمان اور تردید باطل کی ایک دلیل روشن جسنے اہل بدعت اور ارباب باطل میں ہلچل مچا دی، قیمت چار روپے (مجلد پانچ روپے)

محمد بن عبدالوہابؒ

از مولانا مسعود عالم ندویؒ

بارھویں صدی ہجری کے مشہور مصلح شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہابؒ نجدیؒ کی سیرت اور دعوت پر علمی وتحقیقی تصنیف، جس میں مغرب ومشرق کے تمام ماخذ پوری طرح کنگھال کر غلط فہمیوں اور غلط بیانیوں کی حقیقت واضح کی گئی ہے۔

نہ صرف کتابوں کے حوالے ہمرشتہ ہیں بلکہ ان کتابوں کی علمی وتاریخی پوزیشن اور مقام کو بھی تفصیلاً بیان کیا گیا ہے، کتاب کی افادیت واہمیت کے لئے فاضل مؤلف کا نام ہی کافی ہے، قیمت دو روپے آٹھ آنے

اسباب زوال امت | دنیا کے اسلام کے ذمہ جواب اہل قلم امیر شکیب ارسلان کی شہرۂ آفاق تصنیف اردو لباس میں، قیمت مجلد عہ۔

فتنۂ انکار حدیث کا منظر وپس منظر

"اہل قرآن" کا لقب اختیار کرنیوالے خادمین اسلام کا پورا حال، ان کے علم وکمال کے نمونے، ان کی ذہنیت اور مقاصد خاکے ان کی تلبیس قلبیس کا نقشہ، ان کے دعووں کی حقیقت، انکی مدافعت اسلام کا حقیقی مفہوم اور دیگر ضروریات کے لئے یہ کتاب اپنے جواب آپ ہے اس کے مطالعہ کے بعد "انشاء اللہ آپ" اہل قرآن" کی قرآنی دشمنی سے بے خبر نہ رہیں گے، اسے پڑھیئے اور ضرور پڑھیئے، دو حصوں میں صفحات (۶۴۴) قیمت چھ روپے آٹھ آنے۔

نصرۃ الحدیث | حدیث کے موضوع پر اجواب کتاب بہت سے مختلف فیہ مسائل کا تجزیہ، معلومات مفیدہ کا خزینہ، عمدہ کتابت وطباعت، قیمت دو روپے آٹھ آنے۔

علم الحدیث

جس میں فلسفۂ علم حدیث کی انتہائی تحقیق کی گئی ہے اور دکھایا گیا ہے کہ یورپ کو آج جس فلسفۂ تاریخ پر ناز ہے، اسلام ہزار برس پہلے اس کو مکمل کر چکا ہے۔

پتے کی ہلکی جلد قیمت عہ۔

مکتبہ تجلی دیوبند ضلع سہارنپور (یو۔پی)

تاج کمپنی لاہور کے تحفے

آرڈر میں صرف وہ نمبر لکھنا کافی ہوگا جو قرآن یا حمائل کے آگے دیا گیا ہے

قرآن ۶۱ دو ترجمے والا ـــــ پہلا ترجمہ از شاہ رفیع الدینؒ ـــ دوسرا ترجمہ از مولانا اشرف علیؒ ـ بڑی تقطیع، ضخامت (۶۹۶) صفحے، کاغذ بڑھیا سفید، چھپائی دورنگی عکسی ـ زمین سبز ـ کافی حسین چیز ہے ـ ہدیہ مجلد عمدہ بیس روپے

قرآن ۷۱ بلا ترجمہ ـ بہت جلی قلم اور بڑی تقطیع والا کاغذ سفید بڑھیا ـ مجلد پارچہ چودہ روپے۔ یہ کمزور نگاہ والوں کے لئے خوب چیز ہے۔

حمائل ۲ مترجم ـ از مولانا اشرف علیؒ ـ چھپائی دورنگی خوشنما ـ کاغذ عمدہ ـ ہدیہ مجلد دس روپے۔

حمائل ۲۶ غیر مترجم ـــــ خوشنما چھپائی، سائز چھوٹا ـ مجلد چار روپے۔

حمائل ۱۹ الف جیبی تقطیع ـ ۱۳ سطریں، ہر سطر کے درمیان باریک لکیر خوشنما اور روشن ـ کاغذ بہت عمدہ سفید ـ ہدیہ مجلد چھ روپے۔

حمائل ۱۹ یہی اوپر والی حمائل ہلکے کاغذ میں، مجلد سادے چار روپے۔

حمائل ۳۸ کتابی تقطیع ـ (۴۸۰) صفحے ـ دلکش اور حسین ـ مجلد پانچ روپے۔

حمائل ۲۴ بہت چھوٹا جیبی سائز ـ چھپائی عکسی ـ کاغذ سفید ـ مجلد تین روپے۔

پنجسورہ مترجم بجد خوبصورت و دلکش لاجواب آرٹ پیپر پر سہ رنگی چھپائی سے نفیس جلد غرضیکہ ہر پہلو سے عمدہ اور قابل تعریف ـ ہدیہ صرف چار روپے

بہت بڑھیا سفید ـ چھپائی دورنگی عکسی ـ جلد عمدہ آئل کلاتھ ـ نہایت دلکش دیدہ زیب ـ دیکھنے کے قابل چیز ہے ـ ہدیہ صرف روپے۔

حمائل مترجم ۲۵ الف ترجمہ فتح الحمید ـ حاشیہ پر تفسیر ..... موضح القرآن زمین سبز ـ صفحات ۹۰۲ جلد عمدہ ہدیہ تیرہ روپے

حمائل معرّیٰ ۲۸ صفحہ کا طول ۵ انچ عرض ۳ انچ گویا ان سائز سے قدرے چھوٹی ـ ہر صفحہ پر ۱۴ سطریں ضخامت ۸۵۲ صفحات کاغذ گلیز عمدہ مجلد پارچہ کافی دیدہ زیب ہے ہدیہ صرف چار روپے

حمائل غیر مترجم ۱۴ ناول سائز سے کچھ چھوٹا سائز ـ لکھائی چھپائی بہت نفیس روشن کاغذ دلائتی گلیز ـ ہدیہ مجلد چار روپے آٹھ آنے۔

حمائل بلا ترجمہ لاجواب سفری ایڈیشن | یہ حمائل اپنے مختصر سائز اور روشن حروف اور دیگر خصوصیات کے اعتبار سے لاجواب چیز ہے۔ چھوٹا سائز ہونے کے باوجود تحریر اتنی جلی اور اعراب ایسے شگفتہ ہیں کہ نگاہ پر ذرا زور نہیں پڑتا ـ جلد بڑھیا آئل کلاتھ ـ ہدیہ آٹھ روپے۔

مجموعہ وظائف مترجم ۵۶ دورنگا عکسی ـ کاغذ سفید اس میں سورۂ یٰسین فتح الرحمٰن ـ واقعہ ملک ـ مزمل ـ نبا ـ فجر ـ اخلاص ـ فلق ـ الناس کہف ـ دعائے گنج العرش ـ درود اکبر ـ درود تاج ـ درود لکھی اور عہد نامہ سلیس با محاورہ اردو ترجمے کے ساتھ شامل ہیں۔ مجلد چار روپے آٹھ آنے ـ بلا ترجمہ ـ تین روپے

ملنے کا پتہ مکتبہ تجلی دیوبند ضلع سہارنپور (یو۔پی)

حدیث کی چند مشہور کتب کا اردو ترجمہ

بخاری شریف (اردو) مکمل

جہاں تک ہمیں علم ہے اصح الکتاب بعد کتاب اللہ (قرآن کے بعد سب سے زیادہ صحیح کتاب) بخاری شریف کا اب مکمل اردو ترجمہ اب تک شائع نہیں ہوا، یہ پہلی اور نہایت مبارک کوشش ہے جو "اصح المطابع کراچی" نے کی ہے، امام بخاری کی جمع کردہ (۷۲۷۵) حدیثوں کا سلیس اور قابل اعتماد ترجمہ، پاکیزہ طباعت و کتابت سے اچھے سفید کاغذ پر آپ مکتبہ گلی دیوبند سے حاصل کر سکتے ہیں، یہ تین حصوں پر مشتمل ہے جن کی مجموعی قیمت صرف چوبیس (۲۴) روپے ہے، مجلد معمولی (تین جلد ستائیس (۲۷) روپے، مجلد پختہ (تین جلد تیس (۳۰) روپے، ہر حصہ الگ الگ بھی طلب کر سکتے ہیں، اس صورت میں فی حصہ نو روپے قیمت ہوگی (مجلد پختہ گیارہ (۱۱) روپے)

موطا امام مالک مترجم (عربی و اردو)

"موطا امام مالک" احادیث نبوی کا دوسرا بیش بہا ذخیرہ ہے جس کو سالہا سال امام مالک نے ہر کسوٹی پر پرکھ کر اپنی جمع کردہ احادیث سے انتخاب فرما کر مسلمانان عالم کے لئے مرتب کیا کتاب اصل عربی با اعراب اور اس کے مقابل اردو ترجمہ از علامہ وحید الزماں مع ضروری فوائد اس عمدگی کے ساتھ طبع ہوئی ہے کہ آنکھ اس کی کتابت و طباعت کا ایسا حق ادا نہ ہوا ہوگا، صفحات (۹۲۰) کاغذ سفید، ہدیہ بلا جلد بارہ (۱۲) روپے، مجلد معمولی تیرہ (۱۳) روپے (مجلد پختہ چودہ (۱۴) روپے)

مشکوٰۃ شریف (اردو)

چھ ہزار سے زائد احادیث نبوی کا بیش بہا ذخیرہ۔ یعنی حدیث کی گیارہ کتابوں، بخاری، مسلم، ترمذی ابوداؤد، ابن ماجہ، نسائی، مسند امام احمد، سنن امام مالک، امام شافعی، بیہقی اور دارمی کا خلاصہ اس کتاب میں مشکوٰۃ عربی کی تمام احادیث کا مکمل ترجمہ مع ضروری تشریحات کیا گیا ہے، اور حاشیہ پر بھی عنوانات قائم کر دیئے گئے ہیں، (دو جلد میں کامل ہے، کاغذ سفید، کامل بدیہ بلا جلد سولہ (۱۶) روپے، اور مجلد معمولی انیس (۱۹) روپے (مجلد اعلیٰ بیس (۲۰) روپے)

ترمذی شریف (اردو)

بخاری و موطا امام مالک کے بعد اب صحاح ستہ کی مشہور کتاب ترمذی شریف کا بھی اردو ترجمہ چھپ کر تیار ہو گیا ہے، سفید عمدہ کاغذ، نفیس طباعت و کتابت، حصہ اول مجلد دس (۱۰) روپے، حصہ دوم مجلد دس روپے، دو حصے ایک ہی وقت طلب کریں تو انیس (۱۹) روپے۔

بلوغ المرام

یہ علامہ حافظ ابن حجر کی شہرہ آفاق تصنیف ہے جس کی اصل اور اردو ترجمہ ایک ساتھ شائع کیا گیا ہے، ابن حجر کا اہل اسلام میں کیا درجہ ہے یہ بات حضرات سے پوشیدہ نہیں، آپ کی یہ تصنیف بخاری، مسلم، ترمذی ابوداؤد اور دیگر مستند کتب احادیث سے منتخب کیے ہوئے دینی احکام کا گلدستہ ہے جو کانوں میں دنیا کے معروف ہے، کم تعلیمیافتہ اور زیادہ پڑھے لکھے دونوں اس کتاب سے برابر فائدہ اٹھا سکتے ہیں (قیمت مجلد اٹھ (۸) روپے)

مشارق الانوار (اردو)

یہ مشہور و معروف کتاب اپنی خوبیوں کے باعث اہل علم میں بہت مقبول ہے، اس میں امام رضی الدین حسن صنعانی نے بخاری و مسلم سے (۶۲۶) قولی احادیث جمع کی ہیں اور تازہ اشاعت میں اس کی ترتیب فقہی ابواب پر کی گئی ہے جس سے یہ معلوم کر لینا بہت آسان ہو جاتا ہے کہ کون سا فقہی مسئلہ کس حدیث سے نکلا ہے، تازہ ایڈیشن میں احادیث کا عربی متن مع اردو ترجمہ رکھا گیا ہے اور ساتھ ساتھ تشریح و توضیح بھی کی گئی ہے، مسائل میں مختلف ائمہ کے مسلکوں اور دلیلوں کا بیان بھی ہے۔ کتابت طباعت نفیس، کاغذ سفید گلیز، ہدیہ بارہ روپے (مجلد کتابی تیرہ روپے۔ مجلد اعلیٰ پندرہ (۱۵) روپے) عوام و خواص دونوں کے لئے بڑا قیمتی تحفہ ہے۔

مکتبہ گلی دیوبند ضلع سہارنپور (یوپی)

دُرِّ نجف

DURR-E-NAJAF

دھات کا مضبوط خول

آئینہ مضبوط شیشی

اور آئینہ سرمہ کا باشہ

- اندھے پن کے سوا آنکھوں کی تمام بیماریوں کا تیر بہدف علاج
- دھند، موتیا، جالا، رتوندا، پرنبال اور سرخی وغیرہ کے لئے پیغام شفا۔
- بارہ سال سے بے شمار آنکھوں کو فائدہ پہنچا رہا ہے۔

- درست نگاہ والے بھی اسے استعمال کرتے ہیں کیونکہ یہ آخری عمر تک نگاہ کو قائم رکھتا ہے۔
- ہدایات ساتھ بھیجی جاتی ہیں۔ عمدہ پیکنگ مضبوط اور تازہ
- **نوٹ:** خالص جستی کیمیائی سلائی ۲ روپیہ میں طلب کیجئے

چند تعریفی خطوط کی نقلیں ملاحظہ فرمائیے

شیخ الحدیث حضرت مولانا **حسین احمد** صاحب مدنی

صدر جمعیۃ علماء ہند

ارشاد فرماتے ہیں۔ آپ کا سرمہ اس درجہ مفید ہے کہ اس کی توصیف میں آپ جو چاہیں میری طرف سے لکھدیں میں اس کی تصدیق کروں گا۔

مولانا **شبیر احمد** صاحب عثمانی رقمطراز فرماتے ہیں

میں نے سُرمہ نجف استعمال کیا اور دوسرے اعزا، کو استعمال کرایا جس اسکے بہت سے سُرمے میں نے استعمال کئے سب سے اچھا اور بہتر اسے پایا۔ مجھے امید ہے کہ جو شخص اسکو استعمال کرے گا وہ میرے بیان کی تصدیق صرف زبان سے نہیں بلکہ آنکھوں سے کرے گا۔

مولانا قاری **محمد طیب** صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند رقمطراز ہیں

میں نے یہ سرمہ استعمال کیا۔ آنکھوں کو تقویت دینے چلانے میں مفید پایا۔ امید ہے کہ اہل بصیرت اس بصارت افزا سرمہ کا استعمال کرکے اسی نتیجہ پر پہنچینگے جس پر بعد تجربہ کے میں پہنچا ہوں۔

ڈاکٹر **ظفر یار خاں** صاحب ایم جی آئی ایس ایم آئی

زمانہ ملازمت سرجن لکھنؤ

سرمہ نجف آنکھوں کی بیماریوں کیلئے بہت فائدہ مند ہے میں نے بہت سے مریضوں پر استعمال کیا۔ اس کے استعمال سے آنکھوں کی روشنی میں ترقی ہوتی ہے۔

حکیم **کنہیا لال** صاحب وید بہار پور

سرمہ نجف اکثر مریضوں کو دیا گیا اور اس کے استعمال سے ان کو فائدہ پہنچا۔ سرمہ نجف آنکھوں کے امراض کے واسطے نہایت مفید ہے۔ میں پبلک سے سفارش کرتا ہوں کہ اسکے استعمال سے فائدہ اٹھائیں۔

ڈاکٹر **انعام الحق** صاحب ایل۔ ایم۔ ایس میڈیکل آفیسر

ایف۔ آر۔ سی۔ بی۔ ایس۔ رئیس مارہرہ

میں نے سرمہ نجف کو اپنے بہت سے مریضوں پر استعمال کیا آنکھوں کے امراض میں مفید پایا میں ہمیشہ ہر شخص کو یہ رائے دونگا کہ اس سرمہ کو استعمال کریں۔

ساہوجوالا سرن صاحب اعظم مراد آباد

میں نے سرمہ نجف کا استعمال کیا نہایت مفید

خانبہادر مولوی حاجی حکیم **محمد علی خاں**

عرف مکھیاں رئیس اعظم

سرمہ نجف بہت عمدہ سرمہ ہے میں نے بہت کو دیا۔ انھوں نے استعمال کیا اور بے حد تعر

ایک تولہ پانچ روپے۔ ۶ ماشہ تین

ایک ساتھ تین شیشیاں منگانے پر محصول

ایک یا دو شیشی پر ایک ہی محصول صرف

یعنی جو سرمہ کی قیمت کے علاوہ ہے

انکے علاوہ بھی اور بہت سے خطوط

ہندوستان کا پتہ:۔ دارالفیض رحمانی دیوبند۔ ضلع سہارنپور۔ یو۔

پاکستان کا پتہ:۔ شیخ سلیم اللہ صاحب عزیزی ۲۰/۵ نظم آباد کراچی۔

پاکستانی حضرات اس پتہ پر قیمت مع محصول ڈاک روانہ کرکے رسید حاصل کرلیں بھیجدیں۔ مال روانہ کردیا جائے گا۔